

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

اکیسواں ریکوزیشنڈ اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 20 مئی 2020ء بروز بدھ بمطابق 26 رمضان المبارک 1441 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
3	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
4	پینل آف چیئرمین کا اعلان۔	2
4	دعائے مغفرت۔	3
4	رخصت کی درخواستیں۔	4
5	عوامی نوعیت کے حامل مسائل پر بحث۔	5

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کا کڑ

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔ جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہوانی



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 20 مئی 2020ء بروز بدھ بمطابق 26 رمضان المبارک 1441 ہجری، بوقت دوپہر 12 بجکر 05 منٹ پر زیر صدارت سردار بارخان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قُلْ اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ عَصِیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ

ط وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ط وَاِنْ

یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ط

وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾

﴿پارہ نمبر ۱۵ سورۃ الانعام آیات نمبر ۱۵ اور ۱۸﴾

ترجمہ: تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے۔ جس پر سے ٹل گیا وہ عذاب اُس دن تو اُس پر رحم کر دیا اللہ نے یہی ہے بڑی کامیابی۔ اور اگر پہنچا دے تجھ کو اللہ کچھ سختی تو کوئی اُس کو دُور کرنے والا نہیں سوائے اُس کے اور اگر تجھ کو پہنچا دے بھلائی تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اُسی کا زور ہے اپنے بندوں پر اور وہی ہے بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کو رواں ریکوزیشن اجلاس کیلئے پینل آف چیئرمین کیلئے نامزد کرتا ہوں۔

1- قادر علی نائل صاحب 2- اصغر خان صاحب۔

3- حاجی احمد نواز بلوچ 4- اصغر ترین صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! میں آپ سے request کرتا ہوں کہ سردار مصطفیٰ خان ترین جو اس ہاؤس کے دو دفعہ ممبر رہے ہیں ان کا گزشتہ دنوں انتقال ہوا۔ اسی طرح جناب اسپیکر! ہمارے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے سینئر ڈپٹی چیئرمین اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں، سینٹ کے ممبر رہے ہیں، قومی اسمبلی کے جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب کی آج تیسری برسی ہے۔ 20 مئی 2017ء کو ان کا انتقال ہوا تھا۔ وہ ایک بہت بڑی ہستی تھے سیاست کے میدان میں، ادب کے میدان میں، بڑے تاریخ دان تھے۔ ان کیلئے اور اسی طرح ہماری پارٹی کے عارف خان وزیر جس کا گزشتہ دنوں وزیرستان میں ٹارگٹ کلنگ ہوئی تھی۔ اس کی شہادت کا المناک واقعہ ہوا تھا ان کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔ اور مجموعی طور پر جتنے بھی واقعات دہشتگردی کے ہوئے ہیں تو ان تمام اور فضل آغا صاحب بیمار ہیں، یونس عزیز صاحب بیمار ہیں کورونا وائرس سے۔ ان کے علاوہ جو بھی ہمارے دوست بیمار ہیں ان کی صحت کاملہ کیلئے دعا کی جائے۔

میر محمد اکبر مینگل: عبداللہ گچی، ڈپٹی کمشنر لسبیلہ رہ چکے ہیں ان کے بڑے خدمات ہیں اس صوبے کیلئے، وہ فوت ہو گئے ہیں ان کیلئے بھی دعا کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ان سب کیلئے ایک اجتماعی دعائے مغفرت پڑھی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آج کی اسمبلی نشست میں قاعدہ 7 کے تقاضوں کو relax کرتے ہوئے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے علاوہ باقی تمام معزز اراکین social distancing کا خیال رکھتے ہوئے کہیں بھی تشریف رکھ سکتے ہیں۔

سیکرٹری صاحب! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: نواب محمد اسلم ریسانی صاحب نے نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔ چونکہ اس وقت عالمی وباء کو رونا وائرس کی وجہ سے پورے ملک اور خصوصاً صوبہ بلوچستان کے لوگ پریشان ہیں۔ اور حکومت نے اس وباء سے بچاؤ کے حفاظتی اقدامات اور روک تھام کے پیش نظر پورے صوبے میں لاک ڈاؤن کیا ہوا ہے۔ اپوزیشن کی بے حد اصرار پر اسمبلی کا ریکوزیشن اجلاس بلا یا گیا۔ معزز اراکین اسمبلی کی حفاظت کے پیش نظر اسمبلی سیکرٹریٹ نے باقاعدہ SOP's بھی جاری کیئے ہیں۔ اُمید واثق ہے کہ معزز اراکین اس سلسلے میں تعاون کریں گے۔ جی ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب! عوامی نوعیت کے حامل مسائل پر بحث کا آغاز کریں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْحَمِيْدِ۔ وَهُوَ مَعْلَمٌ عَيْنٍ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ صدق اللہ مولانا لعظیم۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب! اللہ کا جو فرمان میں نے آپ حضرات کے سامنے رکھا ہے۔ جو اس رمضان المبارک کے عظیم مہینے میں شاید ہماری ہدایت کا سبب بھی بنے۔ اور اگر اس کو ہم مد نظر رکھیں تو شاید ہم برائیوں سے بھی بچیں۔ اللہ کا فرمان ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں کہیں بھی تم ہو۔ اور جو بھی کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ تو یہ ایک ہدایت ہے اور اگر اسی ایک پوائنٹ کو قرآن کریم کا ہم اُس پر عہد کریں کہ ہم اس پر عمل کریں گے تو انشاء اللہ برائیوں سے بھی ہم بچیں گے۔ اور ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ بھی ترقی کریگا۔ جناب اسپیکر صاحب! thank you آج کے اجلاس کا۔ ایک تو اسپیکر صاحب ہمیں آپ سے گلہ ہے۔ ہم نے جب فروری کی 27 تاریخ کو جب یہ اجلاس اسمبلی کا ختم ہوا تو ہم نے 20 مارچ کو ریکوزیشن کی درخواست گزاری، جو turndown ہوئی۔ اور پھر اس کے بعد 06 اپریل کو ہم نے اسمبلی کے اجلاس کے لئے درخواست کی۔ اُس کو بھی پذیرائی نہیں ملی۔ اور آج کے اس اجلاس کے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں۔ لیکن وہ گلہ اس لئے ہے کہ ہمیں ویسے تو ہمارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، پوری دنیا بھی دیکھ رہی ہے، پورا پاکستان دیکھ رہا ہے، یہاں بیٹھے لوگ بھی دیکھ رہے ہیں۔ لیکن آپ As a Custodian, as a Protector of Constitution. ہمارے constitutional demand تھا، اُس کو پذیرائی نہیں ملی۔ گلہ اس بات کا ہے۔ اب آپ نے اجلاس بلا یا ہے تو ایک گزارش ہماری ہوگی کہ جب تک یہ جو اس وقت ایجنڈے کی موضوعات ہیں، اُن پر تفصیل سے کوئی رزلٹ نہ

آئے، تو اگر اسمبلی کا اجلاس continue رکھا جائے تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اور یہ ہماری درخواست ہے جناب اسپیکر! آج کے حوالے سے آج کے موضوع سے related functionaries کو یہاں ہونا ضروری تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ related جو لوگ ہیں functionaries کے جو سیکرٹری صاحبان ہیں۔ چیف سیکرٹری صاحب ہے، وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ جس سے ہمارے یہ جو ہم یہاں debate کرتے ہیں یا جو ہم یہاں تجاویز دیتے ہیں یا جو کچھ ہم یہاں کہتے ہیں اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا۔ تو اس لئے ان کا یہاں ہونا بہت ضروری تھا۔ جناب اسپیکر! آج کے جو موضوعات ہیں، اس میں پہلا موضوع کورونا سے related ہے، آپ جانتے ہیں جناب اسپیکر! کورونا سے متعلق پوری دنیا اس وقت بھی مخصوصے کا شکار ہے۔ نہ اس کی کوئی دوا دریافت ہوئی ہے نہ اس کے روکنے کے کوئی ٹھوس evidence ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے یہ رک سکتا ہے۔ تو ان حالات میں جناب اسپیکر! جب فروری میں اجلاس ہو رہا تھا، تو اُس وقت یہ چین میں اس کی ابتداء ہوئی تھی۔ یہاں اس فلور پر ہمارے ایک بھائی محترم ثناء بلوچ صاحب نے تحریک التواء پیش کی کہ ایک عالمی وباء ہے اور اس عالمی وباء سے پاکستان بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ لہذا آج ہی سے اس کی تدارک اور اس کی روک تھام کے لئے کوئی طریقہ کار واضح کیا جائے۔ کیونکہ بولنے کا، سوچنے اور مشورہ دینے کی جگہ پورے بلوچستان میں یہ ہاؤس ہے۔ اور جناب سردار یار محمد رند صاحب نے بھی اس وقت جناب اسپیکر صاحب سے درخواست کی کہ مجھے بھی اس تحریک التواء کا حصہ بنایا جائے۔ وہ تحریک التواء نمٹا دی گئی لیکن یہاں سے کوئی حکومت کی یقین دہانی جیسے ہمیشہ ہوتی ہے یہ بھی ایک یقین دہانی تھی کہ ”یہ کرینگے وہ کرینگے“۔ اگر اس وقت اس تحریک التواء پر یہاں تجاویز ہوتے اور ایک لائحہ عمل طے ہوتا تو پھر اتنی پریشانیوں نہیں ہوتی تھیں۔ بہر کیف اس وقت اس کو ایک مذاق بنایا گیا اور پھر جناب اسپیکر! جب کورونا کا flow بلوچستان کی طرف ہوا تو اس میں تفتان جس کے بارے میں پورا پاکستان اور بلوچستان میں یہ وضاحت کے ساتھ آ رہا ہے کہ جو باہر سے لوگ آ رہے تھے ان کا باقاعدہ قرنطینہ نہ ہو۔ ٹیسٹ نہیں ہوئے اور وہ آکر لوگوں میں گل مل گئے جس کی وجہ سے کورونا کو پھیلنے کا موقع ملا۔ جس خصوصی معاون نے تفتان کا دورہ کیا اس خصوصی معاون کے اختیارات بھی کل چھین لئے گئے اور ان کے خلاف کئی الزامات ہیں جو اب future میں سامنے آئینگے۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے جناب اسپیکر! کہ جب تمام چیزوں کو اخلاص کے ساتھ لیا جاتا ہے سنجیدگی کے ساتھ لیا جاتا ہے اور ایک فرض سمجھ کر لیا جاتا ہے تو اس کے رزلٹ مثبت ہوتے ہیں منفی ہونے نہیں سکتے۔ لیکن اگر صرف لفاظی کے لئے، فوٹو سیشن کے لئے اقدامات ہوتے ہیں تو اُس کا رزلٹ کبھی صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اُس کا ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ اب اس وقت اس سے پہلے کورونا سے متعلق ڈاکٹرز کا ڈیمانڈ، ان کی ہڑتال ان پر لائٹھی چارج یہ آپ کے سامنے ہے۔ اور ساتھ ہی یہ

انتہائی alarming situation ہے۔ المیہ ہے کہ کونڈہ میں صرف ایک ٹیسٹنگ لیبارٹری ہے فاطمہ جناح اسپتال میں۔ اب وہ جو ٹیسٹنگ مشین ہے کبھی اس کے کٹس نہیں ہوتے۔ پھر وہ ٹیسٹنگ رک جاتی ہے۔ کبھی اس کے ماہر نہیں ہوتے ہیں اس وجہ سے وہ رک جاتا ہے۔ حالانکہ جناب اسپیکر! جب وزیر اعلیٰ صاحب 03 اپریل کو یہاں بلوچستان اس اسمبلی میں اپوزیشن کے اراکین سے ملنے تشریف لائے تو اس وقت ان کے سامنے یہ تمام چیزیں رکھ دی گئی تھیں۔ تحفظات پیش کئے گئے تھے۔ تو اس وقت جناب اسپیکر! لیڈر آف دی ہاؤس نے ہمارے ساتھ اپوزیشن کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس میں تین کمیٹیوں کا اعلان کیا۔ ایک Apex Committee، دوسری Core-Committee اور تیسری کمیٹی ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل لیول پر، ان کی پریس کانفرنس، یہ اس وقت بھی موجود ہے۔ لیکن unfortunately تو Apex-Committee بنی، جس میں اس ہاؤس کے نمائندوں کو شریک کیا گیا ہونہ ore-Committee ایسی بنی جہاں پر اپوزیشن اور ٹریڈری پنچر سے معزز اراکین لیے گئے ہوں۔ اور نہ ہی ڈسٹرکٹ لیول پر ان کی بھی کمیٹی نہیں بنی ہے۔ ہمیں تو چھوڑ دیں، ان کی اپنی بھی کوئی کمیٹی نہیں بنی ہے ڈسٹرکٹ لیول پر اس کو رونا وائرس کے تدارک کے لئے۔ ایک کمیٹی البتہ بنائی گئی جب 03 اپریل کو سی ایم صاحب اپوزیشن اراکین سے ملنے اسمبلی آئے۔ اُس کے بعد ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں چیف سیکرٹری صاحب کو کمیٹی کا چیئرمین بنایا گیا اور اس اسمبلی کے اراکین اس کے ممبر بنا دیئے گئے، جس میں ہم بھی تھے اور treasury benches کے بھی تھے۔ ہم نے جمہوری اقدار، آئین دستور اور قانون کو مد نظر رکھتے ہوئے اُس کمیٹی پر ہم حیران بھی ہوئے اور پھر ہم نے اُس کمیٹی کو مسترد کیا۔ اُس کے اگلے دن اُسی کمیٹی میں وزیر اعلیٰ صاحب as a Chairman، ہم نے کہا ”welcome آپ کا حق بنتا ہے آپ بن جائیں“۔ لیکن unfortunately آج تک اس کمیٹی کا کوئی اجلاس نہیں بلایا گیا۔ جس میں ہم اپوزیشن اراکین کے نام ہیں۔ جناب اسپیکر! پاکستان کے دستور کو مد نظر رکھ کر، جمہوریت کے اصول کو مد نظر رکھ کر، یہ کہیں بھی نہیں ہوتا کہ اپوزیشن کو صرف کچلا جائے یہ کہیں بھی نہیں ہے۔ واحد اس صوبے میں ایک اولین فرض گورنمنٹ نے اپنا یہ سمجھا ہے کہ اپوزیشن کو کچلا جائے۔ آپ کو یاد ہوگا جناب اسپیکر! 19 مارچ کو سی ایم ہاؤس میں کورونا سے متعلق ایک میٹنگ بلائی گئی۔ ہمیں اُسی دن اطلاع دی گئی کہ اجلاس ہے۔ چونکہ ہمارا خلوص نیت کے ساتھ یہی ہماری کوشش تھی کہ کسی نہ کسی طریقے اس عالمی وباء پر قابو پایا جائے۔ اور پاکستان اور بلوچستان کے عوام کی جان بچانے کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ تو ہم اُس اجلاس میں گئے۔ اس اجلاس میں ہمارے اپوزیشن کے جو ساتھی تھے بی این پی کے پارلیمانی لیڈر ملک نصیر شاہ ہوانی صاحب، پی کے میپ کے پارلیمانی لیڈر نصر اللہ زریے، اللہ ان کو صحت کاملہ عطاء فرمائے۔ جناب فضل آغا صاحب، باقی

ساتھی تھے۔ ہم نے تجاویز دیں اور پھر آئندہ کے لئے یہی طے ہوا کہ پھر ہم اجلاس بلائیں گے۔ اور اس وباء سے متعلق اس کو کنٹرول کرنے کے لئے جو بھی طریقہ کار ہوگا اُس کو اپنایا جائیگا۔ لیکن unfortunately اسی 19 مارچ کے بعد آج جناب اسپیکر! 20 مئی ہے۔ پھر کوئی اجلاس کورونا کے سدباب کے لئے ایسا نہیں بلایا گیا۔ جس میں اپوزیشن کو دعوت دی گئی ہو۔ تو اس حوالے سے کہا یہ جاتا ہے کہ جی یہاں پر ہم سخت تدابیر اختیار کیئے تھے۔ سخت لاک ڈاؤن تھا۔ اس لئے یہاں کنٹرول رہا بلوچستان میں۔ اللہ کرے کنٹرول رہے اللہ کرے اس وباء سے بلوچستان اور پاکستان کے عوام نجات ملے۔ لیکن ٹیسٹ ہو تو پتہ چلے گا کہ جی کورونا ہے یا نہیں۔ کس کا مثبت ہے کس کا منفی ہے۔ اُس کی مقدار کیا ہے۔ ایک ٹیسٹنگ لیبارٹری ہے، ایک ٹیسٹنگ مشین ہے، وہ بھی پہلے ہی خرید گیا ہے۔ لیکن اب یہ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ جو امداد مختلف ذرائع سے آیا ہے، وہ کس طریقے سے خرچ ہوئی ہے، کہاں خرچ ہوا ہے کیا کیا چیزیں لی گئی ہیں؟۔ کیونکہ ٹیسٹنگ کٹس تو نہیں لیئے گئے ہیں۔ ventilators کی کیا پوزیشن ہے، کوئی پتہ نہیں ہے۔ اگر کہیں پر ventilator ہے تو اس کا technician بھی نہیں ہے اُس کو چلائے تو کس طریقے سے چلائے۔ اللہ کے رحم و کرم پر لوگوں کو چھوڑا گیا ہے۔ اسی لئے تو اب بلوچستان میں مایوسی کے عالم میں لوگ کورونا کا ٹیسٹ نہیں کراتے۔ اور پھر جو طریقہ کار، جو سلوک ان مریضوں کے ساتھ ہوتا ہے، یہ بھی انتہائی کرب کا باعث ہے۔ ڈاکٹر بھی نزدیک نہیں جاتے، پیرامیڈکس بھی اس کو پتہ نہیں کیا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جب یہ گھر سے الگ ہو کر ہسپتال آتا ہے، تو پھر فرض بنتا ہے حکومت کا، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا کہ پھر اس کو وہ تسلی دی جائے، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا جائے اور اس کے علاج میں نرمی کا پرتاؤ کیا جائے۔ لیکن ایسا کچھ یہاں نظر نہیں آتا۔ تو جناب اسپیکر! ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس عالمی وباء سے نمٹنے کے لئے وہ طریقے نہیں اپنائے گئے جس سے یہاں لوگوں کو ریلیف مل سکے۔ جناب اسپیکر! یہ تو کسی پوچھا بھی نہیں جاسکتا، کہ کورونا سے متعلق بلوچستان میں کیا ریلیف ملا ہے کہاں خرچ ہوا ہے۔ کس نے خرچ کیا کس طریقے سے خرچ کیا یہ تو پوچھا نہیں جاسکتا۔ کتنے پیسے جمع ہوئے ہیں۔ اب جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ اس کورونا سے متعلق، ہیلتھ سے متعلق مرکز کا جو مشیر تھا اس کو وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ تو میری گزارش ہوگی کہ transparent طریقے سے یہ ساری چیزیں سامنے آنی چاہیے۔ کیونکہ سپریم کورٹ نے نے بھی ایم۔ ڈی۔ ایم اے کو جس نے اپنے آپ کو بڑے انداز میں کہ ہم نے یہ کیا۔ ہم نے وہ کیا۔ انہوں نے ان پر عدم اعتماد کا اظہار کیا۔ اور معزز سپریم کورٹ نے۔ تاکہ وہ third class چیزیں لے آتے ہوں۔ چائنا سے جو یہاں استعمال کے قابل نہیں ہوتی ہیں۔ یہاں پر پاکستان میں خود بھی ایسی چیزیں بن سکتی ہیں جو چائنا سے بہت زیادہ بہتر صورت میں ہیں۔ تو ایسی صورت میں پاکستان اور پاکستان کے عوام کا اللہ ہی حافظ رہے۔ تو میری گزارش ہے کہ یہ تمام چیزیں

جب تک transparently سامنے نہیں آتی ہیں۔ اور یہ طریقہ کار بتایا نہیں جاتا۔ اب جو عام مریض ہیں جو routine کے مریض ہیں وہ کہاں جائیں؟ یہاں لاتے ہیں تو بھی عذاب۔ اب وہ جو ڈپنسریز ہیں ان کی رحم و کرم پر ہیں۔ اس کے لئے کوئی strategy ہونی چاہیے تھی کہ گورنمنٹ کا یہ ہسپتال جنرل لوگوں کے علاج کے لئے ہیں۔ پرائیویٹ یہ ہسپتالیں جنرل لوگوں کے علاج کے لئے ہیں۔ اب لوگ جو ہم عام بیمار یوں سے دوچار ہیں وہ بھی انتہائی مشکل سے دوچار ہیں، انتہائی کرب میں ہیں۔ تو اس طریقے سے بے ہنگم اور افراتفری کے عالم میں اللہ بلوچستان کی عوام کا محافظ رہے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان یہ درد والی بات ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ بلوچستان ایک روایتی صوبہ ہے یہاں انتہائی اعلیٰ اقدار ہیں۔ یہاں فریب، دھوکہ، فراڈ لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا، کرپشن ان چیزوں کو برا سمجھا جاتا ہے۔ ان اقدار کو ہر صورت میں بچنا یہاں کے ہر باشندے کا اولین فرض ہے۔ ہمارے اسلاف نے پیٹ کاٹ کر کے غربت برداشت کیا لیکن اقدار کو بچایا۔ اخلاقی values بچایا۔ لیکن بد قسمتی سے اس وقت ہمارے اقدار ملیا میٹ ہو رہے ہیں، پامال ہو رہے ہیں۔ ہمارے معاشرتی values وہ تباہ ہو رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! جس وقت یہ گورنمنٹ بن گئی تھی یا اس سے پہلے نگران گورنمنٹ میں ہیلتھ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بڑی بے قاعدگیاں ہوئیں۔ illegally لوگ appointment ہوئیں۔ جب یہاں یہ بحث چھڑ گئی تو یہاں سے کہا گیا کہ جی انکو آڑی ہوگی۔ اور جو بھی غلطی کا مرتکب ہوگا اسکو سزا دی جائیگی۔ آج تک نہ انکو آڑی ہوئی ہے نہ کسی کو کوئی سزا دی گئی ہے۔ جناب اسپیکر! non teaching staff میں، صرف کونٹریکٹ کی بات میں کرتا ہوں۔ غالباً 262 لوگ بھرتی ہوئے۔ لیکن اُس میں بے قاعدگیاں ہوئیں۔ کرپشن ہوئیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے خود اس کو محسوس کیا کہ بے قاعدگیاں ہوئیں ہیں۔ اور چیئرمین C.M(IT) کو انکو آڑی کیلئے وہ کیس دیا گیا۔ انکو آڑی ہوئی جناب۔ جب انکو آڑی میدان میں آئی تب بھی یہی تھا کہ اس میں بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ لیکن آج تک اُس کرپشن کے جو ذمہ دار ہیں اُنکے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر! دکھ کی بات یہ ہے کہ ہمارے اس غریب بلوچستان کے بچے جو ہیں اُنکے والدین زمین بیچ کر، قرض لیکر بچوں کو کراچی، لاہور اور اسلام آباد بھجواتے ہیں۔ آپ سب اس کے شاہد ہونگے کہ بلوچستان کے چار، پانچ بچے ایک کمرے میں روکھے، سوکھے کھانا کھا کر اچھی تعلیم کی امید سے کراچی، لاہور، اسلام آباد میں ہزاروں کی تعداد میں وہاں پڑھتے ہیں۔ اب ہر بچہ سی ایس ایس تو نہیں کر سکتا جناب اسپیکر! ہر بچہ پی سی ایس نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ جو گریڈ 5 سے 15 یا 16 تک جو بچے وہاں سات، آٹھ مہینے مختلف اکیڈمیوں میں پڑھتے ہیں ایم اے کے بعد، وہ کم از کم کلرک کی پوسٹ کے لیئے تو اپنی try تو کر سکتے ہیں۔ کم از کم اسٹنٹ کی پوسٹ کے لیے اپنی تیاری کر سکتے ہیں۔ لیکن unfortunately اگر ان کی تمام محنت کو ان کی والدین

کی وہ بھوک اور افلاس کو جوتے کے نوک پر رکھ کر پھینکا جائے اور غلط طریقے سے من پسند نواز نایا کرپشن کے ذریعے بھرتیاں ہوں تو آپ جناب اسپیکر! مجھے بتائیں کہ بلوچستان کا مستقبل کیا ہوگا؟۔ بلوچستان کے عوام کے جو یہاں اقدار ہیں ان کی کیا کیفیت ہوگی؟ اور پھر بلوچستان میں جناب اسپیکر! ایک آدمی دیانت داری کے بارے میں کیسے سوچ سکے گا؟۔ یہاں تو دیانت داری کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ یہاں تو امانت داری کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ یہاں تو چا پلوسی، چچہ گیری اور پاؤں پکڑنے اور جھوٹے طریقے سے، دھوکے سے فراڈ سے کسی جگہ تک پہنچنے کے تمام اقدامات ہوتے ہیں۔ جناب اسپیکر! وقتی طور پر تو کچھ لوگوں کو فائدہ ہوگا لیکن بعد میں اس کے جو اثرات ہماری نسل پر پڑیں گے، ہمارے لوگوں پر پڑیں گے۔ پاکستان اور بلوچستان کے عوام پر پڑیں گے تو نہ وہ ملک کے لیے فائدے کا سبب ہوگا اور نہ ہی فلاحی معاشرہ قائم ہو سکے گا۔ اور جب معاشرہ فلاح کی طرف نہیں جاتا جس طرح اس وقت ہم ہیں۔ یہ معاشرہ انارکی کی طرف جائیگا اور یہ معاشرہ collapse ہوگا۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ خدائے ہمارے جو معاشرتی اصول ہیں۔ ہمارے جو سماج کے فرائض ہیں۔ یہاں فراڈ اور دھوکے کو روکنے کے لیے جو وسائل اور ذرائع ہیں وہ اگر اختیار نہیں ہو سکیں گے۔ تو پھر تباہی ہوگی جناب اسپیکر! یہ تو بلوچستان میں تباہی ہے لیکن unfortunately پورا ملک اب 26 رمضان شریف میں پاکستان کو آزادی ملی ہے۔ آپ کا تمام میڈیا الیکٹرانک، پرنٹ تمام جو سرکار کے لوگ ہیں، چاہے establishment کے ہیں، چاہے عوام کے ہیں۔ یہ سب یہ کہتے ہیں کہ جی 26 رمضان کو پاکستان بنا اور سب کی تقریریں یہ ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ستر سالوں سے اس دھوکہ دہی میں۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ ہمارے معاشرے کی کیفیت کیا ہے؟۔ ہماری قومی حیثیت کیا ہے؟۔ ہم پاکستانی قوم کہاں کھڑی ہیں؟۔ ہم نے مسلسل دھوکے اور فراڈ کیئے ہیں، جس کا نتیجہ کیا ہم بھگت رہے ہیں؟ آج بھی تباہی سے بچنے کیلئے وقت ہے کہ فراڈ اور دھوکے سے نہ معاشرہ بنے گا، نہ ملک کی نظریاتی سرحدیں محفوظ ہو سکیں۔ نہ قوم ایک قوم بنے گی۔ نہ وفاداریاں ہو سکیں۔ جب میں اپنے ساتھ وفاداری نہیں کرتا ہوں تو پھر میں دوسرے کے ساتھ کیا وفاداری کرونگا؟۔ جب میں خود یا جب کوئی شخص مفاد کیلئے زمین کو بیچے گا تو وہ کسی دوسرے کے کام کیسے آسکے گا؟۔ ہمارے ضمیر تھوڑے عرصے پہلے کے دیکھیں کہ ہمارے زمینوں کا کیا حال ہے؟۔ جناب اسپیکر! اس طریقے سے یہ ملک تباہ ہوگا۔ یہ صوبہ تباہ ہوگا۔ یہ معاشرہ تباہ ہوگا۔ پاکستان میں ایک اگر ترقی کی بات ہے۔ بلوچستان میں اگر اس کے ماحول کو بچانے کی بات ہے تو بنیادی بات یہ ہے کہ ہم اگر یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ۔ اگر ہم دھوکہ نہیں کرتے ہیں۔ وہ دھوکہ تو ہم کر رہے صاف۔ ستر سالوں سے دھوکہ ہو رہا ہے۔ نہیں تو معیشت کو آپ جو اقدار ہیں اسلام کے۔ اُس کے مطابق لائیں پھر آپ دیکھیں کہ آپ

کیسے کسی کے محتاج ہونگے۔ دنیا آپکی محتاج ہوگی۔ یہ ماضی میں رہا ہے۔ جب مسلمانوں کی معیشت اپنے اقدار میں مطابق تھیں۔ تو تمام دنیا اُن مسلمان حکمرانوں کی محتاج تھیں۔ آپ تعلیم کو جو ایک مسلمان کا ڈیما نڈ ہے۔ جو ایک مسلمان کا دین اُسے کہتا ہے اُس کے مطابق آپ لے آئیں۔ تو پھر loyalty ہوگی۔ قوم کے ساتھ وفاداری ہوگی۔ ملک کے ساتھ وفاداری ہوگی۔ اس خطے کے ساتھ وفاداری ہوگی۔ لیکن یہاں پر اب کیا ہے؟ طبقاتی ایجوکیشن ہے۔ کتنے اقسام کی ایجوکیشن ہے۔ یہ اس معاشرے کے تمام جو اقدار ہیں اُسکو پارہ پارہ کرنے کیلئے یہی اقدار کافی ہے۔ اور تیسری جو ہے اہم بات کہ قانون۔ اگر ہم مسلمان ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے دین سے محبت ہے یا یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ کے نظام کے مطابق چلیں۔ قرآن کا فرمان ہے کہ اگر مسلمان قوم اُس قانون پر عمل نہیں کریگی جو اللہ نے اُنکو وہ قانون دیا ہے تو وہ فَاوَلَيْكُمُ الظَّالِمُونَ۔ وہ ظالم ہے۔ فَاوَلَيْكُمُ الظَّالِمُونَ۔ وہ فاسق ہیں۔ فَاوَلَيْكُمُ الظَّالِمُونَ۔ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہم کس category میں ہیں۔ زبانی جمع خرچ۔ ایک دوسرے کے گریبان تک پڑنے کی بات یہ ایک طرف رکھیں۔ کبھی سنجیدگی سے بھی سوچیں کہ ہم اس معاشرے کو، اس مستقبل کو، ہمارے آنے والی نسل کو ہم نے ایک شاندار روایات دینی ہے کہ نہیں۔ یہی بنیادی ذمہ داری ہے۔ لیکن اگر ہم اُس پر عمل نہیں کریں گے تو قانون ہمارے ملک میں جناب اسپیکر! اُس آدمی کے لیے ہے جو کچھ بھی نہیں کر سکتا ہو۔ یہاں کیا کچھ نہیں ہوتا؟ جرائم، اگر میں گنونا شروع کروں جناب اسپیکر صاحب! تو دن لگیں گے۔ لیکن کہاں جاتے ہیں وہ جرائم؟ لیکن ایک غریب آدمی ہے اُس پر ہر ایک شیر ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب تھوڑی بات مختصر کر دیں تاکہ دوسرے دوستوں کو بھی موقع ملے۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! یہی تو وہ ساری چیزیں ہیں جو ہمارے دانست میں اس صوبے کیلئے ضرورت ہیں اور اس ملک کیلئے ضرورت ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اُس وقت تک اس معاشرے میں کبھی بھی سکون نہیں آسکے گا، جب تک اُس قانون کو یکساں لاگو نہیں کیا جائے۔ یہاں کیا ہوتا ہے؟۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کی مرتکب ہوں تو اُسکو بھی وہی سزا ملے گی جو ایک عام فرد کے لیے ہے“۔ ہم کیا کر رہے ہیں؟۔ کوئی چیز کو ہم follow کریں۔ ہم نے تو دین کی بات کو آگے لیکر جا رہے ہیں۔ alarming situation ہے۔ نہ کمیونیزم کا اُسکا کوئی قانون ہو۔ کم از کم ایسا قانون ہو جس میں لوگوں کو یہ پتہ ہو کہ ”یہ میرا حق ہے اور یہ مجھے ملے گا“۔ یہاں افراتفری ہے۔ تو اس لیے میری گزارش یہ ہوگی کہ اس کیلئے ارباب اقتدار کو بھی اور جو بھی جس منصب پر ہیں۔ اُس کو ان تمام چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ کبھی یہ ہماری معاشرتی ترقی، معاشی ترقی، سماجی ترقی کا سبب بن سکیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک پاکستان میں الیکشن کمیشن ایک آزاد ادارہ ہے۔ اور جب الیکشن

کمیشن انتخابات conduct کرتا ہے تو ہر حلقے میں جناب اسپیکر! پچیس لوگ، تیس لوگ، چالیس لوگ امیدار بن کر وہاں الیکشن context کرتے ہیں۔ اور الیکشن کے نتیجے میں ان تیس میں سے کسی بھی حلقے میں ایک فرد کو اکثریت کی بنیاد پر returned candidate declared کیا جاتا ہے۔ اور اس حلقے کی نمائندگی کا آئینی، قانونی، اخلاقی حق دیا جاتا ہے۔ اُس کا نوٹیفیکیشن جاری ہوتا ہے۔ اور وہی شخص، یہاں اکاون حلقے ہیں۔ اکاون حلقوں پر اکاون ہمارے معزز الیکشن کے ذریعے کامیاب ہو کر اسمبلی میں آئے ہیں۔ یہ ان حلقوں کے آئینی، قانونی representatives ہیں۔ اُن کا حق نمائندگی آئینی ہے۔ لیکن unfortunately اس حکومت میں from-day-one حکومتی پارٹی کے ہارے ہوئے لوگوں کو ان حلقوں میں مداخلت کی کھلی چھوٹ دی گئی ہے۔ حالانکہ اس طریقے سے الیکشن جیتا بھی نہیں جاسکتا جس غیر آئینی اور غیر قانونی طریقے سے interference ہوتی ہے۔ اس سے وہ الیکشن جیتا بھی نہیں جاسکتا۔ کیونکہ روز روشن کی طرح سب لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ایک حلقے کا نمائندہ "زید" ہے۔ اور اُس میں "بقر" مداخلت کر کے اُس میں گھوم پھر رہا ہے۔ لوگوں کو شعور ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس نمائندے کے حق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ اس کے حقوق غصب کیئے جا رہے ہیں۔ اور ہارے ہوئے جس کو کوئی حق آئینی، قانونی نہیں ہے کہ وہ اس حلقے میں جا کر مداخلت کریں۔ اور وہ کر رہا ہے۔ بزور کر رہا ہے۔ تو ایسے لوگ بھی یہ سارے چیزیں دیکھ رہے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس طریقے سے الیکشن جیتنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ لوگوں کے ذہنوں پر اس طریقے سے قبضہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس آئینی حق کو سپوتاڑ کیا جا رہا ہے جناب اسپیکر! زیادتیاں کی جا رہی ہیں۔ آپ as a Custodian آپ سے درخواست ہے کہ اخلاقیات کی دنیا میں ہمارے اس صوبے کے حقوق کے حوالے سے جب کہا جاتا ہے کہ فلاں کا حق ہے سب کھڑے ہوتے ہیں کہ جی فلاں کا حق ہے۔ اب اگر representation کا حق ہے۔ ڈیڈھ سال سے ہمارے 23 کے 23 حلقوں میں مداخلت ہو رہی ہے۔ اور یہ حکومت غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی اقدار کی مرتکب ہو رہی ہے۔ یہ معاف نہیں ہو سکتا۔ وقتی طور پر ٹھیک ہے۔ لیکن دن آئیگیے اور لوگ ان تمام بے انصافیوں کو یاد بھی رکھیں گے۔ اور ان تمام بے انصافیوں کے بارے میں چیخیں گے بھی اور احتجاج بھی کریں گے۔ اب تو اچھا ہوا کہ کرونا کی یہ جو تھاروک ٹوک۔ ہمارے بس میں کیا ہے؟ ہمیں تو کچلا جا رہا ہے۔ ہم اس طرح کے انداز میں اگر ہمیں کچلا جائے ہم احتجاج کا جو طریقہ ہے اُس میں بے شک وہ ہمیں کچلیں۔ جو بھی انکے بس میں ہے وہ کریں۔ لیکن 19 مارچ کو ہم نے احتجاجی پروگرام بنایا تھا کرونا کی وجہ سے ہم نے چھوڑ دیا۔ ہم اپنے اس حق سے، ہم میرٹ کی پامالی سے، یہ جو ہڑبونگ طریقے سے لوگوں کے حقوق کو ملیا میٹ کیا گیا۔ ہم ایسے اقدامات نہیں چھوڑیں گے اُس کیلئے۔ جہاں تک ہو سکے گا ہم

جائیں گے۔ جو ہمارا بس ہوگا ہم اُس میں اپنی پوری قوت اُس میں صرف کریں گے۔ تو جناب اسپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک غیر آئینی اقدام ہے۔ حق کے representation کو غصب کرنا۔ Representation of right اور constitutional right یہ انتہائی غلط اقدام ہے۔ ناروا قدم ہے۔ ناجائز اور غیر قانونی قدم ہے۔ اس کو بلوچستان کی تاریخ نہیں کریگی۔ تو اس لیے میری گزارش ہے کہ ہماری اس آواز کو as a Custodian of the House جہاں تک پہنچ سکتا ہے پہنچادیں۔ تو جناب اسپیکر! میں مشکور ہوں آپکا۔ یہ ایک آپکے توسط سے چونکہ آج وہ نہ اُس کے لیے کوئی قرارداد آسکتی ہے نہ کوئی اور۔ جناب میں صرف عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ اپنی interest اُس میں لیں تو شاید اُن غریبوں کا کوئی مددوا ہو سکے۔ حقوق بلوچستان کا جو پیکیج جسکا آغاز ہوا۔ 2012ء میں پی آئی اے کی سول ایوشن برانچ میں بلوچستان کے کوئی پچاس لڑکے بھرتی ہوئے جو نیر اسٹاف کے نام سے، پلمبر، الیکٹریشن یہ وغیرہ۔ اور پچاس یا اُس سے زیادہ سو پچہز appoint ہوئے۔ طریقہ کار یہ تھا کہ تین سال کیلئے یہ کنٹریکٹ پر رہیں گے۔ اور تین سال کے بعد انکو ریگولر تعیناتی اُن کے آرڈرز اُن کو ملیں گے۔ لیکن آٹھ سال تو انکو کنٹریکٹ پر رکھا گیا جو غیر قانونی ہے۔ اور اب اُنکی تنخواہیں بند کی گئی ہیں کہ ”Your services are no more required“ تو یہ کسی اور جگہ وہ کوئی اور ملازمت کے بھی نہیں رہے۔ اور یہاں سے بھی اگر دھڑکا دیئے جائیں گے تو یہ زیادتی ہوگی۔ تو جناب! یہ میری گزارش ہوگی کہ اس پر آپ اپنی sources استعمال کر کے kindly ان لوگوں کی مددوا کریں۔ Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ ملک صاحب! آپ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ جی ملک نصیر احمد شاہ ہوانی صاحب!۔

انجینئر زمر خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو): اسپیکر صاحب! جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو: میں عرض کرونگا، کہ اس چیز کا کیا طریقہ کار ہوگا اگر آپ بتادیں کہ کس طریقے سے ہم یہ اپنے تقاریر کریں گے۔ کیا کیا طریقہ ہوگا کون کون کریں گے اپوزیشن سے ہوگا، ٹریڈری سے ہوگا ذرا ہمیں بتادیں کیونکہ پھر ہم اسی طریقے سے پھر اُس کے لئے۔ اگر آپ طریقہ کار اگر آپ وضع کر لیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی: سارے معزز اراکین بولیں گے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو: نہیں نہیں، بولیں گے، مطلب ہے ایک دفعہ آپ بولیں گے یا ہم بھی درمیان

میں بولیں گے۔ کیا طریقہ کار کریں گے، جواب دیں گے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچکڑی صاحب! پہلے اپوزیشن والے بات کریں گے اُسکے بعد پھر آپ لوگ جواب دیں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جی یہی پوچھ رہا ہوں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ چونکہ یہ ایک ریکورڈ اجلاس ہے۔ اور اس میں جو ہمارے ایجنڈے ہیں اُس میں چار ایجنڈے دیئے گئے ہیں۔ سب سے پہلا ایجنڈا جو ہے وہ کورونا وائرس کے حوالے سے ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اس میں اہم ایجنڈے بھی شامل ہیں۔ جس میں بلوچستان میں ٹڈی دل کی جو روک تھام ہے اور بلوچستان میں میرٹ کی پامالی ہے اور اپوزیشن کے حلقوں میں بے جا مداخلت پر ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب ابھی تک معلوم نہیں ہے کہ چاروں ایجنڈے اکٹھے کر کے بات کریں یا ہر ایجنڈے پر ایک ایک کر کے بات کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس جس کی باری آتی ہے وہ ایجنڈے کی چاروں نکات پر بات کریں تاکہ ایوان کا وقت بچ جائے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: میرے خیال میں جناب اسپیکر صاحب! یہ چاروں ایجنڈے بہت اہم ہے۔ خاص کر ٹڈی دل اور میرٹ کی پامالی ہے یہ انتہائی اہم ہے۔ ویسے تو اپوزیشن کے حلقوں میں مداخلت ہم اس کورونا کے حوالے سے جو ایجنڈا ہے اس میں بات کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ دو ایجنڈوں کو آپ علیحدہ کر لیں پھر اُن پر بھی علیحدہ بحث کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! آج کے اس پہلے ایجنڈے پر میں اس طرح بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وباء جو اس وقت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہوئے ہے۔ اور اسی وباء پر جب ہم بلوچستان اسمبلی کا گزشتہ جو 13 فروری کا اجلاس تھا، اُس میں اُسی دوران یہ وباء کی بات ہوئی کہ چین کے شہر ”اوہان“ میں اس قسم کی ایک وباء آئی ہے۔ اور پھر جب یہ وباء ہمارے قریب ہمسایہ ملک ایران کی بارڈر تک پہنچی تو پھر ہم سب کو فکر لگ گئی۔ لیکن چین کے اندر بھی چونکہ پاکستانیوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ اور خصوصاً گوادری پورٹ کے حوالے سے چینوں کی ایک بڑی آمد و رفت بلوچستان کے ضلع گوادری میں اور پاکستان کے دیگر صوبوں کراچی، لاہور، پشاور کوئٹہ آنا جانا رہتا ہے۔ تو اُس وقت ہم نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ یہ وباء چین سے پاکستان کے اندر داخل ہوں۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ چین کی طرف سے جتنے بھی لوگ آئے اُس کے اندر یہ شواہد موجود نہیں ہیں کہ وہاں سے کوئی کوونا کا مریض پاکستان کے اندر داخل ہوا۔ حتیٰ کہ چین کے اندر جو پاکستانی طالب علم تھے اُن کو بھی جاننا نہ وہاں پر روکے

رکھا۔ اور آج اُن کو ایک فلائٹ کر کے پاکستان بھیجا جا رہا ہے۔ دوسری طرف سے جب یہ پاکستان کے جو بلوچستان کے ساتھ بارڈر ہے ہماری تفتان، میرے خیال میں آج تفتان جتنا مشہور ہوا ہے پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا میں اُس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن آج بد قسمتی یہ ہے کہ اس وقت دنیا کے 209 ممالک میں یہ وباء پھیل چکی ہے صرف پاکستان نہیں۔ اور سب سے زیادہ جو ہے متاثر اس وقت یورپ، امریکہ، برطانیہ ہے۔ ہم بڑے ادب سے کیونکہ اگر یورپ، امریکہ اور برطانیہ متاثر ہیں تو پھر ضروری ہے کہ ہمیں بھی متاثر ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہم اُن سے بہت پسیمانہ ہے اور یہاں خواہ اس وباء کو پھیلانی چاہیے۔ اس کے لئے ہم کوئی تدارک نہ کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس وقت دنیا بھر میں متاثر افراد ہے وہ پچاس لاکھ سے زیادہ لوگ ہیں۔ اور تقریباً تین لاکھ سے زیادہ اموات پوری دنیا میں ہو چکی ہیں۔ سب سے زیادہ متاثر اس وقت دنیا کا وہ سپر پاور امریکہ ہے جس میں 91 ہزار سے زیادہ لوگ اس موذی مرض سے مرچکے ہیں۔ اُس کے بعد پھر برطانیہ ہے۔ اُس کے بعد اٹلی ہے، فرانس اور اسی طرح اسپین یورپی ممالک اور بعد میں پھر جو ایشیاء میں چائنا اور ایران سب سے زیادہ متاثر ہے۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ہمیں اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ ہم خدا نخواستہ اس مرض سے بالکل محفوظ ہے۔ جس طرح ہمارے کبھی کبھار میڈیا پر دیکھتے ہیں جو ہمارے وفاتی نمائندے ہیں وہ آکر اس طرح بات کرتے ہیں کہ جتنا زیادہ پاکستان کو متاثر ہونا چاہیے تھا ہم پھر بھی بچے ہوئے ہیں۔ اس الفاظ سے میرے خیال میں ہمارا صوبہ اور ہمارے امرکز دونوں اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ اس وقت اگر دیکھا جائے ہم نے پوری ملک کے اندر صرف 03 لاکھ 90 ہزار کے قریب ٹیسٹ کئے ہیں۔ پاکستان کی آبادی اس وقت 22 کروڑ سے زیادہ ہے۔ یہ 03 لاکھ 90 ہزار کا ٹیسٹ کارزلٹ ہے جو 45 ہزار افراد اس میں مثبت نکلے ہیں اگر اسی انداز سے پاکستان کے ہر جگہ، ہر صوبے میں ہر ضلع میں ٹیسٹ کریں تو ہر صوبے میں جو ہیں اتنی ہی تعداد میں اور لوگ بھی نکلیں گے۔ جس کے لئے ہمیں خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ خدا نہ کرے لیکن بہت ساری ایسے چیزیں ہمارے سامنے ہیں پہلے بہت سارے دوست مختلف ضلعوں کے اس بات پر جو ہیں یقین ہی نہیں کرتے تھے کہ کورونا جیسی مرض جو ہیں وہ بھی اس ملک کے اندر آچکا ہے۔ بہت سارے لوگ کہتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور ہم مسلمانوں کو کچھ نہیں ہوگا۔ آج تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے پارلیمنٹرین جو اس سے متاثر ہیں۔ ہمارے ججز بھی اس سے متاثر ہیں اور ہمارے بیورو کریٹ بھی اس سے متاثر ہیں۔ ہمارے ڈاکٹرز بھی اس سے متاثر ہیں۔ اور پھر بد قسمتی سے اس صوبے کی مثال لیتے ہیں۔ یہاں پر ہیلتھ نام کا کوئی چیز ہی نہیں جس کو آپ ہیلتھ کہیں گے۔ ایک P.C.R مشین جس کا مثال ہمارے دوستوں نے دیں۔ گزشتہ تین مہینے سے ہم اُسی کے ساتھ گزار رہے ہیں اور اُسی کو چلا رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی رات کو میں

نے ٹی وی پر ایک ہیڈ لائن آیا تھا تربت میں تھے شاید۔ اُس کا heading یہ آ رہا تھا جناب اسپیکر صاحب! کہ ہماری کوششوں سے آج تربت کے اندر کوئی مریض نظر نہیں آ رہا ہے۔ آپ اُن سے پوچھ لے ساری دنیا اگر لکھے پڑھے نہیں لیکن کچھ لوگ لکھے پڑھے بھی ضرور ہیں۔ آپ نے تربت کے اندر کتنے لوگوں کی ٹیسٹ کیئے ہیں؟۔ اگر تربت کے اندر کوئی نہیں ہے تو پھر آپ پشین کو تو دیکھیں یہ بھی اس صوبے کا حصہ ہے جس کا ہر دوسرا فرد میرے خیال میں خود کہتا ہے کہ وہ نزلہ وز کام اور اس قسم کے امراض کا شکار ہے۔ آپ قلعہ سیف اللہ اور مسلم باغ کی مثال لے لیں جناب اسپیکر صاحب! آپ چمن کی مثال لے لیں وہاں کے لوگوں سے پوچھیں بد قسمتی یہ ہے کہ ہم اپنے ہسپتالوں کی جو حالت دیکھی۔ آج ہمارے لوگ ہسپتالوں کا رخ ہی نہیں کرتے۔ ہم اپنے نظروں کے سامنے بہت سارے اپنے لوگوں کو تڑپ تڑپ کر مرتے ہوئے دیکھے ہیں۔ کل کی میں آپ لوگوں کو مثال دے دوں۔ دشت سے ہمارے ایک عزیز ہے اُس کو اُس وقت سے شیخ زاید ہسپتال ہسپتال لایا گیا جب وہ آخری stage پر تھا۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ اس میں سو فیصد ڈاکٹر ز جو ہے اس کے قصور وار ہیں۔ لیکن جب وہ مرگ کے قریب تھا اُس کو لایا گیا اور مجھے فون کیا کہ یہ مریض ہم لوگوں نے لایا ہے ریاض احمد نامی وہ ہمارے عزیز ہے۔ اُس کو آپ kindly ڈائریکٹر صاحب سے کہہ دیں کہ اس کو admit کریں۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا ہے کہ ایک مریض ہے اور یہ serious condition میں ہے۔ آپ اُن کو ایڈمٹ کریں پھر تھوڑی دیر کے بعد اُن کا فون آیا کہ یار ڈاکٹر صاحب کو کہہ دیں کہ ان کیلئے کوئی وینٹی لیٹر کا بندوبست کریں یا کچھ اور۔ تو میں نے اُسی طرح کہا۔ ابھی بات یہ ہے کہ میں سب ڈاکٹروں کے ذمہ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ سب اُن لا پرواہی ہے۔ شیخ زاید ہسپتال کے اندر جناب اسپیکر صاحب! ایک ایمر جنسی سینٹر ہے جس کا سٹاف آپکو میں بتاؤں 3 بندے ہیں۔ اور ایک ایمر جنسی سینٹر کیلئے کم از کم 26 لوگ چاہیے۔ شیخ زاید ہسپتال کو آپ نے اتنا مشہور کیا کہ شاید ساری پاکستان آجائے یہاں پر علاج کر سکیں گے۔ یہاں تو وینٹی لیٹر چلانے کیلئے آپ کو ٹیکنیشن نہیں ملے گا۔ آپ نے کتنے لوگوں کو trained کیا کہ لوگوں کی جان بچائیں؟ ریاض کو تو چلا جانا تھا اور بہت سارے لوگ اس دنیا سے چلے گئے، میرے خیال میں اپنی مرض چھپاتے چھپاتے۔ لیکن جو رپورٹ نہیں ہو سکے۔ ہم نے بلوچستان میں دیا ہے کہ ہمارے میرے خیال میں بلوچستان میں جو اموات کی تعداد ہیں وہ 38 ہے۔ اگر ہزاروں میں نہیں تو جناب اسپیکر صاحب! سینکڑوں میں ایسے لوگ ہیں جن کی ہم فاتحہ کر چکے ہیں جو اپنی مرض چھپاتے رہے۔ اور جو ڈاکٹروں کی طرف نہیں جاتے ہیں، جو ہسپتالوں کا رخ نہیں کرتے ہیں۔ ہمارے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اس بات کا گواہ ہے۔ میڈم بھی بیٹھی ہوئی ہے۔ ایک مثال میں ان پر بھی کرانا چاہتا ہوں بہت سارے اور بھی مثالیں ہیں۔ 24 اپریل کے ہمارے علاقے میں حاجی محمد صدیق نامی ایک شخص ہے

جوانہنائی شدید بخار اور اُس کے ساتھ کھانسی وغیرہ۔ عمر کے لحاظ سے اُس کی عمر بڑی تھی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں شک ہے اور ڈاکٹروں نے بھی کہا ہے کہ اس کے وہاں پریٹیسٹ کروائیں۔ تو ہم نے کہا آپ چلے جائیں فاطمہ جناح سینٹر میں اُن کی ٹیسٹ ہوتی ہے۔ ساڑھے بارہ بجے ہمارے پارٹی کا دوست ہے اُن کا والد صاحب ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہاں پر تو کوئی ہے نہیں۔ پھر میں نے اسپتال سیکرٹری ہے اُن کو فون کیا کہ اس قسم کے مریض ہے وہاں پر۔ ابھی سنا ہے ڈاکٹر وہاں موجود نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ ایسا نہیں ہے آپ پانچ منٹ صبر کریں۔ اُس کے بعد خیر اُس مریض کا تو ٹیسٹ ہو گیا ہے اور اُن کو کہا گیا کہ دو دن کے بعد ہم آپ کی ٹیسٹ رپورٹ دیں گے۔ 24 تاریخ کا بندہ جناب اسپیکر! وہ 31 یا 30 تاریخ تک اپنے ٹیسٹ کا انتظار کیے لیکن وہ ٹیسٹ آج تک اُن کو نہیں ملا۔ اُس کو کہا گیا 1 ایک تاریخ کو کہ آپ دوسری ٹیسٹ کرائیں۔ جب میڈم نئی پارلیمنٹ سیکرٹری بنی تھیں۔ میں نے اُن کو بھی مبارک دی اور ہمارے سیکرٹری ہیلتھ بھی اُن کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہمارے ڈی جی ہیلتھ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت اُن کی کانفرنس ہو رہی تھی میں اُن کانفرنس کے دوران گیا۔ جب کانفرنس ختم ہو گئی میں نے بڑا مودبانہ انداز میں اُن سے request کی کہ اس کی دوسری ٹیسٹ جناب اسپیکر! 1 تاریخ کو ہو گیا۔ اُس کو کہا کہ 3 تاریخ آپ کو رزلٹ ملے گا۔ لیکن 4 تاریخ کو سننا ہے کہ دوبارہ اُن کی ٹیسٹ ہونی ہے۔ اسی طرح میرے خیال میں آج تک اُن کی ٹیسٹ کا کوئی رزلٹ نہیں آیا اور وہ بوڑھا شخص اپنے گھر میں ہے۔ میں نے کہا کہ آپ خود قریب کر لیں۔ کسی علیحدہ کمرے میں اسکو رکھیں۔ نہ یہاں پریٹیسٹ ہو سکتا ہے اور نہ اُس کی رزلٹ آسکتی ہے۔ جب اس صوبے کے اندر ان تین بڑے عہدوں سے بڑھ کر تو کوئی ہوتا ہی نہیں ہے۔ ان تینوں کے ساتھ ہی میں نے بات کی لیکن اُس کے باوجود اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ میرے خیال میں عام شخص جو غریب ہو اور اس قسم کے ہسپتالوں میں جائے اور اُس کی رزلٹ کب اور کتنے دنوں میں ہو سکتی ہے؟ وہ P.C.R مشین جو ایڈز کیلئے خریدا گیا تھا آج سے کئی سال پہلے اُس کے اندر پتہ نہیں کس قسم کے کٹس لگا کر۔ سو روپے کا کٹس بھی آپ کو مل سکتا ہے جناب اسپیکر صاحب! ڈیڑھ سو کے بھی کٹ ہے اور پچاس روپے کا بھی کٹ ہے اور 1 ہزار روپے کا بھی کٹ ہے۔ ابھی اس مشین کے اندر آپ جس قسم کا کٹ لگائیں گے۔ ایک دن میں میں نے سوشل میڈیا پر دیکھا اس میں کتنی حقیقت ہے یا نہیں۔ شاید یہ افریقی ممالک میں سے اُن کی کوئی وزیر اعظم تھا یا صدر تھا اُن کے ہر شخص کے ٹیسٹ پازیٹو آ رہا تھا وہ خود کیمسٹری کا بڑا طالب علم رہا تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ اُس کو خود یقین نہیں آ رہا تھا کہ کیوں رزلٹ پازیٹو آ رہے ہیں۔ تو انہوں نے تین یا چار چیزوں کا انتخاب کیا کہ اس بیٹر کا، پیتے اور کسی اور چیز کا ٹیسٹ کیا جائے۔ فرض کریں رجم ہے، یہ لعل محمد ہے یہ خدائے دوست ہے، دینش ہے، نصیر شاہوانی جو بھی۔ پتہ چلا کہ ان تینوں کا ٹیسٹ پازیٹو آیا ہے۔ پیتے کا بھی ٹیسٹ

پازیٹو آیا ہے۔ بیٹر کا بھی ٹیسٹ بھی پازیٹو ہے۔ اب تیسرا کسی اور چیز کا اُس کا ٹیسٹ بھی پازیٹو ہے۔ تو یہاں پر پازیٹو اور نیگیٹو کا میرے خیال میں اب فرق ہی نہیں رہا۔ آج شاید ہمارے وزیر مری صاحب اللہ کو دعا دیتا ہوگا کہ ایسے حالات میں اُس وزارت سے اُس کی جان چھوٹ گئی ہے، یہ بدنامی سے اُس کا۔ لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ یہ تمام اس سسٹم کی ذمہ دار ہمارے سیکرٹری ہے یا ہمارے ڈی جی ہے یا ہماری پارلیمنٹری سیکرٹری ہے۔ ہمارا یہ سسٹم اتنا فرسودہ اور تباہ حال ہے کہ اس کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑے کرنے کیلئے کسی سیکرٹری، کسی ڈی جی کو لانا اس سے ابھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی تنظیم نو کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس system کی بات کر رہا ہوں۔ اُن کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ آج کے حالات میں اگر فرض کریں ہمارے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہے۔ وہاں پر ایک ہزار لوگ جائیں گے اور اُن میں ایسے لوگ بھی ہونگے کہ مجھ جیسے زبردستی کسی کو بھیجا کہ سب سے پہلے اس کے test ہونی چاہیے اور Gun Point کے ساتھ کہ بھائی اس کو بھیجو۔ تو ایک مشین کے ہوتے ہوئے کتنے اور لوگوں کا ٹیسٹ میں miss کر کے اپنی ایک ہی مرض کی test کر کے تو ایسے ventilator کے بھی حالت یہی ہے۔ سنا ہے کہ 5 ventilator جن کو جلا سکتے ہیں اب تک وہ فاطمہ جناح میں ہے تین ہمارے جو ہیں شیخ زاید میں ہے۔ ابھی شیخ زاید میں کچھ ventilators شاید آئے ہیں۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اس وقت وہ technical لوگ نہیں ہے۔ آپ نے اپنے لوگوں کو trained کرنا ہے۔ آپ نے نئے لوگ لانے ہے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ان کا transfer ہونی چاہیے یا تمام system کی جو اس وقت تک جتنی بھی برائیاں ہے یہ انکی ذمہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسی وباء ہے، ایک ایسا مرض ہے اس کو ہم سب مل کر control کر سکتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں Lockdown ابھی تو پاکستان کے دیگر صوبوں میں شاید lockdown ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے 15 دن اور بھی Lockdown کو بڑھایا وہ بھی Smart Lockdown۔ رات انکو گھمایا، پھیرایا، گاڑی میں سوار کریں کہ چلے آپ جناح روڈ کی طرف سے آپ وہ جنکشن چوک تک جائیں کتنا وقت آپ کو لگے گا وہاں شام، مغرب آپ کی افطاری وہاں میرے خیال میں ہوگی۔ یہ آپ کا Smart Lockdown۔ قانون نہیں ہے اُس پر عمل داری نہیں ہے تو پھر کیوں آپ اس قانون کی مذاق اڑاتے ہیں؟ Doctors کہتے ہیں ہمارے ساتھ Kits نہیں ہے ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہے ہم مرض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ہمارے ترجمان صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں ایسی کوئی بات نہیں۔ ہم نے سب کچھ اُن کو دیئے ہیں۔ اُس کو تو تنخواہ ملتی ہے۔ انکو لکھ کر دیا ہوئے ہے کہ بابا یہ پڑھو اور یہ آپ کی duty ہے۔ باقی آپ کو کسی سے سروکار نہیں ہے۔ باقی صوبوں میں اُن کے منسٹریوں کے اطلاعات ہیں وہ بات کرتے ہیں۔ زمر خان چلا گیا اُن جیسے وزراء جا کر کے بات کرتے ہیں حکومت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ یہاں

تو صوبے کے سارے Ministers ہی بھاگ گئے۔ میں PDMA کے Minister کو داد دیتا ہوں کہ پہلی دفعہ کہ بحر حال ہمیں کم از کم ہر جگہ نظر آگئے۔ اس دفعہ اپنے دفتر میں بھی نظر آئے۔ لوگوں کو کچھ ملا یا نہیں ملا کم از کم میدان میں تھے۔ کتنا ملا کم ملا زیادہ ملا۔ دیش جیسے وفادار لوگ بھی بھاگ گئے وزیر اعلیٰ کو چھوڑ کر۔ کیوں کہ وہ ہمارے دوست ہے ساتھی ہے۔ ابھی ہمارے وزیر اعظم بھی کہہ رہا ہے، پوری دنیا کو اندازہ ہے کہ ہم نے اسی lockdown میں ہی زندگی گزارنی ہے۔ پوری دنیا سے پولیو ختم ہوگئی، بد قسمتی یہ ہے کہ پاکستان افغانستان اور ایک دو شاید افریقی ممالک ہیں ان کے اندر اب تک یہ پولیو ہے۔ اور اسی طرح اگر پوری دنیا سے بھی شاید یہ Corona ختم ہو جائے۔ خدا نہ کرے، خدا نہ کرے ہم سب کو اللہ پر یقین ہے۔ ہماری یقین ہونی بھی چاہیے۔ لیکن یہ ہے اُس کے لئے عملی طور پر کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ ہم نے پہلے ہی دن سے وزیر اعلیٰ نے جب 19 اپریل کو ایک meeting بلائی، اپوزیشن کو بلا یا کہ یہ Corona Virus ہے اور اتنا خطرناک ہو اور اس کو ڈونا وائرس سے نمٹنے کے لئے ہم سب کو مل کر جو اس صوبے کی خدمت بھی کرنی ہے اور سب نے مل کر کام کرنا ہے۔ تو ہم نے اپنے دوستوں سے پوچھے بغیر جو میری پارٹی ہے شاید نصر اللہ زریے بھی اسی جذبے کے ساتھ اور ملک صاحب ہم چل دیے C.M سیکرٹریٹ میرے خیال میں 6,7,8 مہینے کے بعد جو احتجاج کرتے رہے ہیں پہلی دفعہ جا کر۔ وہاں پر C.M سیکرٹریٹ میں بیٹھ گئے۔ ہم نے یہی عندیہ دیا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور یہ وہاں جو ہے بالکل جس کی آپ ذکر کر رہے ہیں بالکل خطرناک و باپھیل جائے گا۔ آج جناب اسپیکر صاحب! امریکہ جیسے ملک میں جو روزانہ پندرہ سو سولہ سو لوگ مرتے تھے۔ لیکن اس نے ٹیسٹ پر ٹیسٹ اتنی تیزی سے کہ لاکھوں لوگوں کا ٹیسٹ کر لیا۔ نیویارک جیسے بڑے شہر میں میرے خیال میں وہ کہتا ہے کہ 21 ہزار یا 22 ہزار ventilators کا اُس نے بندوبست کیا۔ ابھی وہاں پر ratio کم ہوتا جا رہا ہے اور وہ lockdown سے نکل رہے ہیں۔ ہم آپس میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم نے، آج یہ اسمبلی کا اجلاس گواہ ہے۔ ایک دفعہ پہلے بھی دیش بھائی بیٹھا ہوا تھا جب ان کا نیا نیا camp تفتان پر لگا کچھ تصویریں سوشل میڈیا پر آگئیں۔ یہ جو ہوا آ رہا تھا یہ tent اوپر اڑتے تو میں نے اسی اسمبلی کے اپ رکارڈ نکالے میں نے ذکر کیا تھا کہ یہ ٹینٹوں سے ہم اس کو روک نہیں روک سکتے۔ ان کو علیحدہ رکھنا ہے اچھی طریقے سے اس کا بندوبست کریں۔ اس کے علاوہ جناب اسپیکر صاحب! صرف بلوچستان کے وزیر اعلیٰ یا وہ اس کے ذمہ دار نہیں ہے۔ لاکھوں لوگ تو جہازوں کے ذریعے بھی پاکستان کے دیگر صوبوں میں آگئے۔ سب سے زیادہ جو یورپ اور امریکا اور ان علاقوں سے لوگ کرونا میں مبتلا تھے آ کر پنجاب، سندھ وہاں سے لوگوں کو بھی کرونا لگ چکا ہے یہ نہیں کہ صرف ایران سے۔ میں کہتا ہوں کہ وہاں سے بہت سارے لوگوں کو، جہاز میں آئے

ہوئے لوگوں کو آپ مت کروقرنظینہ کیونکہ وہ جہاز میں آرہے ہیں، جو by road آرہے ہیں اُس کو آپ پکڑو اُس کو آپ بند کرو۔ پندرہ دن آپ تفتان پر بند کرو۔ پندرہ دن آپ PCSIR میں بند کرو۔ اُس کے بعد پھر سکھر میں دوبارہ بند کرو۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں دوبارہ بند کرو۔ کیوں؟ یہ یہاں پر کوئی ایک جیسا نظام نہیں ہے۔ اور اب تو بات اس حد تک پہنچ چکی ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ اس مرض کی اگر ٹیسٹ کیا جائے تو خدا نخواستہ بلوچستان کی بہت بڑی تعداد اس وباء میں مبتلا ہوگی۔ بعض لوگ جانبر ہو چکے ہیں۔ کرونا گزرا بھی چکے ہیں بہت سارے لوگ۔ ہم جیسے لوگ بھی تین چار دن جو ہے بخار ہوتا رہا پھر ہمارے گھر والے بہت سارے لوگوں کی۔ اس طرح یونس عزیز زہری ہمارے بھائی اُس نے پہلے میرے خیال میں ہمارے دوستوں میں سے ہے۔ باقی سب اس آج کے اسمبلی میں بھی بیٹھے ہوئے کچھ اراکین اب بھی ہم کھانتے رہتے ہیں۔ لیکن ہم نے ٹیسٹ کبھی نہیں کروائے۔ اور اب بہت سارے علاقے خصوصاً پشین کی بات کرتے ہیں قلعہ سیف اللہ، مسلم باغ اور چمن ان علاقوں میں اس طرح یہ وباء پھیل چکی ہے کہ اگر یہاں پر صرف ایک مشین سے گزارا نہ کیا جائے بلکہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر میں کم از کم ایک مشین ہونی چاہیے۔ ایک چھوٹا سا hospital ہونی چاہیے۔ ventilators کے لئے ابھی سے اگر آپ کے ساتھ trained لوگ نہیں ہیں۔ جتنے لوگ اس دنیا سے چلے گئے ہیں ان کو ہم واپس تو نہیں لاسکتے۔ لیکن ابھی بھی ہمارے ساتھ وقت ہے کہ کتنے لوگوں کو ہم بچا سکتے ہیں۔ یہ انسانیت کی خدمت ہے۔ ہم جتنے لوگوں کو بچا سکتے ہیں۔ اپنے ڈاکٹروں کو trained کریں۔ اپنے paramedics کو trained کریں۔ یہاں پر زیادہ سے زیادہ ventilators لائیں۔ ہم تو سن کر جناب اسپیکر صاحب! حیران ہو رہے ہیں۔ یہ تو چیف جسٹس آف پاکستان کی مہربانی کہ انہوں نے کہا کہ یہ پانچ سو ارب روپے آپ لوگ کدھر لے گئے؟ اگر NDMA نے 500 ارب روپے خرچ کیے۔ تو بلوچستان کا وزیر اعلیٰ نہیں ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں آپ نے اپنے health کے ذمہ داروں سے کہ بلوچستان کو کتنا ملا اُس کے حصہ کا؟ آپ لوگوں نے کتنی deman کیئے کہ اب تک آپ لوگوں کی مشین وہی P.C.R مشین پرانی پڑی ہوئی ہے۔ کوئی دوسری مشین بھی آپ نے لائے ہیں؟ کوئی تیسری مشین آپ نے لائے ہیں؟ کوئی چوتی مشین بھی آپ نے لائے ہیں؟ کوئی اور جگہ پر بھی آپ نے یہ مشینوں کا تقسیم کیا ہے؟ اُس کا جواب پھر بعد میں وہ دے دیں گے۔ لیکن تین مہینے اسی طرح گزر گیا۔ اگر 500 ارب ہے تو ہم اپوزیشن نہیں بلکہ صوبے کی ایک parliament کے ممبر کی حیثیت سے میں، اس میں حکومت کی بات ہے نہ اپوزیشن ہم کہتے ہیں کہ وفاق ہمارا حصہ دے۔ یہ 500 ارب میں بلوچستان کا اگر 6% بھی ہے تو 30\*5\*6 ارب روپے بلوچستان کا حصہ بنتا ہے۔ اس کرونا کی اس میں 30 ارب روپے سب سے پہلے بلوچستان کو ادا کیا جائے۔ اُس کے بعد پھر ان سے حساب لے

لیں گے کہ آپ نے کدھر خرچ کیئے ہے۔ لیکن سب سے پہلے ہم بلوچستان کے حصہ مانگتے ہیں کہ بلوچستان کو اُس کا حصہ دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! بات تھورا مختصر کریں تاکہ اور اراکین کو بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: بس بات میرے خیال میں نے بہت مختصر کیا۔ صرف کچھ مثالیں میں نے دیں۔ ہمارے دوست میرے خیال میں اس کا برا نہیں منائیں گے یہ حقیقت ہے۔ نہ میں نے اس لیے جذباتی ہو کر تقریر کی۔ ہم ہر شخص کو دیکھے ہیں۔ میں ایک اور بھی request کرتا ہوں اپنے health کے جو ہمارے ہاں پارلیمانی سیکرٹری ہے اُن سے کہ شیخ زاید میں آپ کا کوئی اس وقت علاج نہیں ہو رہا ہے یہ ایک General Hospital تھا ایک اچھی condition کی Hospital تھی۔ ہم نے بہت کوشش کی اُس وقت، مری صاحب کو میں نے منت کیا اُس وقت سیکرٹری health میرے خیال سے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! آپ Chair کو address کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: Sorry Sir۔ حافظ ماجد کو میں نے منتیں کی ہیں۔ چیف سیکرٹری سابقہ، اُس کو دو دفعہ میں نے visit کروایا۔ اُس کے grants بڑھائیں۔ کچھ اُس پر بہت بڑی burden ہے خاص کر دشت، مستونگ، قلات ہے اس area میں۔ سبھی، مجھ اس علاقے سے تمام لوگوں کا علاج کرنے آرہے تھے۔ آج جب آپ کی Emergency Center میں تین لوگ ہیں۔ جو نہ ventilator چلا سکتے ہیں۔ تو اس سے اچھا ہے کہ آپ فاطمہ جناح کو ہی maintain کریں۔ سب کا رُخ وہاں پر کریں اس Hospital کو کو فارغ کرے۔ اور اس کو دوبارہ صاف کر کے دوبارہ General Hospital بنا کر جو ہے اس کی ایک notification کرائیں۔ Teaching Hospital بنا کر تاکہ اس سے ہزاروں لوگ فائدہ اٹھاسکیں۔ ابھی لوگ ہسپتالوں میں جاتے نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! تھوڑا بہت لوگوں کو کھانسی ہوتی ہے وہ گھر میں چھپ جاتے ہیں کہ بھائی ایسا نہ ہو۔ وہ میرے ایک دوست ہے میں نے اُس سے ذکر کیا کہ کیسا ہے یہ کرونا۔ جناب اسپیکر صاحب! تو اُس نے کہا ہمارے لوگ اس پر بھروسہ نہیں کرتے۔ اُس نے کہا کرونا کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم سب مسلمانوں کو اس میں کوئی شک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے جب اس قسم کا مرض آئے تو کم از کم وہ علاقے کے لوگ جہاں پر یہ مرض ہے وہ اپنے علاقے سے نہ نکلیں۔ اور جہاں باہر کے لوگ ہیں وہ اُس علاقے کا سفر نہ کریں۔ تو ہمارے لوگ اب تک اس بات کا بھروسہ نہیں کرتے۔ اس لیے

ہمارے اس ہسپتالوں کی طرف سے اس قسم response آنی چاہیے۔ اور جو اتنی بڑی تعداد بھی بہت بڑی تعداد آئیگی اور وہ اُن لوگوں کی تعداد آئیگی جو آخری stage پر ہونگے۔ جب لوگوں کو گھر میں سنبھالنا نہیں جاسکے گا۔ وہاں ٹھیک نہیں ہوں گے انتہائی serious Condition میں جو ہے وہ ہسپتالوں کی طرف آئیں گے۔ جو سخت اور تکلیف دہ مرحلہ ہوگا۔ ہمیں اس مرحلے کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہئے اور اپنے لوگوں کو ذہنی طور پر بھی تیار کرنا چاہیے اور لاک ڈاؤن کیلئے بھی۔ اُس لاک ڈاؤن جو SOPs ہیں اُس پر 1% بھی عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! تو پھر جب ہماری اُس قانون پر SOPs پر عمل نہیں ہو رہا ہے تو پھر اس کو کیوں ہم Smart Lockdown کبھی لاک ڈاؤن کا نام دے دیں تو اسی میں جو ہم ایک دفعہ پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ بالآخر آپ نے تیسری requisition پر اسمبلی کا اجلاس بلایا اور کم از کم اسمبلی کے اراکین کو کچھ بولنے کا موقع ملا۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے آج کی یہ اجلاس بڑی مدتوں کے بعد بلایا۔ وہ کہتے ہیں کہ دیر آید درست آید۔ جناب اسپیکر! آج House کے سامنے مختلف موضوعات ہیں۔ اور یقیناً سب سے بڑا مسئلہ Covid-19 یا کرونا وائرس کا ہے۔ جس میں اب تک دنیا بھر میں تقریباً پچاس لاکھ لوگ اس وبا سے متاثر ہیں۔ اور تین لاکھ 25 ہزار لوگ اب تک پوری دنیا میں اس سے جان بحق ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے میں جناب اسپیکر! اس وباء سے نمٹنے کے لیے frontline پر بھی اور آخر پر بھی doctors ہیں paramedics ہیں اور nurses ہیں pharmacist ہیں، جو یقیناً وہاں frontline پر مریضوں کے ساتھ موجود ہیں۔ اُن کو میں سلام پیش کرتا ہوں ہو اور انہیں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں۔ اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! اس دوران بہت سارے ہمارے دوست جاننے والے لوگ۔ سردار مصطفیٰ خان ترین پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کے مرکزی سیکرٹری تھے۔ اس House کے دو دفعہ وہ ممبر رہے، اُن کا انتقال ہوا۔ اور آج 20 مئی ہے۔ آج عبدالرحیم مندوخیل صاحب کی تیسری برسی ہے، وہ ایک قد آور شخصیت کے مالک تھے۔ بڑے قومی رہنما تھے۔ فلاسفر تھے، تاریخ دان تھے۔ اُن کی خدمات ناقابل بیان ہیں۔ انہیں میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر وزیرستان، وانا میں پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی اور پی ٹی ایم کے اہم رہنما سردار عارف خان وزیر انکی ٹارگٹ کلنگ کا المناک قومی سانحہ ہوا۔ اور ہم بھی وہاں گئے وزیرستان ہماری پارٹی کی پوری لیڈر شپ گئی۔ ان کے خاندان کا یہ اٹھارواں بندہ ہے جنکی ٹارگٹ کلنگ میں شہادت

ہو رہی ہے۔ ان کا والد محترم ان کے دو تین بھائی ان کے چچا ان کے چچا زاد انہیں میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر یقیناً آج پوری دنیا اس وباء covid-19 سے متاثر ہے۔ جناب اسپیکر اگر آپ کو یاد ہو ہم نے اس مسئلے پر بہت کافی یہاں ہم نے اس اسمبلی کے فلور پہ بولا تھا۔ جب یہاں پہلا کیس بھی پاکستان میں 26 فروری کو ہوا تھا اور اس سے پہلے جناب اسپیکر! میں صرف گوش گزار کرنا چاہ رہا ہوں آپ کے کہ 17 نومبر کو پہلا کیس چین میں رپورٹ ہوا۔ اور پھر 27 دسمبر تک لگ بھگ کوئی 200 لوگ چائنا میں متاثر ہوئے۔ 11 جنوری کو پہلی موت ہوتی ہے، پہلا بندہ وہاں پہ انتقال کر جاتا ہے۔ اور 21 جنوری کو امریکہ میں پہلا کیس رپورٹ ہوتا ہے۔ اور پھر 23 جنوری کو WHO گلوبل ایمرجنسی کا اعلان کرتا ہے۔ جناب اسپیکر! 17 فروری کو ایران میں پہلا کیس رپورٹ ہوتا ہے۔ اور جب پہلا کیس رپورٹ ہوا ہم نے یہاں 21 فروری کو تحریک التوا ہماری دوست نے ثناء صاحب نے جمع کرائی۔ اور اس کو اگر آپ کو یاد ہو 24 فروری کو جب پاکستان میں پہلا کیس نہیں ہوا تھا، 24 فروری کو اس ایوان میں ہم نے اس تحریک التوا پر بحث کی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جناب اسپیکر! اس حکومتی بیچوں پروزرار نے ہمارا مذاق اُس دن اڑایا تھا۔ آپ اڑاتے رہیں گے یقیناً۔ آپ کو عوام کی فکر نہیں ہے۔ آپ کو ہمارے عوام کی ہزاروں لوگوں کو جو تڑپ تڑپ کر رہے ہیں جنکی فاتحہ خوانی پر میں خود گیا ہوں ان کا آپ کو فکر نہیں ہے۔ یہاں 24 فروری کو جناب اسپیکر! یہاں طویل بحث ہوئی اس کو رونا پر۔ ہاں جناب اسپیکر! جب ایک معزز ایوان میں ایک معزز ایوان میں، یہاں لوگ یا اپوزیشن کے یا انہوں نے جب بات کی، اس کا مطلب ہے کوئی seriousness تھی۔ ہم نے اس مسئلے کو serious لیا لیکن کیا کیا جائے جناب اسپیکر! ہمارے اشرافیہ کی ہمارے حکمرانوں کی۔ 24 فروری کو ہم اسمبلی میں کورونا پر بحث کر رہے تھے اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب، ان کی پوری کابینہ سب میبلے میں اور پھر اس کے بعد جیپ ریلی میں مصروف تھے۔ آپ کو یاد ہے جناب اسپیکر! اس دن جب ہم نے کہا تھا کہ خدا را آپ حاضر ہو۔ آج بھی یہاں کوئی وزیر صحت نہیں ہے۔ آج وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس وزارت صحت کا قلمدان ہے لیکن وہ ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ اس گیلری میں آپ دیکھیں جو متعلقین ہیں وہ بھی غیر حاضر ہیں۔ جناب اسپیکر! 26 فروری کو پہلا کیس ہوتا ہے پاکستان میں۔ لیکن کیا کیا جائے اس حکومت کا چاہے وفاق کا ہو چاہے صوبائی حکومت ہو۔ 26 فروری سے لیکر کے 27 جنوری تک اس مسئلے پر حکومت نے نہ وفاق نے، نہ صوبے نے پورے ایک مہینہ دنیا میں وبا پھیل رہی تھی۔ ہمارے ہمسائے ملک میں ایران میں ہزاروں، لاکھوں لوگ متاثر ہوئے۔ 27 فروری سے 26 جنوری تک کوئی میٹنگ نہ وفاق نے کی اور نہ صوبے نے کی۔ یہ ہے یہ ہے انکی دلچسپی۔ اور جناب اسپیکر! میں اب آتا ہوں، یہ کہتے ہیں National Disaster Management Authority اس کے

سربراہ بڑے سینہ تان کے چلتا ہے اسکی کارکردگی آپ ٹٹول لیں۔ اس نے کیا کیا ہے؟ میں کہتا ہوں اگر میں نے یہاں figure بیان کیئے تو ہمارے منسٹر P.D.M.A اور D.G صاحب تشریف فرما ہیں وہ دونوں حیران رہیں گے کہ اتنا سامان ہمارے پاس آیا ہے۔ اتنے PP کٹس ہمارے پاس آئے ہیں۔ یہ اتنا غلط بیانی کا NDMA کا جھوٹ کا پلندہ انہوں نے رکھا ہے، اُنکے Website پہ چڑھا ہے، آپ حیران رہ جائینگے۔ جناب اسپیکر! یہاں پر ہمارے NDMA نے کیا دیا ہے یہاں پر؟۔ پہلے ایک ماہ تک تو کچھ نہیں ہو رہا تھا۔ اور ڈاکٹرز نے ہڑتال کی۔ بنگ ڈاکٹرز نے کس لیے جلوس نکالا اس GPO چوک پر؟۔ جب اُن پر لٹھیاں برسائی گئیں۔ دنیا بھر میں ڈاکٹرز سلامی پیش کی جا رہی تھی، ہماری حکومت نے اُن پر ڈنڈے برسائے اور ان کو جیل بھجوا دیا۔ کتنے دن تک وہ جیل میں رہے؟ وہ کیا یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ ہمارے الاؤنس کو بڑھایا جائے؟۔ نہیں ہرگز نہیں۔ کیا وہ اپنی مراعات کے لیے کر رہے تھے؟ نہیں جناب اسپیکر! اُنکا مطالبہ تھا کہ ہمیں PP کٹس Personal Protective Equipments دیئے جائیں۔ اور پھر کہا گیا آج جو ہے ناں بحری بیڑہ آ رہا ہے آج جہاز آ رہا ہے آج وہ آ رہا ہے۔ سب اس انتظار میں تھے جیسا وہ کہہ رہے تھے ماضی میں کہ امریکی بیڑہ آ رہا ہے۔ ہم سب اس انتظار میں تھے کہ کونسا C-130 آ رہا ہے چائنا سے آ رہا ہے اسلام آباد سے آ رہا ہے۔ اچھا وہ جب آیا جناب اسپیکر! مجھے یقیناً PP کٹس اس میں کیا ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کو پتا ہے کہ PP کٹس میں کیا کیا لوازمات ہوتی ہیں۔ اُس میں آپ کے لیے Gloves ہوتی ہیں۔ اس میں آپ کے لیے Face Shelter ہوتا ہے۔ اس کے لیے آپ کے لیے shoes ہوتے ہیں۔ اس میں آپ کے لیے پوری کٹس ہوتی ہیں۔ اس کے اندر N95 ماسک ہوتا ہے۔ اچھا! NDMA والوں نے simple سا Gown جسے کہتے ہیں اکثر یونیورسٹیز میں پروفیسر پہنتے ہیں جیسے آپ نے پہنا ہے جناب اسپیکر! یہ Gown بھیجے گئے نام دیا گیا کہ یہ PP Kits ہیں۔ شرم آئی چاہیے NDMA کو۔ اور ویب سائٹ سے اُنکا آپ دیکھیں جناب اسپیکر! یہ نہیں کیا کیا انہوں نے ہمارے صوبے کو بھیجا ہے۔ یہاں ملا کیا ہے یہاں کے لوگوں کو؟ جناب اسپیکر! اور وفاقی حکومت نے وہ ”احساس پروگرام“ چلایا۔ اچھا وہ احساس پروگرام کن لوگوں کو پیسہ ملا 12 ہزار روپے؟ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے جو پرانے رجسٹرڈ لوگ تھے۔ اچھا وہ ہمارے صوبے میں پہلے جو تھے وہ بھی اس وقت ہوئے تھے Political Basis پر۔ اس دوران لاکھوں لوگ لاک ڈاؤن کی وجہ سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے۔ غریب، مزدور لوگ، دیہاڑی والے لوگ، اُن کے لیے کوئی پیسہ نہیں آیا۔ کوئی راشن نہیں آیا۔ 230 ارب روپے IMF نے جو بھیجے تھے وفاقی حکومت کو، اُس نے ایک ارب روپے بھی ہمارا ایک ارب روپے بھی ہمیں نہیں ملا۔ حالانکہ اگر آپ 9 پر NFC ایوارڈ کے تحت ہمارا جو حق بن رہا ہے وہ پیسہ بھی

وفاق نے ہمیں نہیں دیا۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ خود اندازہ لگائیں خود NDMA کہہ رہی ہے کہ ہم نے ہمارا صوبہ کم و بیش۔

(خاموشی۔ آذان)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! ابھی تشریف رکھیں۔ اپنی بات پوری کریں پھر اس کے بعد نماز کا وقفہ ہوگا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! پچاس فیصد ہمارے صوبے کا رقبہ ہے اگر سمندر کو اس میں شامل کیا جائے۔ اسلام آباد کا کل رقبہ جتنا بھی بڑھا چڑھا کر ہم پیش کریں پورا اسلام آباد کا پورا وفاقی ریجن کی میں بات کر رہا ہوں۔ تو جناب اسپیکر! ہمارا صوبہ اور اسلام آباد کے گیارہ Hospitals کو تمام سامان NDMA نے دیئے۔ وہ خود کہہ رہی ہے۔ گیارہ ہسپتالوں کو اسلام آباد کے اور اکثریت اس میں پرائیویٹ Hospital ہیں الشفاء انٹرنیشنل، کلثوم پیتہ نہیں کونسا کونسا Hospital۔ ہمارے اتنے بڑے صوبے کو وہ کہہ رہا ہے کہ یہ صوبہ جو ہے نا پاکستان کا دل ہے اور اس سے جو ہے نا بلوچستان سے جو ہے نا پاکستان کا مستقبل وابستہ ہے۔ اس مستقبل وابستہ صوبے کے محض چار Hospital کو NDMA نے جو ہے نا وہ Provide کیا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ ہمارے ساتھ NDMA اور وفاقی حکومت کا رویہ ہے۔ جناب اسپیکر اب ہم آتے ہیں اپنے اس صوبے کے محکمہ ہیلتھ کی جانب۔ یا آتے ہیں NDMA کی جانب۔ آپ اٹھا کر دیکھ لیں، رات میں دیکھ رہا تھا محکمہ صحت کا ویب سائٹ۔ 10 دن پرانا وہاں پہ جو ہے نا پتہ آج ہمارے مریض کتنے پہنچ گئے جب میں نے دیکھا رات کو 10 دن سے وہ up-load ہی نہیں ہوا تھا وہ فریش ہی نہیں تھا۔ وہ up-date ہی نہیں ہوا تھا۔ اور میں NDMA کی بات کروں اس میں تو کورونا کے حوالے سے کوئی بات تھی ہی نہیں۔ نہ کوئی معلومات نہ کوئی چیز۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ دیکھ لیں، آپ یقین کریں جناب اسپیکر کہ میں گزشتہ ایک مہینے میں میں نے کونٹہ میں اگر میں کم بتاؤں، کوئی پچاس کے قریب میں فاتحہ خوانی میں گیا ہوں۔ جن میں اکثریت کورونا وائرس سے اُن کی death ہوئی ہے۔ اور میں ایک ایک نام بتاؤنگا یہاں پر۔ گزشتہ 10 دن کی میں بات بتاؤنگا کہ لوگ مر رہے تھے۔ میں خود سیکرٹری آفس گیا، سیکرٹری ہیلتھ کے آفس گیا۔ اچھا ہوا کیا جناب اسپیکر! درجنوں لوگ وینٹی لیٹرز نہ ہونے کی وجہ سے اُنکی موت ہوئی ہیں۔ اور جناب اسپیکر فاطمہ جناح میں جب ہم نے ایک بندے کو لیکر گئے وہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے پاس کے مطابق کے سات وینٹی لیٹرز ہیں۔ وہ 7 وینٹی لیٹرز occupy ہیں اور اگر کوئی مریض ٹھیک ہوا یا خدا انخوستہ کسی مریض کا انتقال ہوا تو اُس کو ہٹا کر کے اس آٹھوں بندے کو جو ہے وینٹی لیٹرز پر چڑھائیں گے۔ جب ہم نے

وہاں MS صاحب سے بات کی اپنے شیخ زید۔ اچھا اُس نے کہا کہ میرا کیا قصور ہے۔ میرے پاس اُنہوں نے ویٹنی لیٹر تو بھیج دی ہے لیکن ویٹنی لیٹر کے لئے ہمیں resource چاہئے۔ technical لوگ چاہئے اور ویٹنی لیٹر پڑا ہوا ہے technical لوگ نہیں ہے کہ اُس کو چلائیں۔ حاجی عبدالغفار، محی الدین رات کو ماسٹر عبدالعزیز کا چمن کار ہاشی تھا۔ جوان سالہ بندہ تھا۔ پچھلے رات کو اُس کے گھر والوں نے مجھے بار بار فون کیا کہ خدارا ویٹنی لیٹر کا بندوبست کریں۔ لیکن میرے تمام کوششوں کے باوجود اُس کے لیے ویٹنی لیٹر کا بندوبست نہیں ہو سکا۔ رات، کل شام کو اُس کا death ہو گیا ماسٹر عبدالعزیز چمن کار ہاشی ہے۔ کتنے لوگ اس وقت تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں اور حکومت کے پاس محکمہ صحت کے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ مجھے بتایا جائے اس حکومت نے کوئی چیز کیا ہے سوائے lockdown کا وہ تو اُنہوں نے کیا ہوگا۔ کہ lockdown ہے وہ lockdown بھی مذاق بن گیا۔ جب cases پانچ سو نہیں تھے پورے ملک میں تو full lockdown تھا۔ جب cases جو ہے 15 ہزار تک پہنچ گئے تو smart lockdown جب cases جو ہے 50 ہزار تک پہنچ رہے ہیں lockdown مکمل ختم۔ کچھ سیکھو دنیا سے۔ 76 days مسلسل، چائنا میں lockdown رہا۔ وہ کل ہمارے student پہنچے چائنا سے جا کر اُن سے انٹرویو لے لو کہ کیسا lockdown تھا۔ کس طرح اُنہوں نے جو ہے ہمیں رکھا جا کر پوچھو اٹلی کے لوگوں سے پوچھو فرانس کے لوگوں سے پوچھو۔ یہاں سب کچھ مذاق اور حکومت نے کیا کیا؟۔ کوئی مجھے بتائے کوئی guideline ہے؟۔ کوئی strategy ہے حکومت کی؟۔ کوئی محکمہ صحت کا اس کے حوالے سے مجھے بتایا جائے۔ اتنی بڑی بابت سے کہ پوری دنیا حیران ہے۔ اور یہاں ہماری حکومت مذاق کر رہی ہے۔ اور کوئی بندہ سوائے ایک دو کے ہمارے منسٹرز صاحبان جو تھے۔ باقی ایسے غائب ہو گئے وہ جو یہاں بیٹھے تھے مذاق ہمارا اڑا رہے تھے وہ تو بالکل غائب ہی ہیں کہ ابھی ہیں کہاں۔ جناب اسپیکر! ہوتا کیا ہے ہمارے ہاں؟۔ جب تفتان میں آیا آپ یقین کریں کہ کتنا ہم نے اُس وقت حکومت کو بروقت مشورے دیئے۔ جب تفتان میں 10 ہزار لوگ آئے، اُس وقت کی تقریریں ہماری نکال کر دیکھ لیں ہم نے حکومت کو کیا مشورہ دیا۔ اور پھر بھی PCSR میں جب اُنہوں نے لوگوں کو لایا Quarantine بنایا کورنٹائن کا سینٹر بنایا جب یہاں جو ہے لوکل گورنمنٹ کا اور پھر فاطمہ جناح میں اُس وقت ہم نے حکومت کو کہا جناب اسپیکر اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہمارے ڈھائی سو کے قریب ڈاکٹرز، نرس، پیرامیڈکس، فارماسسٹس اس و بابت سے اس وقت کورنٹائن میں ہیں یا کچھ ٹھیک ہو گئے یا ابھی تک بہت ہمارے سینئر ڈاکٹر اُس میں ہمارے بہت سارے ڈاکٹر ویٹنی لیٹر تک پہنچ گئے۔ یہ رہی جناب اسپیکر! یہ تھی ان کا۔ اور جناب اسپیکر اب ہم حکومت سے پوچھنا چاہ رہے ہیں۔ کہ کیا اس وقت testis capacity کیا ہے جس طرح میرے دوستوں نے

کہا کہ only one آپ PCR مشین ہے۔ جس طرح دوستوں نے کہا کہ وہ کتنا، میرا خود کا sample لیا گیا 22 اپریل کو 29 اپریل تک اُس کا result نہیں آرہا تھا۔ یہ جناب اسپیکر! اب کیا اس وقت تمام صحیح اور غلط شامل کر کے حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم 5 سو روزانہ sample لیتے ہیں۔ اور پھر اُن کا test کرتے ہیں۔ اور اگر یہ لیا جائے، ابھی تک گزشتہ تین مہینے میں 19 ہزار test ہوئے ہیں یہاں پر۔ اور جناب اسپیکر! یہ 1 کروڑ 23 لاکھ آبادی میں سے جتنا بڑھ رہا ہے روزانہ 5 سو test ہوتے ہیں۔ اُس میں ایک سو positive آتے ہیں۔ 5 سو میں سے ایک سو positive آتے ہیں۔ اور جناب اسپیکر! ہماری حکومت، ہم کہہ رہے ہیں کم از کم روزانہ capacity testing کی 5 ہزار ہونی چاہئے۔ اگر ہم اس طرح نہیں کریں گے تو پورے آبادی کا ابھی تک جو ہم نے نکالا ہے۔ 1 کروڑ 23 لاکھ آبادی میں ہم نے صرف 0.001 test کئے ہیں۔ یہ آپ کی ابھی تک کی capacity ہے۔ حکومت کیا بلند و بانگ دعوے کر رہی ہے۔ جناب اسپیکر

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! بات مختصر کریں تاکہ نماز کے لیے وقفہ کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:- جی، جی جناب اسپیکر! نماز کا وقت ہے: 3:00 بجے تک ہے۔ جناب اسپیکر! ابھی ہمارا حکومت سے یہ ہے کہ کم از کم آپ روزانہ 5 ہزار test تک اپنی capacity پہنچائیں۔ اور جناب اسپیکر جو NDMA کا سامنا آیا ہے اُس کی کیا تفصیلات ہے کہاں کہاں گئی کس کس ہسپتال میں گئی؟۔ اور جناب اسپیکر جس طرح یہاں ہمارے دوستوں نے کہا کہ 19 مارچ کو CM house میں meeting تھی ہم گئے 3 اپریل کو یہاں پر اسمبلی میں وزیر اعلیٰ صاحب آئے اُس نے وعدے کئے کہ ہم جو core committee ہو گئی اُس میں اپوزیشن ہو گئی Apex committee میں اپوزیشن ہو گئی۔ لیکن وہ سارا صدا بہ صحرا ثابت ہوئی۔ کوئی اُس پر عمل نہیں ہوا۔ اور چیف سیکرٹری کو پارلیمانی کمیٹی کا سربراہ بنایا تو بین آ میز پر۔ جناب اسپیکر! ابھی ہمارا مطالبہ ہے کہ خدارا! اس کو آپ آسان نہ لیں۔ آپ نے، یونس عزیز زہری صاحب ہمارے MPA ہے اُس کا رات کو میں نے آواز، سنی فضل آغا صاحب ہے ہمارے بزرگ تھے وہ کس condition میں ہیں ہمارے minister صاحب ایک دو تھے وہ کس condition میں ہیں؟۔ جناب اسپیکر! اس طرح یہ نہیں چلے گا جب تک آپ ہمارا یہ ہے کہ ہم وفاقی حکومت سے ہم فوری طور پر ہمارا پورا اس و باء سے نمٹنے کے لیے ہمیں بھاری رقم ادا کرنی چاہئے۔ اور یہاں ڈاکٹر ز کو فوری طور پر تمام سہولیت میسر ہوں۔ تمام کو PP kits دیا جائے۔ اگر PP Kits ہوتے تو 2 سو 50 ڈاکٹرز، نرسس، پرامیڈکس فارمز متاثر نہ ہوتے۔ تو یہ کیوں اس طرح ہوا جناب اسپیکر! اس حوالے سے میں جو صوبائی حکومت کا قرضہ حسنہ پروگرام ہے اُس کے بارے میں بڑے شکوک و شبہات ہیں کیا طریقہ کار ہے اُن کا وہ ہمیں بتایا جائے

جناب اسپیکر وہ زیادہ میں تنقید کروں شاید وہ ناراض ہو جائے بہر حال جناب اسپیکر دوسری بڑی بات آج کے ایجنڈا میں جو شامل ہے جو desert-locust جسے ٹڈی دل کہا جاتا ہے، پشتو میں اس ملخ کہا جاتا ہے۔ یہ بڑا اتنا alarming position ہے۔ کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ہمارے تمام علاقے جناب اسپیکر ہم نے بارہا یہاں floor پر کہا ہے یہاں پر ہم نے تین ماہ پہلے کہا تھا۔ جنوری میں ہم نے کہا تھا دسمبر میں کہا تھا کہ ٹڈی دل کا حملہ ہو رہا ہے حکومت کی NDMA ہے PDMA ہے اس لیے حفاظتی تدابیر اختیار کریں۔ انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ آج کیا poistion ہے جناب اسپیکر۔ federal سطح پر اس ٹڈی دل کے ایمر جنسی کے لیے وہ declare ہوئی federal نے اس کے لیے 7 ارب روپے مختص ہوئے۔ ابھی اس 7 ارب روپے میں سے ہمیں بتایا جائے کہ کتنا رقم ہمارے صوبے کو ملا ہے۔ اور جو نیشنل ایکشن پلان بنا locust ملخ کے خلاف اس میں ہمارے صوبے کے 10 اضلاع شامل ہیں۔ جس میں ایک بھی پشتو اضلاع شامل نہیں ہے اُس میں جناب اسپیکر۔ اور federal plant protection department,، DPP صرف ابھی ہمارے صوبے کے 10 اضلاع میں کام کر رہی ہے۔ اس ٹڈی دل کے حوالے سے۔ اور، پہلے پہلے یہ جو مسئلہ تھا locust کا ملخ کا، یہ PDMA کے حوالے کیا گیا۔ لیکن PDMA سے نہیں ہوسکا۔ اور پھر اس کو محکمہ زراعت کے سطح پر کمیٹیاں بنائی گئیں۔ اور محکمہ زراعت کے سطح پر وہ کمیٹیاں بھی کوئی خاص خاطر خواہ نہیں تھی۔ اور جناب اسپیکر! ابھی یہ ہے کہ حکومت فوری طور پر اس ٹڈی دل کے خلاف پلان بنائے ایمر جنسی اور اگر یہ پلان نہ بنایا گیا۔ میں کم از کم ادھر green belt بھی اور یہاں پر جو ہمارے پشتون اضلاع ہیں، وہ جہاں پر فروٹ ہوتا ہے وہ تو مکمل طور پر تباہ ہو جائینگے۔ اور ایک جانب کورونا وائرس و باء، دوسری جانب یہ ٹڈی دل جو ہے ناں یہ ہمارے تمام فصلات کو ہمارے باغات کو ختم کر دیں گی۔ اور آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر اس ملخ کا اس کا ایک انڈے سے سوائڈے جو ہے ناں ایک ملخ دیتا ہے۔ اتنا بڑا اس کا وہ ہوتا ہے اور یہ پھر اتنا ہم گئے تھے جب ابھی ہم گئے تھے عارف وزیر کے شہادت پر ہم واناں گئے تو راستے میں جب ہم ڈوب، قلعہ سیف اللہ جا رہے تھے۔ لاکھوں لاکھوں کی تعداد میں پورا ریل آتا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے حکومت فوری طور پر ہنگامی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ زیرے صاحب!

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر میں، جو بڑا اہم issue ہے یہاں پر سینئر وزراء بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپ سے request کرتا ہوں کہ آج ہماری وفاقی حکومت نے ہم پر ڈاکہ ڈالنے کا پورا منصوبہ بنایا ہے 12 مئی کو president نے NFC award دسوں NFC کا کیا ہے کمیشن بنایا ہے یہ آپ سن لیں۔ جناب

اسپیکر request کرتا ہوں کہ خدارامت کروں اس طرح ہمارا صوبہ ہمارے آئے ہوئے حقوق وفاقی حکومت چھین رہی ہے۔ اربوں روپے آپ سے جارہے ہیں۔ اور پتہ نہیں کس کے تحت وہ سودا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! NFC award کا 12 مئی کو اعلان ہوا، دسواں NFC کمیشن بنایا گیا اور آپ کو پتہ ہے کہ constitution کے آئین کے 107 آرٹیکل ہے۔ پھر اُس کے Sub تقریباً 8 کے قریب Sub-Articles ہیں۔ اُس میں واضح طور پر اُس ہاتے ترکیبی بیان کی گئی ہے۔ کہ نیشنل فننس کمیشن کیا ہوگا۔ اُس کا وزیر خزانہ سربراہ ہوگا۔ وزراء خزانہ صوبوں کے چار ممبر ہوں گے۔ ہر صوبے سے ایک ایک بندہ لیا جائے گا، یہ ہے کہ۔ لیکن اُس کا TOR بیان کیا ہے جناب اسپیکر اتنا خطرناک ہے اگر اس پر عمل ہو تو آپ کا پورا جوہنہ نہ system ختم ہو جائے گا۔ ایسا ڈاکہ ہوگا کہ یہ ڈاکہ پھر جوہنہ ناں اگر اس حکومت نے اس پر سودا کیا تو یہ تمام صوبے کے لیے جوہنہ ناں اُس پر ہوگا۔ جناب اسپیکر! چھا اُس میں واضح طے ہیں NFC award میں divisible قابل تقسیم محاصل پر جوہنہ ناں وفاق اور صوبوں کے درمیان NFC award میں فیصلے ہوتے ہیں۔ اور صوبوں کے درمیان آپس میں ہوتا ہے۔ اس وقت 57 فیصد حصہ صوبوں کو جاتا ہے۔ 43 فیصد حصہ وفاق کے پاس ہوتا ہے۔ اب کیا ہو رہا ہے جناب اسپیکر! president صاحب نے جو TROs کئے ہیں جو غیر آئینی ہے غیر قانونی ہے اُس میں یہ شامل کیا گیا ہے کہ جو بالکل یہ وفاق کی ذمہ داری ہے وہ جائیں اُن کا کام جائیں، اپنے 43% میں سے اُن کو حصہ دینا ہوگا۔ لیکن اُنہوں نے کیا کیا جناب اسپیکر TORs میں غیر قانونی طور پر 5 سے 6 نکات شامل کیا کہ اس میں بھی کمیشن پر NFC award میں اس پر بحث ہوگی۔ اُس میں دفاعی اخراجات، اُس سے NFC کا کیا تعلق ہو سکتا ہے جناب اسپیکر؟ یہ وفاق کا معاملہ ہے وفاق جانے اُن کا کام جانے۔ جناب اسپیکر دوسرا اُنہوں نے شامل کیا public sector corporation جیسے PIA وغیرہ اُن کے معاملات جو ہیں ناں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس پر بحث کرنی ہے۔ اور دوسرا جناب اسپیکر subsidies امدادی رقم ابھی ہمیں کیا subsidy ملتی ہے ہمیں صرف بجلی میں مد میں سالانہ کتنے چند ارب روپے subsidy ملتی ہے اور جو بڑی subsidy ہے جس میں کھربوں روپے آپ دیکھے رہے ہو۔ ابھی جو چینی scandal ہوا تھا۔ اس میں شوگر مل مالکان کو کتنی subsidy ملی رہی تھی اتنے بڑے بڑے subsidy کو یہ بھی آپ NFC award میں آرہے ہیں۔ اس کا NFC award سے کیا تعلق ہے یہ غیر قانونی ہے جناب اسپیکر اور اس طرح جناب اسپیکر قرضوں کی اداگی کی بات کی جا رہی ہیں۔ یہ قرضوں کی اداگی ہمارے 57% پر، اُس 57% میں بھی 82 فیصد جوہنہ نہ وہ آبادی کے لیے رکھا گیا ہے۔ تو یہ جناب اسپیکر یہ جو قرضوں کی اداگی ہے قرضہ ہم نے نہیں لیا ہے یہ وفاقی حکومت کا کام ہے کہ وہ قرضہ اپنے حصہ سے ادا کریں۔

جناب اسپیکر ابھی دوسری بات جو چالاکی کی گئی ہے وہ یہ بات ہے کہ آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کو اس میں شامل کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ جناب اسپیکر آپ constitution پڑھیں یہ ہے کہ پاکستان کا مملکت پاکستان ایک وفاقی جمہوری ہوگا، جس کا نام اسلامی جمہورہ پاکستان ہوگا۔ جسے بعد ازاں پاکستان کہا جائے گا پاکستان کے علاقے مندرجہ ذیل ہیں، صوبہ جات: بلوچستان، خیبر پختونخواہ، پنجاب، سندھ۔ یہ federating unit ہے اس میں آزاد کشمیر اور NFC نیشنل فنانش کمیشن جو ابھی دسواں اس میں شامل ہے اس میں آزاد کشمیر اور آپ کے گلگت بلتستان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ ملے گا، 43% حصہ سے ملے گا جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ زیرے!

جناب نصر اللہ خان زیرے: just a minute اسپیکر۔ اب دیکھو کتنا بڑا فراڈ ہو رہا ہے ہمارے ساتھ جناب اسپیکر اس صوبے کے ساتھ۔ ابھی جاوید جبار صاحب ہے وہ کراچی کے رہنے والے ہے وہ ج وہ نہ میڈیا پرسن تھے وہ صحافی تھے ان کا معیشت سے کیا تعلق ہے وہ آپ کی جنگ لڑے گی؟۔ خدا کو مانو وہ آپ کے سر کے اوپر سودا کرے گا۔ جو میں نے بیان کیا ہے آپ کے سالانہ اربوں وہ وفاق کو دے گا پھر آپ کے پاس بجٹ بنانے کے لیے پیسہ نہیں ہوگا۔ اچھا انہوں نے کہا ہے اس وقت finance department ہے وہ وزیر اعظم کے پاس ہے۔ انہوں نے جو ہے advisor کو رکھا ہے۔ اُس کے وہ غیر قانونی ہے۔ انہوں نے secretary finance کو NFC award میں رکھا ہے۔ بولتا ہے ماہر ہے۔ وہ غیر قانونی ہے، دیکھو اس constitution کی خلاف ورزی ہے۔ اور دنیا لڑ رہی ہے اپنے صوبوں جو federating unit ہے اُس کا اور وفاق کے درمیان کا یہ federation ہے اگر آپ نے اس آئین کی خلاف ورزی کی اس federating units کو حقوق نہ دیئے۔ پھر یہ federation نہیں ہوگا پھر ہم جو ہے consideration کا مطالبہ ہوگا پھر تمام وسائل صوبے اکٹھا کریں گے۔ پھر ہم جانے کہ ہم نے وفاق کو کتنا دینا ہے یہ اصل بات ہے۔ جناب اسپیکر! ابھی میں تھوڑا سا آپ کا time لوں گا۔ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی نماز کا وقفہ ہوگا!

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی جی بالکل۔ جناب اسپیکر! ایک چھوٹی سی بات ہے یہ global education کے درمیان اس partnership for education تھا۔ یہ 2015ء میں محکمہ education کے درمیان اس کا معاہدہ ہوا تھا انہوں نے 7 سو 175 اسکول بنائے انہوں نے۔ پھر کوئی 14 سو 79 لوگ لگائے گئے۔ معاہدہ یہ تھے 2015ء میں کہ 2018ء میں ان لوگوں کو مستقل کیا جائے گا۔ پھر 2018 ستمبر میں یہاں اسمبلی فلور پر ہم نے

قرارداد پاس کی تھی۔ کہ ان 14 سو 79 لوگوں کو محکمہ education جو ہے نہ وہ جو ہے نہ اس کو مستقل کر دیں۔ لیکن اب 2020ء ہے، اس وقت تک یہ minister صاحبان اس کو نوٹ فرمائیں اس وقت تک ان کو مستقل نہیں کیا گیا ہے۔ دوسری بات جناب اسپیکر! پبلک سروس کمیشن اس وقت وہاں پر کوئی 16 سو 86 پوسٹس جو ہے ناں وہ SST کی ہے جنرل کی ہے 3 ہزار 2 سو 68 جو ہے نہ وہ سائنس کی ہے اسی طرح لیکچررز کی 8 سو 24 پوسٹس ہیں اور پھر دوسری پوسٹس 2 ہزار 8 سو 137 بھی کمیشن جو ہے محض تین بندوں پر مشتمل ہیں۔ 9 بندوں پر مشتمل ہونی چاہئے تھی تو حکومت فوری طور پر پبلک سروس کمیشن کے structure کو اُس کو مکمل کریں۔ جناب اسپیکر تاکہ ہمارے جتنے بھی یہاں پر ہمارے دوست وہ انتظار کر رہے ہیں، اپنے انٹرویوز کے لیے viva جو ہے اپنا viva مکمل کر سکیں۔ میں جناب اسپیکر! آپکا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے time دیا بڑی مہربانی، بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب! اب 30 minutes کے لیے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(دو پہر 02 بجکر 05 منٹ پر وقفہ ہوا۔ اجلاس دوبارہ 02 بجکر 55 منٹ پر شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! بڑا اہم موضوع ہے۔ جناب اسپیکر! کورونا وائرس کا پاکستان سے آنے سے پہلے ہمارے معزز اراکین نے اس کی نشاندہی کی تھی کہ تفتان بارڈر میں اس کا اثرات نمایاں ہو رہے ہیں لہذا حکومت بلوچستان کو چاہیے کہ وہ اس پرائیکشن لے۔ جس کو ہمارے ایک ساتھی نے بڑا مذاقیہ انداز میں اُس کو لیا کہ کیا کورونا کس طرح کورونا ہے؟۔ کیسے کچھ بھی نہیں ہونے والا۔ اور اُس کے بعد ہمارے جو government benches پر کچھ ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے یہ کہا کہ جی ہم کل پرسوں تفتان بارڈر جا رہے ہیں۔ ہم وہاں معائنہ کریں گے۔ وہاں کے حالات کو دیکھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ہم control کریں گے۔ اُس کے بعد جناب اسپیکر! ہم نے میڈیا پہ دیکھا سوشل میڈیا پہ دیکھا print media پہ دیکھا کچھ وزراء صاحبان اور اُن کا اسٹاف تفتان بارڈر گیا اور وہاں پہ اُن کو demo کرایا گیا، باقاعدہ وہ demo بھی سوشل میڈیا پہ وائرل ہوا، کہ ایک شخص کو پکڑ کے وہ لے کر جا رہے ہیں جہاں وہ ہاتھ لگا رہے ہیں۔ وہاں spray کیا جا رہا ہے، اور جناب اسپیکر بڑا ایک عجیب اور غریب قسم کا ایک demo ہم نے دیکھا وہاں پر کہ وہاں پہ ایک temperature مشین ہے جسے آپ ماتھے پر رکھیں وہ آپ کو temperature بتاتی ہے۔ اُس کے ذریعے لوگوں کو چیک کرنا، اُس کے ذریعے لوگوں کو certificate دینا کے اس کو کورونا ہے اور اس کو کورونا نہیں ہے، یہ certificate اُس temperature thermometer

ke through جاری کیا گیا تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر ہماری باتوں پر شروع سے عملدرآمد ہوتا، تفتان باڈرو سیل کیا جاتا اور ایک مضبوط قسم کا منصوبہ بنایا جاتا، ایک حکمت عملی تیار کی جاتی۔ تو میرا نہیں خیال کہ جو آج ایک پاکستان ہمارے جو ملک کے ایک غریب عوام ہے، جو ہمارے عوام ہیں جو اس سے گزر رہی ہے suffer کر رہی ہے شاید یہ suffer نہ کرتی۔ دوسرا وہاں ایک وہاں یہ camps لگائے گئے ان کیمپس کی ترتیب آپ کو بھی معلوم ہے جناب اسپیکر صاحب سب دنیا نے دیکھی ہے ہے کس طرح سے وہ کیمپ لگائے گئے ہیں ٹینٹ لگائے گئے ہیں وہاں کیا facilities دی گئی ہے لوگوں کو کیا facilitate کیا گیا لوگوں کو۔ اور وہاں پہ کیا ہوا؟۔ اگر ہماری باتوں پر تھوڑا ذرا سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہیں یہ لوگ، تھوڑا سا serious لیتے تو میرا نہیں خیال کہ آج اتنی بڑی وباء سے ان لوگوں کی اموات ہو رہی ہے ہمارے بڑی قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہے ہمارے بزرگ لوگ ہمارے معتبرین ہمارے عزیز واقارب سب اس میں کورونا وائرس میں مبتلا ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! young doctors کا ہڑتال کرنا سڑک پہ آنا یہ یہ نا اہلی آپ سمجھ لیں health department کی کہ اس جیسے حالات میں ہمیں ہر ایک ڈاکٹر کی ایک نرس کی ضرورت ہے اس دوران وہ کیوں سڑک پہ آ رہے کیا وجوہات ہے اُس کی ہمیں ایسے حالت نہیں بنانے چاہیے کہ اس emergency میں کہ lock down ہے۔ لوگ گھروں میں محصور ہیں اور اس دوران کوئی اپنی کوئی ایسی حکمت عملی تیار کرے کہ وہ اس چیز کو سبوتاژ کریں کہ ایک جو عمل جاری ہے، مریض کو دیکھنے کا یا کورونا وائرس سے لڑنے کا اس دوران وہ آ کے سڑک پر بیٹھے ایسے حالت ہمیں نہیں پیدا کرنے چاہیے تھے۔ اور جو لوگ اس میں ملوث ہیں، جو لوگ اس میں involve ہیں۔ کیا ان کے خلاف حکومت نے کوئی کارروائی کی کیا، اُس کے خلاف اقدام اٹھایا گیا؟۔ میں جناب اسپیکر صاحب! میں نے خود میرا روزہ ہے، میں آپ کو جھوٹ نہیں بولوں گا، میرے سامنے ایک کیس ہوا ہے سول اسپتال میں ہمارے پیشین کی سردار صاحب ہے ہے سردار مصطفیٰ خان ترین صاحب۔ وہ serious تھے۔ مجھے فون آیا کہ بھائی سردار صاحب serious ہے اسپتال میں admit ہے اور critical condition ان کی ساڑھے نو بجے کا ٹائم تھا میں وہاں پہنچا میں نے جب دیکھا کورونا وارڈ میں وہ ventilator پڑے ہوئے تھے۔ ان کا ایک بھتیجا ہے جس نے پورا kit کیا ہوا تھا، وہ اُس کو look after کر رہا تھا۔ اور وہ رو رہا تھا کہ کوئی ڈاکٹر available نہیں ہے۔ کوئی medicine نہیں ہے۔ کیا تجویز ہوگی؟۔ کون سی medicine دی جائے گی اس patient کو؟۔ اُس کے بعد میں نے خود call کی جام صاحب کو مٹیج میں نے پہنچایا۔ اُس کے بعد سیکرٹری صاحب وہاں تشریف لے کر آئے، اسپیشل سیکرٹری صاحب وہاں تشریف لے کر آئے۔ اور وہاں پر MS صاحب بھی تشریف لے کر آئے۔ نوبجے سے لے کر چار بجے

تک ہم ویٹی لیٹر کو اُس condition میں نہیں لاسکے کہ جس میں اُس کو ہونا چاہیے تھا۔ وہ جو کہتے تھے کہ proper working اس کو نہیں کر سکے تھے اس کو ہم استعمال ہی نہیں کر سکتے تھے حالانکہ سیکرٹری صاحب نے بڑی کوشش کی میں اُس کا بڑا مشکور ہوں اسپیشل سیکرٹری صاحب نے بڑی کوشش کی۔ ڈیپارٹمنٹ پورا موجود تھا چار سے چھ دفعہ ہم نے مشین change کی کسی کا پائپ اُپر ہے کسی کا پائپ نیچے ہے کسی کا کیسا ہے۔ اور دوسرا یہ جناب اسپیکر صاحب صاحب کوئی بھی ڈاکٹر وہاں پہ موجود نہیں تھا۔ سب کے سب نمبر بند تھے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں ہم لینے کو تیار ہوں اس لور پہ ہم نے باری باری سب کو ملایا کوئی بھی بندہ فون attend کرنے کو تیار نہیں تھا۔ جو ڈاکٹر ہیں وہ کس لئے؟۔ اس لیے ہے کہ patient کی اس حالت میں doctors ہمارا ساتھ نہیں دینگے patient کا ساتھ نہیں دیں گے تو کس کا ساتھ دیں گے یہ جو ڈاکٹر صاحبان نے اپنا ایک وہ جو چٹا ہوا ہے میں نے ڈاکٹر بننا ہے تو اُس کی ذرا وضاحت بھی کرے ڈاکٹر بننے کے بعد اس کے فرائض کیا ہوتے ہیں وہ کیا فرائض دے گا۔ جناب اسپیکر صاحب ہم تقریباً ساڑھے تین بجے ہم لوگ چلے گئے۔ اور صبح اُن کی موت ہو گئی۔ آپ یقین کریں 11 بجے سے لے کر چار بجے تک کوئی بھی ایسا شخص نہیں تھا کہ اُس کو غسل دے سکے۔ یہ ابھی مجھے آپ بتائیں۔ ایک ہمارے ہوتے ہوئے، میں بھی موجود تھا نصر اللہ زیرے صاحب بھی موجود تھے دو چار چھ اچھے ساتھی اور بھی موجود تھے ڈیپارٹمنٹ ہیلتھ پورا موجود تھا اتنی بے بسی تھی کہ میں آپ کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ اور پھر ایک عام آدمی کہاں جائے گا؟۔ جناب اسپیکر صاحب! ان حالت میں ہڑتال کا کرنا اور ہسپتال میں غیر حاضر ہونا۔ اور اگر آپ کے پاس کوئی مشین ہے اور اگر آپ کے پاس حکومت نے کوئی چیز provide کی ہے اُس کا استعمال نہ ہونا اچھی طریقے سے اس کے خلاف کم از کم ایکشن ہونا چاہئے جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب میری اطلاع کے مطابق کچھ purchasing ہوئی ہے کورونا کے حوالے سے، ہمارے، جہاں مجھے اطلاع ہے جہاں میرے نوٹس میں ہے بیس ایمبولنسز available ہیں ڈی جی صاحب کو، کہ یہ بیس ایمبولنسز جو PSDP کے پیچھے منظور ہوئی تھی وہ ایمبولنسز زیر میٹر موجود ہے ڈیپارٹمنٹ کو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو دی گئی ہے۔ کہ وہ Corona Virus کے لیے استعمال کریں۔ لیکن اُس کی باوجود ایک demand رکھی گئی ہے گورنمنٹ آف بلوچستان کو دو ایمبولنسز مزید خریدی جائیں۔ کیوں جو آپ کے پاس بیس ایمبولنسز کھڑی ہیں۔ تو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کیوں گورنمنٹ آف بلوچستان سے demand کر رہا ہے دو ایمبولنسز مزید خریدی جائے اس کی تحقیقات کی جائے۔ دوسرا جناب اسپیکر PPE kits ڈیٹھ لاکھ کا آرڈر دیا گیا ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے ڈیٹھ لاکھ کا آرڈر دیا ہے جس کی قیمت انہوں نے پانچ ہزار 900 بتائی ہے۔ جو quote ہوئی ہے جو شاید ہیلتھ پارٹمنٹ کے پاس موجود بھی ہوں گی، لیکن جس کا

actual rate ہے دو ہزار روپے۔ اب پانچ ہزار نو سو روپیہ ppe kit اور دو ہزار میں بڑا فرق ہے۔ دوسرا PDMA کی طرف سے ڈیڑھ لاکھ kits دیئے گئے ہیں۔ ڈیڑھ لاکھ kits ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، ڈیڑھ لاکھ PDMA kits یہ تین لاکھ ہو گیا ہے۔ تین لاکھ kits ہیں کدھروہ مجھے نہیں معلوم این جی اوز نے کتنے دیا، وہ مجھے نہیں معلوم۔ یعنی یہاں تو kits کی بارش ہے پھر کیوں ڈاکٹرز سراپا احتجاج ہیں؟۔ پھر ڈاکٹرز یہاں کس لیے بیٹھے ہیں سڑکوں پر۔ کہ ڈیڑھ لاکھ kit ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ provide کر رہی ہے، پورے kit۔ ڈیڑھ لاکھ PDMA دے رہی ہے۔ NDMA کا علم نہیں ہے NGO کا معلوم نہیں ہے اور مختلف اداروں کا معلوم نہیں ہے پھر کیوں ڈاکٹرز سراپا احتجاج ہیں۔ کیوں احتجاج کر رہے ہیں؟۔ اس میں تو سب کچھ موجود ہیں، gloves سے لے کر ماسک سے لے کر گلاس سے لے کر پورے kits سے لے کر سب کچھ موجود ہیں۔ پھر کیوں سڑکوں پر یہ آرہے ہیں اس کی تحقیقات ہونی چاہیے پوچھنا چاہیے یہ کیوں اس طرح ہو رہا ہے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی کریں تھوڑا سا مختصر کریں۔

جناب اصغر علی ترین: ابھی تو میں نے شروع ہی نہیں کیا مہربانی کدھر سے کرو جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا ٹائم پورا ہو گیا دس منٹ مہربانی کر کے۔

جناب اصغر علی ترین: یہاں لوگوں نے 45 منٹ تقریر کی جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ پارلیمانی لیڈران صاحبان تھے اُن کو میں نے زیادہ ٹائم دیا۔ آپ لوگ جو رہ گئے آپ لوگ تھوڑا مختصر کریں تاکہ ٹائم بچ جائے۔ اس طرح اگر ہر بندہ ایک گھنٹہ بات کرے گا تو آپ کے لئے

مشکل ہو جائے گا ورنہ مجھ میں stemna ہے بیٹھنے کی۔

میر اختر حسین لاگو: جناب اسپیکر کاروائی دو دن چلائیں تاکہ ایجنڈا مکمل ہو سکے اس طرح ایجنڈا مکمل

نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اصل میں ہمارے لیے کوئی issue نہیں ہے باہر لوگ جو ہے رمضان میں دھوپ

میں کھڑے اُن کے لیے مشکلات ہوتی ہیں ہمارے لئے تو ایئر کنڈیشن میں بیٹھ سکتے ہیں تین دن بھی بیٹھ سکتے ہیں

پانچ دن بھی بیٹھ سکتے ہیں۔ جی ترین صاحب بات کریں۔

جناب اصغر علی ترین: اجازت ہے جناب اسپیکر صاحب۔ اس کی تحقیقات کرائی جائیں کہ اتنا کچھ موجود

ہونے کے بعد لوگ کیوں سڑکوں پر ڈاکٹرز کیوں سڑکوں پہ بیٹھے ہوئے ہیں؟۔ دوسرا ہماری اطلاع کے مطابق

ventilator order کیے ہیں پچاس اور تقریباً ایک کی قیمت پڑتی ہے تیس لاکھ روپے۔ ویٹی لیٹر تو آ بھی

جائیں گے۔ آگے ہوں گے، آرہے ہوں گے یا آ بھی جائیں گے یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو معلوم ہے۔ ہمیں تو اس کا information نہیں ہے۔ لیکن اس کو operate کرنے والا کون ہوگا operate اس کا موجود ہوگا یا نہیں ہوگا جہاں تک ہم نے دیکھا ہے یا جس اسپتال میں ہم لوگ گئے ہیں وہاں پر تو موجود ہے تھوڑی ہے کم ہے زیادہ ہے اُس ہم نہیں بحث کرتے لیکن یہ ہے operate کرنے والے نہیں ہیں لہذا جو چیز آپ لے کے آتے ہیں یا آپ demand دیتے ہیں یا available ہو جاتی ہے کیا وہ مشینری، وہ سسٹم، وہ سامان use میں آتا ہے یا نہیں آتا ہے ویسے ہی پڑا رہتا ہے۔ دوسرا جناب اسپیکر! lock down کا مسئلہ چلا مہینہ ڈیڑھ سے lock down چل رہا ہے۔ مجھے آپ بتائیں اس lock down میں کتنے لوگ بیروزگار ہوں گے؟۔ کتنے لوگ فاقہ پر مجبور ہو گئے ہیں؟۔ آیا اس کے لئے کوئی پالیسی تیار کی گئی ہے۔ راشن تقسیم ہو رہا ہے راشن آ گیا ہے ایک اچھا عمل تھا ہم اُس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک اچھے طریقے سے تقسیم بھی ہوا ہوگا۔ ہم اس پر وہ نہیں کرتے۔ ایک اچھا اقدام تھا اچھا اقدام کریں گے ہم سرہیں گے۔ لیکن مجھے آپ بتائیں جو باقی لوگ فاقہ پر مجبور ہیں اُن کا کیا ہوگا؟۔ کیا سات، آٹھ لاکھ جو ڈسٹرکٹ کی آبادی ہے، نولاکھ کی آبادی ہے۔ اُس میں کیا تین ہزار packets تھے۔ تین ہزار خاندان کا راشن کیا وہ قابل قبول ہے؟۔ کیا وہ اُس کی جو لوگ فاقہ پر مجبور ہیں، وہ ختم ہو جائے گا فقط ختم ہو جائے گی؟۔ کیا جامع پلان کیا ہے۔ وہ تو گزر گیا، جو مزید اگر آپ عید کے بعد لاک ڈاؤن کا منصوبہ بناتے ہیں یا مزید آپ کا اس کے لئے آپ کیا اقدامات اٹھائیں گے؟۔ جناب اسپیکر صاحب ایک آفت ہے ایک عذاب ہے اللہ کی طرف سے ہے، یہ ہمیں معلوم ہے لیکن حکومت بلوچستان کو چاہیے کہ ایک جامع پالیسی پلان دیں، ایک پلان بنائیں، جس میں ہر پوائنٹ کو دیکھا جائے، ہر نظر سے دیکھا جائے ہمیں یہاں اسمبلی کے لان میں بٹھایا گیا، گفتگو ہوئی کمیٹی تشکیل ہوئی، ممبران کے نام آئے لیکن بد قسمتی سے میرا نہیں خیال کہ کوئی میٹنگ کال کی گئی۔ جس میں ہمارے ساتھیوں کو شرکت کی گئی ہو۔ لیکن اس طرح کم از کم بحیثیت ممبران یا اپوزیشن میں ہو یا گورنمنٹ بینچر میں ہو، میرا خود یہ رائے ہے کہ کم از کم اس معاملے میں اتحاد اور اتفاق سے چلنا چاہیے۔ اس میں سیاست کم اور اس میں خدمت زیادہ ہونی چاہیے۔ اگر گورنمنٹ کوئی پالیسی بناتی ہے، اگر دو ممبرز اپوزیشن میں ہوں، چار گورنمنٹ سے ہو یا ایک اپوزیشن سے ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن یہ ہے کہ کم از کم ہمارا ایک ہم آپ کو تجویز دیں گے یا کوئی ہماری تجاویز ہوں گی ہم آپ کو دیں گے، عمل کرنا نہ آپ کا کام ہے، مسئلہ صرف یہ ہے جناب اسپیکر! مختصر آ آخری بات کرنا چاہوں گا کہ جو بھی مزید یہ پتہ نہیں سات مہینے چلے آٹھ مہینے چلے، اس کیلئے ایک واضح پلان ہونا چاہیے پلان بنائیں اس کیلئے اور اس کو منجیدہ طریقہ سے لیا جائے۔ اس میں بیروزگار لوگ ہیں، در بدر ہیں، ٹرانسپورٹرز حضرات در بدر ہو گئے ہیں، تاجر حضرات بیروزگار ہو

گئے ہیں، ہمیں اندازہ ہے، ہم فیملڈ پر ہیں، ہم لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں، آتے ہیں جاتے ہیں، ہمیں بڑا نزدیک سے idea ہے، ایسے نہیں ہے کہ یہاں A C کمروں میں بیٹھ کے ہم آپ سے بات کر رہے ہیں۔ ہم نے بڑا قریب سے دیکھا ہے، وہ لوگ جو سفید پوش لوگ تھے جو نہ آج تک کسی سے ٹک نہ نہیں مانگا یقین کریں لوگوں سے قرض حسنہ مانگ رہے ہیں کہ ہمیں دید و حالات ٹھیک ہو جائیں گے ہم آپ کو دیں گے یہاں کے جتنے بھی لوگ کراچی میں تھے سکھر میں تھے اسلام آباد میں تھے لاہور پنجاب میں تھے سارے اپنے گھر آ کے بیٹھ گئے تو اس کیلئے ایک پالیسی گورنمنٹ بنائے اور اس پالیسی کو applicable کریں اور اس پالیسی میں غریب عوام کا زیادہ زیادہ خیال رکھا جائے۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر خان ترین صاحب۔ جی صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر صاحب آپ کی بڑی مہربانی۔ جیسے کہ آج اس اجلاس کے ایجنڈے کی کوئی چارٹق ہیں، ہر ایک شق میں ہمارے دوستوں نے کافی بحث کی۔ میں زیادہ اس کو لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ to the point جس پر ابھی بات نہیں ہوئی ہے، اُس پر میں بات کروں گا۔ جناب اسپیکر صاحب! کورونا جیسا مرض خواہ کسی سپر پاور کی بائیولوجیکل وار ہو، جو لوگ کہا کرتے ہیں یا اللہ کی طرف سے عذاب ہو۔ تو دونوں صورتوں میں اس سے احتیاط رکھنا چاہیے۔ اس کو مذاق نہیں سمجھنا چاہیے۔ بلکہ اس کو حساس بنیادوں پر جس طرح پہلے ہم کہہ چکے ہیں کہ اس کو اگر نہ لیا جائے تو یہ واء ہمارے بلوچستان کی جتنی آبادی ہے سب کو یہ کھا کے لے جائیگا۔ تو براہ مہربانی آپ کے توسط سے چیف ایگزیکٹو محترم جناب جام کمال صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ صرف آئیٹیل اطلاعات جو ان کو مل رہے ہیں اس پر انحصار نہیں کیا جائے۔ بلکہ حزب اختلاف بچوں سے جو تجاویز آرہی ہیں، ان کو بھی لیا جائے تاکہ ground reality پر جو کچھ ہو رہا ہو، اس کا صحیح پتہ چل جائے۔ شاید ہمیں یہ خطرہ ہے کہ جام صاحب کو کوئی غلط انفارمیشن دی جا رہی ہے ان کو صحیح حالات نہیں بتائے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے وہ جنرل ہسپتال جو عام مریضوں کیلئے ہوا کرتے تھے، وہ بھی آج بند ہو چکے ہیں۔ اور ہمارے مریض جو کورونا وائرس کا شکار نہیں ہیں اُن بچاروں کا صحیح معنوں پر علاج نہ ہو کہ وہ بیمار ہوئے ہیں اُن کا لحاظ رکھا جائے۔ کورونا وائرس کے حوالے سے جس طرح ہمارا ایک ہی ہسپتال کو بنایا گیا ہے، باقی ہسپتالوں کو جو جنرل ہمارے مریض ہیں، اُن کیلئے کھول دیا جائے۔ ڈاکٹروں کو حاضر کیا جائے تاکہ ہمارے ان مریضوں کا علاج ہو سکے۔ دوسرا اس وقت آپ کے توسط سے جس کا پہلے بھی ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ٹڈی دل کے حوالے سے خصوصاً میرا حلقہ جو چار تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ اس وقت وہاں پر مسلط ہے۔ ہم نے NDMA والوں

سے بھی بات کی۔ PDMA سے بات کی۔ اور ہمارے سیکرٹری کمانڈر جو ہے اُن کیساتھ بھی بات کی۔ اور متعلقہ انتظامیہ سے بھی بات کی، کوئی دو مہینے پہلے لیکن اسی طرح جس طرح کورونا کو ہم نے easy لیا ہے۔ ان لوگوں نے بھی اس کو easy لیا تھا۔ اب جب اُن کے انڈے، اُس نے انڈے دیے تھے اُن کے بچے پیدا ہوئے، لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد سے ہمارے تمام باغات کو ضائع کر رہے ہیں۔ لیکن سوائے ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ کے، ہمیں اسپرے کرنے کیلئے دوائی دی، باقی کچھ بھی ہمارے ساتھ نہیں کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ وہاں بھی اسپرے کئے جاتے ہیں۔ اُن کیلئے بھی kits کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی kit نہیں دیا جاتا لوگ اپنی مدد آپ کے تحت اپنے ہی مشینری کے ذریعے جو دوائی ان کو مل جاتا ہے ان سے اسپرے کیا جاتا ہے۔ لہذا اس کو حساس بنیادوں پر لیا جائے۔ ہمارے ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ ہمارے پی ڈی ایم اے کے منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ کم از کم اس کو seriously لیا جائے اور ہمارے ان باغوں کو جو تباہی کے دہانے پر ہیں اُن کو بچایا جائے۔ ورنہ اگر ایک طرف ہمارے کورونا وائرس کی طرف سے تنائی ہو اور دوسرے طرف سے ہمارے زراعت تباہ ہو اور تیسری طرف ہمارے لاک ڈاؤن ہو، لوگ بیروزگار ہوں۔ تو پھر پتہ نہیں ان لوگوں کا کیا بنے گا۔ اور اسی طرح آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ میں نے پہلے بھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ اس عالم میں جو بیروزگار نوجوان پھرتے ہیں۔ اور CTSP کی طرف سے ان لوگوں کے ٹیسٹ وائٹریو لئے گئے تھے کوئی 72 ہزار لوگوں نے اپلائی کیا تھا اس میں تقریباً کوئی بارہ ہزار بندوں کی ڈکلیئر کیا تھا اور کوئی چھ ہزار لڑکے جو ہیں ان کو میرٹ پر لائے گئے۔ لیکن پورا ایک سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ ہو چکا ہے لیکن ان کو آؤرڈر نہیں مل رہے ہیں۔ خدا را کم از کم یہ جو CTSP والوں نے کی ہے اس میں کوئی سیاسی عمل دخل نہیں ہے۔ کم از کم اُن کو تو آؤرڈر جاری کئے جائے تاکہ جو نوجوانوں نے جو محنت کی ہے ان کو اپنے محنت کا صلہ مل جائے۔ اور تیسرا یہ کہ ایجنڈے کا حصہ ہے، ہمارے حلقوں میں مداخلت ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں سب جانتے ہیں لیکن میں حکومتی پارٹی کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ دوسروں کے حلقوں میں اس طرح کی مداخلت کرنا میرے خیال میں اس سے پارٹی مضبوط نہیں ہوگی اس سے آپ کے پارٹی کے اندر انتشار ہوگی۔ یہاں تک ہمارے حلقے میں جو پی ایس ڈی پی کے اسکیمات ہیں آپ کے مشیر اور اسپیشل سیکرٹری وغیرہ وہاں دعوے کرتے ہیں کہ یہ ہمارے ہیں پتہ نہیں اس نے کس حیثیت سے پی ایس ڈی پی کی اسکیمات میں دعوے کیے ہیں اپنی عزت کی خاطر ہم وہاں جاتے بھی نہیں ہیں۔ ورنہ جس طرح جو واقعہ ملک صاحب کیساتھ ہوا تھا ظاہر ہے ہر کسی کے ساتھ یہ ہوگا لیکن خدا را کم از کم یہ حکومت ہوش کے ناخن لے۔ اگر آپ کی یہ حرکت ہوگی کہ ہر حلقے میں پی ایس ڈی پی کی اسکیمات پر جو آپ کے مشیر ہیں، جو آپ کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں، اس طرح

کا دعویٰ کریں گے اور ان کی وہ دلچسپی کا بھی ہمیں پتہ ہے کہ اس اسکیمات کو دس اور بیس پرسنٹ کے بنیاد پر ٹینڈر کرواتے ہیں۔ اور بیچتے ہیں، کم از کم یہ تو نہیں کیا جائے سرعام ان کی تمام آپ XEN کو بلائیں ان سے پوچھیں۔ وہ کہہ رہے ہیں مجھے خود اس نے کہا تھا کہ اسکیم کو اس بندے نے دس پرسنٹ پر بیچ دیا ہے فلاناں ٹھیکدار کو دیدیا تو اس طرح کہ ہمارے حلقوں میں ہمارے ساتھ مذاق نہ کیا جائے اس سے پارٹی مضبوط نہیں ہوگی پارٹی اور بھی تنزیلی ہو گی۔ تو جہاں تک جس مقصد کیلئے وہ اپوزیشن کے حلقوں میں مداخلت کر رہے ہیں ان کو بند کیا جائے ہمارے rights کو چیلنج نہ کیا جائے ورنہ پھر یہ حیثیت ہماری بھی نہیں ہوگی جس انداز سے آج ہم شرافت کی زبان میں آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ شاید کہ پھر کل یہ زبان ہماری نہ ہو۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ صدیقی صاحب۔ اختر حسین لاگو صاحب۔ یہ مائیک چیک کریں ان کی آواز نہیں آرہی۔

میر اختر حسین لاگو: میں اپنی seat پر جا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کیا آپ کسی اور seat سے بات کر رہے ہو؟

میر اختر حسین لاگو: جی ہاں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر! آپ شکریہ ادا کرتا ہوں

کہ تیسری مرتبہ ریکورڈیشن جمع کرنے کے بعد آج اس تاریخ پر آپ نے اسمبلی کا اجلاس بلا کے ہم جو منتخب نمائندگان یہاں پر، اس ایوان میں بیٹھے ہیں، ہمیں اپنے حلقوں کے حوالے سے ہمیں اپنے اس صوبے کے حوالے سے، اس pandemic میں جو کچھ یہاں پر ہو رہا ہے، جو بے قاعدگیاں یہاں پر ہو رہی ہیں یا جو چیز کرنا چاہیے ہمیں یا جو مشاورت میں شریک ہونا ہیں یا اپنے جو علاقے کے لوگوں کے حوالے سے جو چیزیں، جو تجاویز ہم نے دینی تھیں، اُس کے لئے ہمارے پاس اس فلور کے علاوہ اور دوسرا کوئی فلور ہے نہیں۔ یہاں پر دوستوں نے ذکر کیا جام صاحب بیٹھے ہیں ایک دن ہماری میٹنگ ہو رہی تھی اسمبلی اجلاس میں، جام صاحب آئے۔ وہاں انہوں نے دو کمیٹیوں کا ذکر کیا۔ ایک کمیٹی کا تو دفعہ نوٹیفکیشن ہوا۔ ایک دفعہ کچھ ٹیکنیکل یا کوئی اور وجوہات تھیں کہ چیف سیکرٹری کو اُس کا چیئر مین بنایا گیا تھا جو پارلیمانی کمیٹی تھی۔ اُس کے بعد جام صاحب خود بن گئے اُس کمیٹی کے چیئر مین۔ لیکن دوسری جو کمیٹی تھی اُس کا تو ناں نوٹیفکیشن آج دن تک ہو سکا۔ اس پر تو ہم بات ہی نہیں کریں گے۔ جس کمیٹی کا نوٹیفکیشن ہو چکا تھا جس کے چیئر مین خود قائد ایوان صاحب تھے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اُس کمیٹی کا بھی آج دن تک کوئی اجلاس ہی نہیں ہو سکا۔ آج اُس بات کو بھی مہینوں گزر گئے۔ لیکن اُس کمیٹی کا اجلاس کوئی نہیں ہو سکا۔ لہذا اس لئے ہم نے یہ کوشش کی بار بار ریکورڈیشن جمع کرنے کی کہ ہمارے پاس جو انفارمیشن اپنے علاقے کے عوام کے حوالے سے ہیں، وہ بھی ہم آپ

کے ساتھ شیئر کر سکیں۔ اور جو معاملات، جو خدشات، جو تحفظات ہمارے بحیثیت اس صوبے کے عوامی نمائندے کے ہمارے ہیں۔ ہم اپنے وہ تحفظات اور وہ خدشات بھی یہاں پر بیان کر سکیں۔ کیونکہ باقی سارے دروازے بند ہو گئے تھے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ روزانہ کی بنیاد پر نہیں تو alternate بیس پر ہم نے یہاں پر اسمبلی میں اپوزیشن نے بار بار میٹنگیں ہماری توسط کے ساتھ ہوتی رہی ہیں آپ کے اسمبلی کے سبزہ زار میں۔ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے جہاں جہاں کمی آتی۔ جہاں جہاں کوتاہیاں ہمیں نظر آئیں۔ ہم چیف سیکرٹری کے آفس بھی گئے۔ ہم سیکرٹری ہیلتھ کے آفس بھی گئے۔ ہم ڈی جی پی ڈی ایم اے کے آفس بھی گئے۔ ہم منسٹر پی ڈی ایم اے سے بھی ملے۔ ہم نے باقی وزراء سے بھی رابطے کرنے کی کوششیں کی۔ ہم نے سول ہسپتال کا بھی دورہ کیا۔ ہم نے بی ایم سی میں جا کر معاملات اور چیزیں دیکھیں۔ ہم نے باقی تمام ہسپتالوں کے حوالے سے بھی ہم نے بات چیت کی۔ even اس حد تک کہ ہم نے جو پرائیویٹ ہسپتال ہیں ہمارے کوئٹہ کے ان کی مالکان سے بھی ہم نے فرداً فرداً ملکر ان سے بھی بات کرنے کی کوشش کیں۔ اور ہم نے یہ جاننے کی بھی کوشش کی کہ اگر خدا نخواستہ کوئی ایمر جنسی کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے تو یہ پرائیویٹ ہسپتال ہماری کس حد مدد کر سکتے ہیں۔ بلکہ ایک سٹیج ایسا آیا ڈاکٹر مناف کو اللہ زندگی دے، زیرے بھائی گواہ ہیں، ان کا مسیج لیکر آئے تھے۔ ہماری اپوزیشن کے میٹنگ میں کہ وہ voluntarily جتنے پرائیویٹ ہسپتال ہیں کوئٹہ کے وہ اس کورونا کے حوالے سے وہ voluntarily اپنے ہسپتال دینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کو on-board لینے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔ وہ کوئی آنا ٹکے نہیں مانگ رہے تھے وہ voluntarily دے رہے تھے۔ اب جناب اسپیکر! اس کورونا کے حوالے سے اب میں آپ کے سامنے کچھ چیزیں رکھوں گا۔ یہ میرے اعداد و شمار نہیں ہیں یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ اعداد شمار ہیں جو انہوں نے ریلیز کیئے 1505.49 ملین انہوں نے پی ڈی ایم اے کو ریلیز کیئے ہیں۔ اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو 729 ملین، یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو انہوں نے دیئے کورونا سے related ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ریگولر بجٹ 4.2 بلین یہ الگ سے انہوں نے ریلیز کیئے۔ یہ کورونا کے حوالے سے 729.84 ملین جو ہے یہ انہوں نے ریلیز کیئے ہیں۔ اب سی اینڈ ڈبلیو کو جناب والا! سی اینڈ ڈبلیو کو انہوں نے دیئے ہیں آپ کے کورنٹائز سینیٹر بنانے کے لئے جو ریلیز ہوئے ہیں فنانس ڈیپارٹمنٹ سے وہ ہے پانچ سو ملین۔ اب یہ پانچ سو ملین کورنٹائز سنیٹرز بنانے کے لئے سی اینڈ ڈبلیو کو ریلیز کر دیتے ہیں اور ان پیسوں کا آج دن تک کچھ نہیں ہے یہ پیسے مارچ کے مہینے میں ریلیز ہوئے ہیں۔ آج ہم مئی کے end میں بیٹھے ہیں 20 مئی ہے۔ یہ مارچ کی مہینے کی میں figures دے رہا ہوں آپ کو جو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے جاری کیئے ہیں۔ اب یہ جو پانچ سو ملین

آپ نے سی اینڈ ڈبلیو کو کورنٹائن سینٹر بنانے کے لئے ریلیز کیئے ہیں۔ اگر دو منسٹر صاحبان کو depute کرتے وہ جا کر کے ڈاکٹر منافع کی سربراہی میں پرائیویٹ ہسپتالوں کے مالکان کے ساتھ ملتے۔ آپ کو بنے بنائے تیار تمام ہیلتھ facilities سے لیس یہ ہسپتالیں آپ کو قرنطینہ کے لئے دستیاب تھے اور free of cost voluntarily میں یہ لوگ اپنے ہسپتالوں کو آپ کو دینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن ان پانچ سولین کو بندر بانٹ کرنا تھا۔ ان پانچ سولین پر کمیشن کھانی تھی۔ اس لئے ان سے دو آدمی ایک رکشہ پکڑ کے جا کر بات کرنے کو تیار نہیں ہے۔ پانچ سولین سی اینڈ ڈبلیو کو دینے کے لئے تیار ہیں ہم لوگ۔ جناب والا! کرونا ایمر جینی فنڈ کے نام سے ایک ہزار ملین (ایک ارب روپے) یہ الگ سے ریلیز ہوئے۔ ٹوٹل جو اس مد میں ریلیز ہوئے ہیں یہ ہوتے ہیں 3754.21 ملین۔ یہ میرے نہیں ہیں یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے figures ہیں، کوئی بھی ساتھی اس کو فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ٹیلی کر سکتا ہے۔ اور اس کے علاوہ جناب والا! جو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا ریگولر بجٹ ہے وہ ہے 4.2 بلین (چار ارب بیس کروڑ روپے)۔ یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا اپنا ریگولر بجٹ تھا جو مارچ کے مہینے میں انہوں نے ریلیز کر دیئے ہیں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو۔ اب جناب والا! ہم آتے ہیں ان چیزوں کی طرف۔ ان پیسوں کا ہوا کیا؟۔ اس کا تو بعد کے آنے والے اجلاسوں میں ہم ضرور حساب لینگے۔ یہاں پر سرکاری ملازمین کی بھی تنخواہیں کاٹی گئی ہے۔ وہ کتنے پیسے جمع ہوئے ہیں؟ ان کا بھی بعد میں آنے والے بھی تین سال ہمارے پاس باقی ہیں ان کا بھی حساب ہوگا۔ لیکن جناب والا! ان پیسوں کو جس طرح mismanage کیا گیا۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دوں خضدار ڈسٹرکٹ کی۔ وہاں پرائیم پی اے ہے ہمارے اپوزیشن جماعت کے دوست ہے یونس عزیز زہری صاحب۔ انہوں نے ڈیڈھ کروڑ روپے یا ایک کروڑ ساٹھ روپے کچھ اس طرح ڈسٹرکٹ خضدار کا ہیلتھ کا جو بجٹ گیا تھا، انہوں نے وہاں پر جناب والا! ڈی ایچ او، ڈپٹی کمشنر، کمشنر اور علاقے کے منتخب نمائندہ، ان سب نے کمیٹی بنا کے بیٹھے وہاں پر میٹنگ کی۔ تو اس میٹنگ میں انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ 65 لاکھ روپے کی جو پی سی آر مشین ہے ٹیسٹنگ کی، وہ لیس گے۔ ایک ویٹنی لیٹر لینا تھا انہوں نے۔ کچھ میڈیسنز لینی تھیں۔ دوسرے دن منسٹری آف ہیلتھ سے ایک لیٹر ڈی ایچ او کو جاتا ہے کہ جب تک ہماری طرف سے approval نہیں آئیگا آپ نے اس بجٹ کو چھیڑنا نہیں ہے۔ وہ بجٹ as it is آج دن تک freeze پڑا ہوا ہے۔ اس میں سے ایک ٹکہ خرچ نہیں کر سکا ڈی ایچ او صاحب۔ تو جناب والا!

تمام ڈسٹرکٹس کا یہی حال ہے۔ اب آتے کوئٹہ شہر میں یہ ہمارا capital ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اختر حسین صاحب تھوڑی مختصر کر دیں بات۔

میر اختر حسین لاگو: مختصر ہے، ابھی تین ایجنڈہ باقی ہیں جناب اسپیکر! میں کوشش کرونگا جتنا

مختصر ہو سکیں۔ اب آتے ہیں کوئٹہ سٹی کی طرف جو ہمارا کیپٹل بھی ہے۔ آبادی کے لحاظ سے اس وقت جو کوئٹہ کی actual existing آبادی ہے۔ census کی figures کی میں بات نہیں کر رہا actual existing population کوئٹہ کی ہے وہ کوئی 04 ملین سے زیادہ کی ہے۔ کیونکہ آس پاس تمام ڈسٹرکٹس کے لوگ ہیلتھ اور ایجوکیشن سہولیات کی خاطر یہاں پر کوئٹہ میں مستقل طور پر شفٹ ہو چکے ہیں۔ یہاں پر بہت بڑی تعداد ہمارے Suburbs کے جتنے ڈسٹرکٹس ہیں، ان کے لوگ بھی یہاں پر سیٹل ہیں تو ان سب کو ملا کے کوئی بائیس لاکھ کے قریب ہمارے کوئٹہ کے actual existing ہے جو census میں declare ہوئی ہے اور کوئی اتنی آبادی جو ہے وہ آس پاس کے جتنے اضلاع ہیں ان سے یہاں پر کوئٹہ میں migrate ہو کر آرگنائزیشن کے تحت وہ یہاں پر آ کے سیٹل ہو چکے ہیں۔ تو جناب والا! ان سب کو ملا کے کوئی چالیس، پینتالیس یا پچاس لاکھ کے قریب کوئٹہ میں لوگ آباد ہیں۔ اب کوئٹہ میں دو ہمارے پاس ہسپتالیں تھیں۔ جس میں جنرل آپ کے جتنے disease تھیں ان کا علاج ہوتا تھا۔ ایک سول ہسپتال، ایک بی ایم سی، تیسرا ہمارا شیخ زید تھا۔ شیخ زائد کو آپ نے کورنٹائن سینٹر اور کورونا کے لئے ایک الگ سے setup بنا دیا وہاں پر ابھی آپ کے general patients جو ہے وہ نہیں جا رہے ہیں۔ اب ان دو ہسپتال کی جو situation ہے سول ہسپتال اور بی ایم سی کی، بی ایم سی کورنٹائن سینٹر بنا کے وزیراعظم صاحب کو وزٹ بھی کروایا گیا اب لوگ وہاں پر نہیں جا رہے ہیں کہ جی وزیراعظم اور وزیر اعلیٰ صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب، گورنر صاحب ان سب نے بی ایم سی کا visit کیا یہ کورونا کے حوالے سے وہ مشہور ہو گیا۔ وہ کورونا کے ویسے لوگ وہاں جانے سے ڈرتے ہیں۔ اس کے باوجود سول ہسپتال میں جناب والا اس وقت ہمارے پاس جو ڈاکٹروں کی تعداد ہے جو پازٹیو آئے ہیں، ڈاکٹر منافع سمیت جو ابھی ویٹی لیٹر سے نکل کے بخیر و عافیت صحت یاب ہو کے اپنے گھر چلے گئے ہیں۔ کوئی پینتیس، چالیس کے قریب ہمارے پاس جناب اسپیکر! آپ کی توجہ چاہوں گا۔ باقی ساتھی تو اپنے گپ شپ میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کی توجہ چاہوں گا جناب اسپیکر! کہ پینتیس سے چالیس کے قریب ہمارے ڈاکٹر اس وقت پازٹیو آئے ہیں۔ اور یہ وہ ڈاکٹر تھے جن میں سے کورنٹائن سینٹر میں یا کورونا سے related جو مریض ہیں کورونا کے وہاں پر ایک دن بھی انہوں نے ڈیوٹی نہیں کیں۔ ان سب کو جو locus spread ہے ہمارا ان سے ان سب ڈاکٹروں کو کورونا پازٹیو ہوا ہے ان سے ان کو ملا ہے۔ تو جناب والا! جیسے اصغر خان نے کہا کہ یہاں پر روز اول سے جس دن آپ کو یاد ہوگا اسی اسمبلی فلور پر ہم نے ایک تحریک التواء لائے تھے اپوزیشن کی جانب سے کہ اس کورونا اور اس سے related آنے والے ایٹوز کے حوالے سے اس پر بحث کر سکیں۔ اُس پر کوئی لائحہ عمل بنا سکیں۔ لیکن اُس دن کی سنجیدگی بھی آپ نے دیکھ لی۔ آج ہم کس سٹیج پر ہیں یہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ اُس دن بھی

ہم یہی کہہ رہے تھے کہ جو ہمارا front line ہے۔ فرنٹ لائن کو سب سے پہلے آپ protect کرنا ہے۔ front line تھا ہمارا ہمارے ڈاکٹرز اور ہمارا میڈیکل سٹاف ان کو protect کرنے کے لئے ہمارے پاس واحد راستہ تھا ان کے پی پی کیٹس تھے وہ انکو provide کرنا۔ جناب والا ڈاکٹرز کوئی آسمان سے آئی ہوئی مخلوق نہیں ہے۔ ڈاکٹرز بھی ہمارے اور آپ کی طرح ہڈی اور گوشت کے بنے ہوئے انسان ہے۔ اگر ڈاکٹر کو کسی مریض سے کورونا ہو جاتا ہے تو اس کے گھر والوں کا کیا قصور ہے کہ وہ اسی مرض کو لیجا کے اپنی پوری فیملی میں پھیلا دیں؟۔ کیا ڈاکٹر کو موت کا خوف نہیں ہے؟۔ کیا ڈاکٹر نہیں مرتے؟۔ کیا ڈاکٹروں بیماری نہیں ہوتی؟۔ کیا کورونا کے ساتھ ہمارا agreement ہے کہ وہ ہمارے ڈاکٹروں کو نہیں چھوئے گا؟۔ اگر چھوئے گا، اگر ڈاکٹروں کی بھی زندگی ہے اگر ڈاکٹروں کی بھی families ہیں۔ اگر ان کی بھی families ہمیں اتنی ہی عزیز ہو جتنی ہماری اپنی families تو پھر ہمیں ان کو یہ کٹس دیکر اس کے بعد ہم ان ڈیوٹی کا مطالبہ کر لیں۔ آپ ایک سپاہی کو بارڈر پر لڑنے کے لئے بھیج رہے ہو۔ آپ نے اُس کو بندوق اور گولیاں نہیں دی ہیں تو اس سے یہ مطلب ہے کہ اس کو لڑنے نہیں آپ اس کو خودکشی کرنے کے لئے بھیج رہے ہیں۔ اگر فرنٹ لائن ہے آپ کا۔ اس نے کورونا کے ساتھ لڑنا ہے تو سب سے پہلے ہمیں ان کی ان تمام سہولیات کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ پی پی اے کٹس آج تک نہیں دیئے۔ میرے گاڑی میں سپیل پڑے ہوئے ہیں۔ جام صاحب کی بھی توجہ چاہو گا کیونکہ ہیلتھ منسٹری کو وہ خود look after کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! جب بنگ ڈاکٹروں کا احتجاج چل رہا تھا میں اور زیریے بھی ایک رات کو دو بجے گئے ان سے ملنے کے لئے۔ آپ کے سی ایم ہاؤس کے جو red zone کا جو چوک ہے وہاں پر یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس کے دو دن بعد جب ڈی سی صاحب نے ان کے ساتھ مذاکرات کیئے۔ پھر وہاں پر ایک سٹاف نرس کو انہوں نے اُن سے receiving لیکے کچھ سامان ان کو دیدیا۔ جو سامان انہوں نے آپ کی ایم ایس ڈی سے اُٹھائے تھے۔ ان میں جناب والا simple gown وہ پڑے ہوئے تھے۔ میرے پاس sample پڑے ہوئے ہیں ابھی بھی۔ کوئی کہے میں ابھی منگوا کر اس فلور دکھا دوں گا۔ وہ simple gown جو آپریشن کے دوران ڈاکٹر اپنے کپڑوں کو بچانے کے لئے خون کی چھینٹوں سے استعمال کرتے ہیں گرین کلر کے۔ وہ gown دیئے ہوئے تھے جو پیچھے سے ایسا سی باندھ کے ان کو باندھا جاتا ہے۔ اور جناب والا! یہ جو ماسک آپ نے ابھی اسمبلی میں ہمیں دیئے۔ اس ماسک میں بھی آپ دیکھ لیں ان کے پیچھے date لکھا ہوا ہے۔ ان ماسک کے جو کائٹن کو دیئے گئے تھے جن کائٹن کے ڈبوں میں یہ ماسک تھے ان ڈبوں کے اوپر جو اس کے اوپر Date ڈلی ہوئی تھی اس کو tamper تو کر دیا تھا۔ لیکن ماسک کے اوپر سے جو date تھا وہ tamper نہیں ہو سکا۔ اس پر بھی آپ دیکھ لیں کوئی 2020-2-24 کا date ڈالا ہوا

ہے۔ ان ماسک کے اوپر جو date ڈلی ہوئی تھی جناب اسپیکر! وہ میرے پاس ابھی بھی میں نے سپل رکھا ہوا ہے۔ اس date ڈالا ہوا ہے کوئی 2011ء کا۔ 2011ء میں کوئی کورنا وغیرہ نہیں تھا۔ جو gowns دیئے تھے ان کو، جو gowns کا جو کٹن تھا اس کا اس کے اوپر جو date ڈالا ہوا تھا وہ 2005ء کا تھا۔ اس کا مطلب ہے ایم ایس ڈی نے جو پرانے عام روٹین کے جو آپریشن تھیٹر کے لئے سامان پر purchasing کیا تھا وہ پڑا ہوا تھا کسی کونے میں۔ کسی نے ہاتھ نہیں لگایا تھا یہ Y.D.A کے ہڑتال وغیرہ اور سوشل میڈیا پر اور ٹیوٹ کرنے کے لئے جی ہم نے دیدیئے۔ جان چھڑانے کے لئے، ایک نیوز بنانے کے لئے انہوں وہ کچرے میں سے وہ ایم ایس ڈی وہ والے سامان اٹھا کے ڈاکٹروں کو حوالے کر دیئے۔ جن میں gloves تھے، ناں اس میں face protection shield تھا۔ ناں اس میں P.P Kite تھا ناں اس میں gloves تھے۔ ناں اس N.95 ماسک تھے۔ اس طرح کا simple ایک ماسک دیا ہوا تھا۔ تو جناب والا! اس طرح کے معاملات اور اس طرح کے چیزوں سے ہم نے کورنا کورنا کا نہیں بلکہ کورنا کو مزید پھیلا یا اور ہم آج دن تک سنجیدہ نہیں ہے۔ جناب والا! میں alarming situation آپکو بتا رہا ہوں۔ ہمارا جو ہوم منسٹر صاحب ہے اس کا تعلق بھی ہماری برادری سے ہے۔ انکو بھی اچھی طرح علم ہے کہ اس رمضان کے مہینے میں ابھی تک صرف کلی اسماعیل میں۔ میں اپنے پورے حلقے کی بات نہیں کر رہا ہوں صرف کلی اسماعیل میں 30 سے 31 فاتحہ خود کر چکا ہوں۔ اور کئی جگہوں پر تو میں اور میری خاندان جان اکٹھے ہم اس موقع پر اکٹھے بھی ہوئے ہیں کچھ فاتحہ خوانیوں پر۔ اسی طرح اگر میں اپنے پورے حلقے کی بات کر لوں جناب اسپیکر! تو ابھی تک میں اس رمضان کے مہینے میں 60 سے 70 فاتحہ میں پورے حلقے میں اپنا کر چکا ہوں۔ اور ابھی بھی 3 فوتگیاں ہوئی ہیں کلی اسماعیل میں جن کی فاتحہ پر میں ابھی تک جا نہیں سکا ہوں۔ ویسے اجلاس سے فارغ ہو کر میں جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ لائے صاحب۔

میرا ختر حسین لائے: یہ کل فوتگیاں ہوئی ہیں۔ تو جناب والا! ہمارے پاس جو یہ اموات کی شرح اگر آپ دیکھ لیں۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ داران بیٹھے ہوئے ہیں۔ پچھلے ڈیڑھ سے دو مہینے میں جو اموات کی شرح ہے، اُس میں جو 200-300% کا increase ہیں۔ یہ ہمیں کچھ indicate کر رہا ہے۔ اُس indication کو سمجھنے کے لیے ہم ذہنی طور پر کوئی یہاں پر تیار نہیں ہیں۔ ہم نے ابھی تک وہ ٹیسٹ کیئے ہی نہیں ہیں۔ ہم regular basis پر ہمارے جو random کی Tasts ہیں وہ ہونے نہیں رہے ہیں۔ ہم صرف ابھی تک اُن لوگوں کی ٹیسٹ کر رہے ہیں یا میری طرح کا کوئی ایم پی اے یا کوئی بیورو کریٹس ہیں اس کو نزلہ زکام ہو گیا وہ خود جا

کر Voluntarily اپنا ٹیسٹ کروا رہے ہیں یا ان کے ٹیسٹ ہو رہے ہیں جو symptoms کے تحت بیماریوں کے ہسپتال جا رہے ہیں۔ ہسپتال میں اکثر اپنے بچاؤ کے لیے سول یا بی ایم سی والے انکو اٹھا کر فاطمہ جناح بھجوا رہے ہیں کہ ان کے ٹیسٹ کر لیں۔ ان کے ٹیسٹ کر رہے ہیں جس کے ہاتھ اتنے لوگ ہمارے پاس پازیٹو آچکے ہیں۔ میرے حلقے فقیر آباد میں پوری ایک فیملی 12 آدمیوں کے ٹیسٹ وہ پازیٹو آیا تھا۔ میں ڈی سی صاحب کے پاس گیا ہوں۔ دو دفعہ میں نے اس سے request کیے کہ اس محلے میں آپ اسپرے کروالیں۔ اور پورے اس محلے کے ٹیسٹ کروالیں کیونکہ اس محلے میں اسی خاندان کے جو first cousin ہیں وہ کوئی 15 سے 20 گھر ہیں یوسف زئی قبیلے سے ان کا تعلق ہے۔ 15-20 گھر ہیں محلے میں جو first cousin ہیں ایک دوسرے کے گھر آنا جانا ہے ان کا۔ تو یہ 12 اگر ہوئے تو اور لوگ بھی اس محلے میں پازیٹو ہوں گے۔ لیکن آج دن تک کوئی بھی P.D.M.A کا یا فاطمہ جناح سے جو ان کی موبائل وین ہیں نہ وہ موبائل وین ان کی آئی کہ انکی ٹیسٹ کرنے کے لیے۔ نہ ڈی سی صاحب نے کوئی بندے بھجوائیں اسپرے کروانے کے لیے۔ اللہ بھلا کرے P.D.M.A والے دوستوں کا۔ کچھ مہربانوں سے میں نے request کیا تھا انہوں نے مجھے کچھ دوائیاں دیں ہیں۔ اپنی مدد آپ کے تحت اپنے ورکروں کے through محلے کے نوجوانوں کے through۔ اس محلے میں دو دفعہ ہم نے اسپرے کروائے۔ اور دوائیاں ختم ہو گئی ہماری۔ اب مزید ہمیں انتظار ہے کہ کب PDMA کا کوئی مہربان مہربانی کریں گا تاکہ ہم خود جا کر اپنے علاقوں میں جا کر اسپرے کروالیں یہ condition ہے ہماری حکومت کی جناب والا!۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلو کام ہو گیا یا پی ڈی ایم اے کے طرف سے یا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے۔

میر اختر حسین لاگو: نہیں نہیں، ہم نے خود کیا ہے جناب والا! پی ڈی ایم اے نے صرف دوائیاں دی ہیں۔ ان سے پوچھ لیں انہوں نے مشینیں دی ہیں ہمیں اسپرے کرنے کے لیے۔ انہوں نے ہمیں بندے دیئے ہیں؟۔ انہوں نے ہمیں کٹ دیئے ہیں؟ انہوں نے ہمیں ماسک دیئے ہیں اسپرے کرنے کے لیے؟۔ ان دوائیوں سے ہمارے لوگ اگر بیمار ہو کر بیہوش ہو جاتے انکا علاج کون کرتا؟ جناب والا! بہت سارے چیزیں ہیں آپ سنیں ذرا۔ تو جناب والا! مجھے ایسا لگ رہا ہے شاید میں غلط ہوں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اس گورنمنٹ نے پوری تیاری کی ہے۔ اس گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اپنے سرکلز میں کہ اس حکومت کی جو مدت ہے۔ وہ تین سال باقی ہیں۔ انہوں نے تین سال کورونا کو پال پوس کر اپنے شیلڈز میں اپنے جگہوں میں تین سال مزید انہوں نے کورونا کو اپنے ساتھ رکھنا ہے۔ لہذا جناب والا! جس طریقے سے کیونکہ ہم نے یہاں پر لاک ڈاؤن کو بھی ہم نے دیکھا ہے۔ یہاں پر لاک ڈاؤن خصوصاً کوئٹہ شہر کی میں بات کر رہا ہوں۔ باقی ڈسٹرکٹ کے مجھے پتہ نہیں ہے۔ کیونکہ میں خود بھی نہیں

نکلا ہوں۔ کوئٹہ شہر میں جناب اسپیکر! لاک ڈاؤن نہیں تھا کوئٹہ میں شٹر ڈاؤن تھا۔ دکانیں بند تھیں۔ لاک ڈاؤن نہیں تھا۔ لوگ کھلم کھلا گھوم پھر رہے تھے۔ social activities اسی طرح چل رہی تھی۔ بازاروں میں رش اسی طرح تھا۔ ڈبل سواری پر صرف موٹر سائیکلوں پر لوگ نکلتے تو پولیس والوں کی چاندی بھی لگی ہوئی تھی 100-200-500۔ اُن سے بھی بڑے جارہے تھے۔ باقی چیزوں میں بھی وہ معاملات آپ کے مجسٹریٹ اور یہ چیزیں چل رہی تھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لانگو صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا۔ مہربانی کر کے بس کر لیں۔

میر اختر حسین لانگو: بہر حال کوئٹہ میں میں یہ چیز، جام صاحب بھی بیٹھے ہیں گورنمنٹ بھی بیٹھی ہیں۔ ذمہ دار فلور پر آج میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ کوئٹہ میں گزشتہ دنوں میں جتنا بھی رہا ہے لاک ڈاؤن کوئٹہ میں بالکل ایک سینکڑ کے لیے بھی نہیں ہوا ہے۔ یہاں پر البتہ شٹر ڈاؤن ضرور ہوا ہے۔ دکانیں ضرور بند ہوئے ہیں۔ وہ ہم بھی کبھی کبھار ہڑتال کرتے تھے تو ایک آدھ دن کیلئے ہم بھی شٹر ڈاؤن کی کال دے دیتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! تین سال تک ہم اور یہ حکومت کو رونا کے ساتھ مل کر گزاریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: نہیں جناب اسپیکر! ابھی تک تین ایجنڈے باقی ہیں۔ ٹڈی دل پر میری جگہ ادھر سے کون بول دے گا؟۔ آپ ذرا اُن کو بول دیں پھر میں بیٹھ جاؤنگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر آپ لوگوں کی طرف سے بات ہوگئی ہیں۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ایریکلچر۔ وہ بات کر لیں گے اس حوالے سے۔ آپ کا حلقہ تو کوئٹہ ہے یہاں پر ویسے بھی زمینداری نہیں ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: ٹڈی دل پر تو ابھی تک بات نہیں ہوئی ہے۔ ابھی تک تو ملخوں (ٹڈی) کو ہم نے نہیں پکڑا ہے۔ جناب اسپیکر! ابھی تک تو ملخ بہت ہیں۔ سرکاری ملخ بھی ہے قدرتی ملخ بھی ہے باقی چیزیں بھی ہیں۔ ابھی تو ملخ پر بات نہیں ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں، لانگو صاحب آپ کا ٹائم مہربانی کر کے ختم ہو گیا ہے۔

میر اختر حسین لانگو: نہیں ملخ پر بات نہیں ہوا ہے ابھی تک جناب اسپیکر۔ نہیں ملخ کو تو کسی کنارے لگانا ہے نا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو آپ کے اور ساتھیوں نے اس پر بات کر لیا۔ ثناء بلوچ صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟۔

میر اختر حسین لانگو: نہیں جناب اسپیکر! میں ٹڈی دل پر ذرا بات کر لوں۔ میں کوشش کرونگا میں مختصر کروں نا۔ مداخلت پر میں بات نہیں کرونگا۔ کیونکہ نہ ہی انہوں نے بعض آنا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیکھیں! آپ کیساتھیوں نے اس پر تفصیلی بات کر لی ہیں ناں تو۔ بس مختصر دو منٹ ہیں آپ کے پاس۔

میر اختر حسین لاگو: جی ہاں کچھ تجاویز ہیں وہ میں دوں گا۔ جناب اسپیکر! دیکھیں جیسے کہ صدیقی صاحب نے کہا کہ ٹڈی دل کا جو پہلا ریل آیا، اُس کی تعداد کچھ کم تھیں۔ اس کے بعد جب دوسرا اس کا فیڑ آیا تو وہ تعداد میں کوئی 10 گنا زیادہ بڑی تھی اُس میں دوسرا ریلہ اُس کا۔ اب تیسرا ریلہ جو اس کا ہیں وہ اس سے بڑا ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جو breeding ہے، یہ بہت ہی fast ہے بہت زیادہ ہیں۔ یہ سو، سوانڈے دے کر اُن سے بچے نکلتے ہیں۔ اور ہمارے پاس یہاں پر جو طریقہ کار ہمارے پی ڈی ایم اے والے پہلے کر رہے تھے۔ یا ابھی جو ہمارے ایگریکلچر کے دوست کر رہے ہیں اس کو۔ وہ یہ ہیں کہ کسانوں کے ساتھ مل کر جو فارمز ہیں ان پر اسپرے کیا جا رہا ہے۔ جب کہ یہ انڈے جو دیتے ہیں یہ ویرانوں پر بھی دیتے ہیں۔ یہ پہاڑوں پر بھی دیتے ہیں۔ اب فارم میں جتنے ملخ (ٹڈی) تھے وہ تو آپ نے ان کو مار دیے۔ اب جو پہاڑوں سے ان کے انڈے وغیرہ وہ تلف نہیں ہوئے ہیں۔ 4 دن بعد، ایک ہفتے بعد، دو ہفتے بعد یا تین ہفتے بعد، وہ وہاں سے پل کر، بڑے ہو کر وہ واپس آ کر حملہ آور ہو جائیں گے۔ پھر آپ فارم پر ماریں گے پھر انکے انڈے رہ جائیں گے۔ یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ جناب اسپیکر! اس کا واحد حل یہ ہے کہ air spray ہو۔ اس میں منسٹر صاحب جو ایگریکلچر کے ہیں ان کی توجہ بھی چاہو گا کہ وہ بھی ان سے بات کر لیں جن کے پاس available ہیں جہاز۔ air spray ہوں تاکہ پورے کا پورا ایریا جو ہیں وہ once-for-all جو ہے وہ تلف ہو جائیں ٹڈی دل کے ساتھ انکے انڈے ان کے لاروے جو ہیں انکو بھی تلف کیئے جائیں تاکہ یہ دوبارہ سر نہیں اٹھاسکیں۔ تو اس کا ایریل اسپرے کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا چارہ نہیں ہے اس کو کنٹرول کرنے کے لیے۔ لہذا ہمیں یہ ہاتھ کی مشینوں سے یا جو زمینداروں کے پاس تھوڑے بہت وسائل available ہیں کہ اپنے اسپرے مشین ہوں گے۔ ان کے ساتھ ہم اُن کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ جناب اسپیکر! اس کے لیے جب تک proper-way پر ہم نہیں جائیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اختر حسین لاگو صاحب۔ ثناء بلوچ صاحب آپ مہربانی کر کے مختصر بات کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! بالکل یقیناً رمضان کا مہینہ ہے وقت بھی کافی گزر چکا ہے۔ ایجنڈا بھی کا طویل ہیں۔ مجھ سے پہلے میرے دوستوں نے ملک صاحب ملک نصیر صاحب نے نصر اللہ زیرے صاحب نے باقی بھی دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ باتیں کیں۔ اس اجلاس کے

بلانے کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ ہم اراکین اسمبلی کے درمیان ایک مکالمہ ہو۔ ایک ڈائیلاگ ہو اور ہم ایک دوسرے سے کچھ ایک دوسرے کے ساتھ معلومات شیئر کریں۔ ہر کوئی اپنے حلقے کے حوالے سے، اپنے علاقے کے حوالے سے بالخصوص بلوچستان کی مجموعی صورت حال کے حوالے سے کہ جو وباء اس وقت پوری دنیا اس سے دوچار ہیں۔ بالخصوص پھر وہ آہستہ آہستہ جب پاکستان اور بلوچستان بھی اس سے متاثر ہیں کہ آیا ہم نے دو تین مہینے میں اس وباء کو سمجھنے میں، اس وباء سے نمٹنے میں اور اس وباء کے روک تھام کے حوالے سے جو حکمت عملی اپنائی، وہ کیا مستند رہی ہیں؟ یا مفید رہی ہیں کامیاب رہی ہیں یا اس میں بھی کچھ خامیاں ہیں یا کچھ کوتاہیاں ہیں؟ اور یقیناً آج کے اس اجلاس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم بیٹھ کر ایک دوسرے پر تنقید کریں یا ہم اس وباء کے حوالے سے اس کو ایک سیاسی point scoring کا سبب بنائیں بالخصوص رمضان کے مہینے میں یہ ممکن نہیں ہے۔ کوشش یہی تھی جو پہلا سیشن بھی ہم نے requisite کیا تھا۔ آئیڈیا یہی تھا کہ حکومت اور اپوزیشن کے مابین یا ہمارا اراکین اسمبلی کے مابین جو ایک فاصلہ ہے وہ اگر ہم کیبنٹ کے اجلاس میں نہیں بیٹھ سکتے۔ حکومتی اراکین اور ان میٹنگوں میں نہیں بیٹھ سکتے تو کم از کم اس فورم کا استعمال کر کے ایک دوسرے کے ساتھ کم از کم آئیڈیاز ایکسچینج کریں۔ اور یہ ایک ایسی وباء ہے یہ صرف زبانی حد تک میرے خیال میں زبانی کلامی حد تک اس کو کنٹرول نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ہم خدانخواستہ یہاں پر ایک دوسرے سے لڑیں گے تو جو وباء باہر ہیں یا ادھر بھی ہیں ہو سکتا ہے۔ انہیں ہال میں بھی ہو، وہ ہم پر حاوی ہو جائیگا۔ وہ کامیاب ہو جائے۔ تو اسی لیے جو ملک صاحب نے بھی بات کی کہ دو تین چار مہینے سے مسلسل کوشش یہی رہی ہے کہ باہم تعاون کے ساتھ، ایک دوسرے کے ساتھ افہام و تفہیم کے ساتھ ان معاملات کو جو ہیں ہم کنٹرول کریں۔ اور ان پر بات کریں۔ اس وقت جناب والا! جو کورونا ہے خود۔ میں اس کے میڈیکل یا health related issues پر نہیں جاؤں گا۔

I am not a doctor, I am not a scientist and I am not the expert  
viral issues پر جو ہیں، لیکن at-least اس کے political dimension اور  
management dimension پر ہم بات کر سکتے ہیں۔ اور شروع میں بھی یہی ہونا چاہیے تھا کہ جو ایک  
حکومت ہوتی ہے اس کے ساتھ جو ایک crisis management کا ایک حکمت عملی ہوتی ہے یا پلان  
ہوتا ہے۔ آیا وہ ہماری پاس تھی یا نہیں تھی۔ یہ ایک بات جو گزر گئی۔ اب بار بار اس کو دہرانا مناسب نہیں ہے کہ ہم  
سے کیا غلطیاں ہوئیں کیا خامیاں ہوئیں۔ لیکن میں اب بھی یہ سمجھتا ہوں کہ یہ crisis اپنی جگہ پر exist کر رہا  
ہے۔ اگر آپ اس کو ایک crisis سمجھتے ہیں تو آپ کو اس کو ایک crisis management کے طور پر لینا

ہوگا اور پھر آپ governance اور crisis management کو جب ایک ساتھ پڑھتے ہیں یا سمجھتے ہیں تو پھر آپ جا کر ایک حکمت عملی بنا سکتے ہیں اس سے نمٹنے کے لیے۔ otherwise یہ جو حکمت عملیاں اس وقت ہم لوگ اپنا رہے ہیں یہ piece meal strategy جو ہیں یہ ٹکڑوں ٹکڑوں میں یا جو ہیں وقفوں وقفوں سے بدلتی ہوئی یہ جو ہماری حکمت عملیاں ہیں یہ مؤثر نہیں ہوتیں۔ کسی بھی معاشرے میں، حکمرانی کے حوالے سے crisis management کے حوالے سے یہ مؤثر نہیں ہوتی ہیں۔ اوّل تو یہ ہے کہ بڑی شروع سے ہی consultation کی رہی ہے۔ Pandemics میں crisis management میں چار چیزیں بڑی ضروری ہوتی ہیں۔ پیشن گوئیاں، مشورے ہیں۔ cooperation ہے۔ coordination ہے۔ اور communication ہیں۔ ان چار چیزوں کے بغیر یعنی اسکواگر اردو میں میں کہوں کہ جس مشاورت ہیں۔ رابطہ ہیں اس کے علاوہ لوگوں میں awareness ہیں یا لوگوں میں شعور اور آگاہی ہیں۔ یہ چار چیزوں کو ابھی بھی ہم نے بنیاد بنا کر جو ہیں بلوچستان میں اس وباء سے نمٹنے کی حکمت عملی بنانی ہوگی۔ یہ وباء ابھی تک آب و تاب کے ساتھ بلوچستان میں قائم ہیں۔ یہ وباء آب و تاب کے ساتھ جون اور جولائی اور اگست اور ستمبر میں ہو سکتا ہے ہمارے علاقوں میں پھیل جائیں۔ ابھی تک یہ کچھ limited ہیں محدود علاقوں میں۔ اگر ہمارے پاس ابھی بھی وقت ہیں کہ ہم اپنے چھوٹے موٹے اختلافات کو ایک سائیڈ پر رکھ کر ہم ایک ایسی حکمت عملی بنائیں جس میں consultation ہو، مشاورت ہو، ہم سب کی۔ ہم سب کی coordination ہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہو۔ اور اس کے ساتھ ہماری، سب کے ساتھ رابطے ہیں۔ ایک strategy بناتے ہیں اور تعاون کی۔ تو میرے خیال میں کورونا سے نمٹنا جا سکتا ہے ویسی یہ وقت مختصر ہے۔ میں نے ایک تجاویز دے دیا ہے سمجھنے والے دوست سمجھ جائیں گے۔ اگر وقت ہے کہ ہمیں ایک حکمت عملی بنانے کی ضرورت ہیں۔ اور جب آپ حکمت عملی بناتے ہیں تو اس حکمت عملی پر عملدرآمد کے لیے آپ کے پاس ایک فریم ورک بنانا پڑتا ہے آپ کو۔ اُس کے لیے وسائل کی ضرورت ہوتی ہیں۔ اب وسائل کہاں ہیں؟۔ وسائل ہماری پی ایس ڈی پی ہیں ہمارا بجٹ ہیں ہمارے پاس جو finances ہے resources ہیں جن کا ذکر دوست کر رہے ہیں۔ اور جب اس کے بعد implementation ہیں۔ implementation میں ہمارے پاس محکمے ہیں۔ یہ کسی ایک محکمے کا کام نہیں ہیں۔ یہ پی ڈی ایم اے کا کام ہی نہیں ہیں۔ یہ این ڈی ایم اے کا کام ہی نہیں ہیں۔ یہ جناب international crisis ہے۔ دنیا کو پوری لپیٹ میں لے چکا ہے۔ تو اس میں جب ایک strategy بنائیں گے۔ اس میں آپ کو یہ کم از کم پی ڈی ایم اے کے ساتھ مل کر یا این ڈی ایم اے کے ساتھ باہم مل کر آپ کو ایک

بہت بڑی Provincial crisis management کی ایک آپکو باڈی بنانی پڑے گی۔ اس میں سارے ادارے ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔ آپ نے نہیں دیکھا لاک ڈاؤن میں پولیس کارول کتنا important تھا۔ ڈاکٹر سے زیادہ important بن گیا تھا۔ اس میں law enforcement agencies کارول جو ہیں وہ آپ کے سرجن، فزیشن سے زیادہ بڑھ گیا۔ because اس میں رول کسی ایک کا نہیں ہوتا ہے۔ It is a national crisis۔ اس میں نیشنل رول سارے اداروں کی ہوتی ہے۔ اور وہ جو institutional وہ ان کے درمیان جو ایک harmony ہیں یا وہ missing ہیں وہ اس لیے missing ہیں کہ وہ ہمارے پاس ابھی تک ہم نے وہ strategy بنائی نہیں ہیں۔ وہ comprehensive strategy بنائی نہیں ہیں۔ تو C.M صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے توسط سے میں جام صاحب کو کہ ابھی بھی ہمارے پاس وقت ہیں جب ہم یہ crisis management کے حوالے سے یہ بڑی strategy بنائیں گے comprehensive، پھر وہ وہاں سے ہمیں جو ہیں کچھ مشورے لیں گے، ideas ملیں گی۔ کچھ ہمیں وہاں سے وہ کیا کہتے ہیں کہ suggestions ملیں گے۔ کچھ وہاں سے اگر روشنی ملیں گی کہ ہم نے آنے والے ایک دو سال تک۔ کیونکہ اس کا اثر کسی ایک خاندان ایک فرد تک نہیں ہیں کہ اس کو کورونا ہوا اور وہ وفات پا گیا اور اسکے بعد اس کو ہم نے اس کو بڑے SOP's کے ساتھ دفن کر دیا۔ اس کا بہت بڑا pronoun آپ کی سوسائٹی پر سوشل، اکنامک، پولیٹیکل سیکورٹی پر impacts ہے۔ آپ ابھی feel کر رہے ہونگے اگر جو لوگ بلوچستان وک یا گورنمنس کو سمجھتے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہوں گے یہ ساری چیزوں پر اب اس کے اثرات آنا شروع ہو گئے ہیں۔ تو آپ کو جب تک ہم نے اس کو رونا کو اس context میں نہیں لیا ہے۔ کورونا کے ساتھ ہم لڑ نہیں سکتے ہیں۔ اس وقت Health crisis۔ یہ ابھی اُس سے آگے بڑھ گیا ہے۔ میں کچھ اس کے حوالے سے ایک سفارشات میری یہ ہے کہ یہی میں نے کہا کہ P.D.M.A کو responsible بنانے کی بجائے We have to come up with an other organization, institution of body. جو بلوچستان کے اندر particularly اسکے حوالے سے۔ budgeting کے حوالے سے۔ implementation کے حوالے سے۔ اسکے کنٹرول کے حوالے سے ایک responsible body ہو۔ پھر ہم اسی responsible body کو ایک دو سال کے بعد پوچھ سکیں کہ اس میں آپ سے کیا کوتاہیاں ہوئیں۔ کیا اچھائیاں ہوئیں۔ سزا بھی ہو سکے اُس پر جزا بھی ہو سکے۔ اس کے علاوہ جناب والا! C.M! جام صاحب بیٹھے ہوئے ہے۔ میں نے آج سے کوئی چھ، سات مہینے پہلے بھی جب ایک بات کی تھی۔ اچھی بات ہے ابھی

دو، چار، چھ مہینے سے کچھ ہماری P.S.D.P میں کچھ رکاوٹیں آئیں۔ ہم کچھ جو بڑے flagship پروڈیکٹس تھے ان پر implementation نہیں ہوئیں۔ particularly ہمارا ہیلتھ infrastructure بڑا depleted ہے۔ میں نے جب چھبیس یا ستائیس فروری کو جب کرونا کے حوالے سے ہم نے تحریک التواء پیش کی۔ اُس پر میں نے سارے details بھی دیئے تھے ورلڈ بینک کے حوالے سے لیکر۔ ڈبلیو بی او کے حوالے سے۔ بلوچستان کے اپنے ہیلتھ کے static reports کے مطابق ہے۔ ہمارے پاس پانچ چھ بڑے پروڈیکٹس ہیں جن پر implementation نہیں ہوئے آپ کے توسط سے C.M صاحب کی توجہ چاہتا ہوں جس میں ایک ہمارا تھا پانچ ہزار تین سو ملین P.S.D.P کا نمبر 2459 ہے۔ بلوچستان عوامی ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ پروگرام۔ جس پر عدالت نے پابندی لگائی۔ اور عدالت کا یہی ہے کہ آپ اسکے حوالے سے ہمیں کلیئر روڈ میپ دیں، پلان دیں یا ہمیں projects identify کریں تاکہ ہم اس کو allow کریں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب مشترکہ طور پر بھی یہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں اس وقت سب سے بڑا ہمارے R.H.Cs۔ ہمارے ہمارے B.H.Us۔ ہمارے ہاسپٹلز، وہ سہولیات کا، سب سے زیادہ فقدان ہے وہاں۔ ان کے infrastructure کا issue ہے۔ وہاں پر بجلی کا ایٹھ ہے۔ وہاں پر پینے کے صاف پانی کا issue ہے۔ وہاں پر اسٹاف کی کمی ہے۔ وہاں technicians کی کمی ہے۔ وہاں پر ادویات کی کمی ہے۔ اگر ہم اس کم از کم پیسوں کو بچائیں کہ اس سال میں یہ ضائع ہو جائے۔ ہم سب مل کر کم از کم یہ فیصلہ کر لیں کہ جو ڈسٹرکٹس کیلئے دس، دس کروڑ تھے constituency wise تھے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ وائز اسکو کر دیں۔ پاپولیشن وغیرہ کچھ ایک فارمولا اسکا بنا کر۔ یہ جو پیسہ ہے۔ جو آپ کا ایک فلگ شپ پروڈیکٹ تھ خرچ نہیں ہو رہا ہے۔ یہ آپ تکلیف کر کے ایمرجنسی basis پر ایک سے ڈیڑھ مہینے میں health infrastructure کو improve کرنے پر خرچ کریں۔ کیونکہ اس وقت جو issues ہیں۔ ہمارے دوستوں نے بتایا بھی کہ بی ایم سی میں کوئی جانے کیلئے تیار نہیں ہے۔ سول ہسپتال آپکا بند ہوا پڑا ہے۔ ہمارے ڈسٹرکٹس کے ہسپتال میں لوگ ڈر کے مارے جانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ چھوٹی موٹی بیماریوں کے لیے لوگ B.H.Us اور R.F.Cs کو approach کرتے ہیں۔ لیکن B.H.Us اور R.H.Cs جو ہے وہ effectively اس وقت اپنا operational نہیں ہے۔ تو یہ ایک میری رائے ہے۔ تجویز ہے کہ ہمارے پاس اور بھی ہے۔ میں ابھی وقت کی کمی کے باعث جان نہیں سکتا ہوں۔ ورنہ اگر ہیلتھ کے حوالے سے، پرائمری ہیلتھ کیئر کے حوالے سے۔ C.M صاحب اس وقت خود منسٹر ہیں ہیلتھ کے۔ سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ تین ہزار تینتیس ملین کا ہمارا اس وقت پرائمری ہیلتھ کیئر کے حوالے

سے R.H.Cs اور construction of BHU's کے ایک ہزار ملین۔ ایک روپیہ ہزار ملین میں سے اس پر خرچ نہیں ہوا۔ اس میں جو ہے سولہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر، ہسپتالوں کی strengthening تھی ایک ہزار ملین۔ وہ ابھی تک اسی طرح پڑا ہوا ہے۔ آج مجھے خاران سے پتہ نہیں ایک مہینے سے ایک ٹرانسفارمر میں اپنے ہسپتال کے خرید نہیں سکتا ہے۔ میرے جیب میں پیسے نہیں ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ جو ہے وہ ٹرانسفارمر دیتا نہیں ہے۔ اب یہ اتنی بڑی critical چیزیں ہیں۔ آپ کے پاس جب ہسپتال میں بجلی نہیں ہے تو ڈاکٹرز کا آنا بند ہو گیا ہے۔ automatically hospital shutdown ہو گئے۔ تو آپ لاگ ڈاؤن کرے نہ کریں ہمارے ہسپتال automatically shutdown پر ہے۔ because کچھ ایسی چیزیں ہیں مجبوریاں ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ interrelated ہیں۔ پھر اسی طرح آپ کا curative health care میں تین ہزار چھ سے تین ملین کا۔ یہ پیسہ آپ کا خرچ نہیں ہوا۔ آپ کے پاس ابھی محترم اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے جام صاحب کی توجہ دوبارہ۔ ہمارے پاس future میں آنے والے پانچ، دس سالوں میں ہیلتھ کا ایک بہت بڑا crisis اور آنے والا ہے آپ کے پاس۔ آپ کے پاس لورالائی میڈیکل کالج ہے۔ اُس پر دو سال سے ہمارے پاس پیسے پڑے ہوئے ہیں اور خرچ نہیں ہو پارہے ہیں۔ خضدار میں جو جھالاوان میڈیکل کالج کمپلیکس ہے۔ اسی طرح یہ ہمارے future کے assets ہیں۔ یہ اگر آپ ان پر ابھی کام بند کرتے ہیں۔ شروع نہیں ہوتے ہیں یہ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یا تو بلوچستان کے تمام لوگوں کو مجبور کریں کہ وہ لاڑکانہ جاتے ہیں یا کراچی جائیں گے یا کوئٹہ کے ہسپتالوں میں آئیں گے۔ جہاں پر یہ already بڑے saturated ہیں۔ یہاں پر already اب یہ ہسپتالیں جو ہے کارآمد نہیں ہیں۔ تو اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارا آنے والا P.S.D.P ہے۔ کورونا کے context میں۔ پوسٹ کرونا یا پوسٹ covid-19 جو ہماری development strategy ہے۔ اُس کو ہمیں inline کرنا پڑیگا کورونا کے ساتھ۔ کہ آیا اس طرح کی بیماریوں کا تدارک کیسے کر سکتے ہیں۔ یہاں پر بات ہوئی human resource کی۔ ابھی ventilator کی بار بار بات ہو رہی ہے کہ ہمارے پاس ایک ٹیکنیکل بندہ بھی نہیں ہے کہ جو ventilator کو آپریٹ کر سکے۔ یہ کس چیز کا crisis ہے؟ یہ human resource کا crisis ہے۔ یہ ہیلتھ کا crisis نہیں ہے۔ یہ human resource کا crisis ہے۔ اور آپ کے پاس جب اس طرح کا اس دفعہ جب P.S.D.P جب آئیگی۔ ایک بہت سمارٹ گورنمنٹ جو ہوتی ہے۔ گورنمنٹ جو ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ آنے والے P.S.D.P پر ایک consultative session ہونی چاہیے۔ اپوزیشن کا اور حکومتی اراکین کا۔ کہ ہمارے جن areas میں

ہمارے ہاں flaws ہے۔ gaps ہیں۔ fault lines ہیں۔ اُن کو ہم کس طریقے سے fill کریں۔ اور اپنے budgetary allocations یا اپنے بجٹ کو یا already ہمارے پاس جو resources ہیں۔ وہ اگر ہمارے ہیلتھ کے حوالے سے، ایجوکیشن کے حوالے سے، water and sanitation کے حوالے سے خرچ نہیں ہو رہے ہیں۔ کئی فضول خرچیوں میں جا رہے ہیں۔ اُنکو کس طریقے سے دوبارہ جمع کر کے اُنکو ڈائریکٹ کیا جائے ہیلتھ کی طرف۔ تو covid-19 word جو ہے۔ لوگ شاید یہ بھول رہے ہیں۔ جس طرح افریقہ میں ایڈز نے تیس سے چالیس سال تک وہاں کی تعمیر اور ترقی روک دی تھی۔ وہاں پر انسانی سائینم کا سوچ رک گیا تھا۔ وہاں پر اسکول بند ہو گئے تھے۔ افریقہ کو کیوں dark continent کہا جاتا تھا؟۔ اس لیے نہیں کہ وہاں کالے لوگ رہتے ہیں۔ اس لیے افریقہ کو dark continent کہا جاتا تھا کہ افریقہ میں چالیس سے پچاس سال تک development رک گئی۔ ڈوپلمنٹ کس چیز سے رکی؟ یہ نہیں کہ وہ نالائق لوگ تھے۔ ابھی افریقی سب سے آگے ہیں۔ اس لیے کہ وہاں ایڈز کی وجہ سے۔ پوسٹ کورونا ورلڈ جو ہے Covid-19 word جو ہے ابھی چار، چھ مہینے ہمارے بچے اسکول نہیں گئے ہیں اُنکی ذہنی صلاحیتیں کتنی محروم ہو گئیں۔ یونیورسٹیاں بند ہو گئی ہیں۔ کالج بند ہو گئی ہیں۔ آپ dark province بننے کی بجائے dark region بننے کی بجائے Let us have a dialogue. اور Let's have a dialogue. یہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے یہ جو ذمہ داری ہمیں دی ہے یہ لڑنے جھگڑنے کیلئے نہیں ہے۔ لے Let us have a consultative session. کہ جو ہمارا آنے والا P.S.D.P ہوگا۔ It is not going to be a normal session. کہ جو ہمارا آنے والا P.S.D.P. We have to understand. وہ کیا کہتا ہے invisible دشمن ہے یا ایک وباء ہے۔ اُس کا مقابلہ ہم اپنی حکمت عملی، اپنی ذہن اور فہم و فراست اور اپنی حکمت عملی اور اپنی knowledge اور اپنے پیسوں و وسائل کے ذریعے سے کیسے کر سکتے ہیں؟۔ تو لہذا covid-19 کے contents میں آپ نے اپنا سارا development framework تبدیل کرنا ہوگا۔ ایک development strategy بنانی ہوگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء صاحب! بات مختصر کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں sir آرہا ہوں، مختصر کرتا ہوں۔ ایک جو ابھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ سوشل سپورٹ پروگرام جو ہے ہمیں نے اس پر ڈیڑھ، دو سال پہلے بھی بات کی تھی کہ ساڑھے پانچ ملین، ساڑھے چھ ملین جو ہیں اس کے beneficiaries ہیں۔ اور اس میں سے بلوچستان کے beneficiaries صرف ڈیڑھ لاکھ

ہے۔ ایک لاکھ اسی ہزار ہیں۔ اُس میں کچھ بیچارے فوت ہو گئے ہیں۔ تو وہ shrink ہو کر ایک لاکھ پچاس ہزار تک آگئے ہیں۔ یہ ہم کیوں انتظار کریں کہ وفاقی حکومت ہمیں صوبے کے لوگوں کو صرف دس، پندرہ ہزار دیں۔ ٹھیک ہے سوشل سپورٹ پروگرام اپنی جگہ پر، احساس پروگرام continue کر رہا ہے۔ ہم بھی پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ ہمارے پاس بھی ٹیکنالوجی آگئی ہے۔ ہم بھی سنجیدہ لوگ ہیں۔ کیوں ناں بجائے راشن دینے کے ڈیڑھ، ڈیڑھ کروڑ اضلاع کو بھیجنے کے، دو، دو کروڑ اضلاع کو بھیجنے کے۔ میں آپکے توسط سے C.M صاحب کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں۔ Let us have a discussion and debate to develop a Social Support Programme for Balochistan۔ دوسری وقت جب وباء آئے تو آپ کا M.P.A گھی کے ڈبے اٹھا کر لوگوں کے دروازے پر مت جائیں۔ یہ بہت شرمناک مقام ہے۔ آٹے تقسیم کرنا۔ گھی بانٹنا۔ چینی بانٹنا۔ پتہ نہیں لوگ۔ This is not civilised society۔ یہ کسی بھی civilised society کے norms نہیں ہیں۔ Let us develop a social support program۔ اُس سوشل سپورٹ پروگرام میں across the board۔ چھ مہینے کے لیے سارے غریبوں کی رجسٹریشن کروائیں۔ اُنکا criteria develop کرائیں گے۔ بیواؤں کا۔ معذروں کا۔ یتیموں کا۔ زیادہ بچے والوں کا۔ کم بچے والوں کا۔ بیماروں کا۔ کینسر کے مریضوں کا۔ You have a database across the board۔ Balochistan میں سارے لوگوں کا۔ جب اس طرح کی وباء آئے۔ ثناء بلوچ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس گلی میں راشن دینا ہے۔ احمد نواز کی ضرورت نہیں ہے۔ نصر اللہ زیرے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپکے پاس سارا database ہے۔ impartially آپ اپنا بٹن دبائیں۔ کسی کو پانچ سو روپے بھیجتے ہیں۔ کسی کو ہزار روپے بھیجتے ہیں۔ کسی کو دس ہزار بھیجتے ہیں۔ اُس وقت جو بلوچستان حکومت کی استطاعت کار ہوگی اُس کے مطابق۔ یہ ہوتی ہے ایک civilize government کا سوشل سپورٹ پروگرام۔ اور مجھے امید ہے اس گورنمنٹ میں کافی پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ سنجیدہ ہم لوگ ہیں۔ پرابلم یہ ہے کیا ہے؟۔ یکجہتی نہیں ہے۔ ایک consultative process کے تحت یکجہتی کے تحت ہم اس کو آگے بڑا سکتے ہیں۔ اور ہم اپوزیشن والے آپکو کیا کہتے ہیں کہ technically اگر آپ سپورٹ چاہیں گے۔ پولیٹیکل سپورٹ چاہیں گے۔ اگر آپ اس میں ہماری moral support چاہیں گے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس صوبے کو۔ اس embarrassing situation سے ہم نے کسی صورت نکالی ہے۔ جناب والا! میں آگے آتا ہوں کہ کرونا کو چھوڑ کر ٹی ڈی دل پر۔ دیکھیں ہر چھ سات، آٹھ سال بعد بلوچستان میں crisis آتے ہیں۔ PDMA کیوں بنتے ہیں؟۔ NDMA کیوں بنتے ہیں۔ یہ جو

ہمارے ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز کیا وہ؟۔ یہ اسی لیے بنی تھی کہ انکا کام ہوتا ہے کہ یہ انتظار میں نہ رہے کہ کوئی سیلاب آگیا۔ اس کے بعد جو ہے وہ اسکو لاشیں گنیں۔ اور چار پائیاں بھیجیں۔ انکا کام ہوتا ہے یہ weather forecast آٹھ سے دس سال۔ پچاس سال تک کا چیک کریں۔ حکومت کو جا کر بتائیں کہ دس پندرہ سال بعد یہ آنا ہے۔ یہ جب وباء "دوبان" میں آیا تھا۔ یہاں پر دوسرے دن P.D.M.A کی میٹنگ ہونی چاہیے تھے۔ That the crisis is there. کسی اور کے گھر میں آگ لگی ہے۔ ہمارے گھر تک پہنچ جائیگا۔ پہنچ گیا۔ This is the strategy. یہ جو D.M.As بنتی ہیں Disaster Management (Authorities) پوری دنیا میں بنتے ہیں۔ انکا کام reaction نہیں ہوتا ہے۔ They not reactivity institution. The are proactive institutions. وہ بتاتے ہیں آپکو کہ جی دس سال پہلے ملخ (ٹڈی) آیا تھا۔ سیلاب آیا تھا۔ زلزلہ آیا تھا۔ یہ trend بلوچستان میں چلتے ہیں۔ ہم جیسے لوگ جو کبھی بھی disaster سے related نہیں تھے۔ ویک این نو۔ ہم آپکو بتائیں گے بلوچستان میں چھ سال کے بعد۔ سات سال کے بعد ایک drought کا بہت بڑا spell آنے والا ہے۔ You have to inline your development strategy, priorities, actions. تو ابھی ملخ کے حوالے سے یا ٹڈی دل کے حوالے سے یا locust کے حوالے سے، ہمارے پاس صوبے میں ابتدائی وارننگ کا سسٹم تھا ہی نہیں۔ ہے ہی نہیں۔ ہمیں بھی پتہ تھا۔ دوریلے آئے۔ تین ریلے آئے۔ کوئی کہتا ہے بادل کی طرح آئے۔ کوئی کہتا ہے برسات کی طرح آئے۔ کوئی کہتا ہے انڈے دیتا ہے۔ کوئی کہتا ہے بچے دیتا ہے۔ کوئی کہتا ہے پتہ نہیں کس رنگ کا ہے۔ کوئی کہتا ہے پتہ نہیں کس رنگ کا ہے۔ ہم لوگ اسی بحث میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بحث یہ ہونی چاہیے کہ بلوچستان کے اندر کیا یہ capacity نہیں ہے post-eighteenth amendment کے بعد۔ چار سو ساڑھے چار سو ارب روپے ہمارے پاس ہے۔ اگر کچھلی حکومتوں نے نہیں کیں۔ یہ حکومت مل کر اپوزیشن کے ساتھ انکو بنائے۔ ہم تیار ہیں، وہ کیا کہتے ہیں کہ بلوچستان میں انسٹی ٹیوشن ڈویلپمنٹ کرنے کے حوالے سے۔ plant protection department کی ڈیپارٹمنٹ بنائیں۔ اور تھے کچھ بلوچستان میں۔ اس سے پہلے بلوچستان میں اتنی کچھ چیزیں کمزور نہیں تھیں۔ یہ آٹھ، دس سال میں چیزیں تھوڑی سی اور بھی۔ حالانکہ پیسے زیادہ آگئے۔ لیکن institutional declines ہوئے۔ اس میں ہمیں یہ باور کرنا ہوگا۔ تو ہمیں یہ سمجھتا ہوں کہ early warning system اگر ہمارا ہوتا تو آج ہمارے زمیندار اتنے نقصان نہیں کرتے۔ اگر ہم آگاہی ہم پھیلاتے کہ ملخ آرہا ہے جی۔ ٹڈی دل آرہا ہے۔ Locust آرہا ہے۔ یہ یہ ادویات آپ خریدیں۔ اور اپنا اسپرے کریں۔ لوگ اپنے جیب

سے خرید کر اپنے فصلات کو بچاتے۔ یہ سسٹم ہمارے پاس نہیں تھا۔ تو پر اہم یہ ہے کہ ایک تو تکلیف آئی۔ اس وقت جو نقصانات ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں۔ دیکھیں آسٹریلیا میں بڑا اس پر کام ہوا ہے۔ بہت زیادہ کام ہوا ہے۔ زندگی رہی اگر حالات سازگار ہوئے۔ میں آپ کے لیے arrange کرواؤنگا ایک trip آسٹریلیا کا جہاں پر ہم جا کر۔ C.M صاحب بھی support اگر کرتے ہیں۔ آپ لوگ ہیں سب کچھ ہیں۔ تاکہ ہم جا کر study کریں کہ جو اس context میں انہوں نے Locust کو کیسے deal کیا ہے۔ آپ کے پاس دوسری پاس یہ ہے کہ آپ کے فصلات اور چراگاہیں تباہ ہوئیں۔ آپ نے کرونا کے حوالے سے ایک support تو تھوڑا بہت دیا۔ یا ہو سکتا ہے شاید دیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُس کی تخمینے لگانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے لائیو اسٹاک کو۔ ہمارے کریزنگ جو گراؤنڈز ہیں۔ چراگاہیں اور فصلات دونوں تباہ ہو گئے۔ اور اس کا بلوچستان میں میں نے پہلے کہا تھا تیس، بتیس ارب ہے۔ یہ ایک اسٹیٹ ہے۔ definitely ہو سکتا ہے کم بھی ہو۔ زیادہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں حکومت بلوچستان ایک کمیٹی بنائے صوبائی اسمبلی کے ممبران پر۔ وزیر زراعت صاحب اُسکو بیشک head کریں۔ ہم وہ سب کے ساتھ بیٹھیں گے تمام اصلاح سے، بہت ہی۔ اور اس کو یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اُنکو پیسے دیں۔ لیکن کم از کم آپ کو یہ آئیڈیا ہو جائیگا نقصان کی نوعیت کیا ہے۔ اور اگر ہم فیڈرل گورنمنٹ کے پاس N.F.C کے حوالے جارہے ہیں۔ تو یہ ہمارے پاس بہت strong case ہوگا۔ جب آپ کے پاس facts ہوتے ہیں۔ figures ہوتے ہیں۔ آپ کے پاس estimates ہوتے ہیں۔ آپ کو اپنے صوبے کی تکلیف اور مشکلات کا۔ تو You will have a strong case to represent in N.F.C. کہ آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تو جناب والا! اس کے علاوہ ایک جو ایجنڈا آئیٹم ہے۔ جس میں بلوچستان کی معاشرتی اور سماجی اصول۔ میں اس کو لنگ کرتا ہوں ابھی 2020ء اور 2021ء کے بجٹ کے ساتھ بھی۔ اور بلوچستان کے معاشی و معاشرتی۔ میں خود، ملک صاحب نے اور ہم لوگوں نے بڑی تفصیل سے باتیں کیں۔ challenges ہیں۔ issues ہیں۔ اپوزیشن اور گورنمنٹ کے درمیان بہت سخت تناؤ ہے۔ یہ ساری چیزوں کو کس طریقے سے ہم کم کر سکتے ہیں؟ آیا ہم یہی چاہیں گے کہ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے یا ہم ایک دوسرے کے ساتھ ایک کوئی۔۔۔ جو ہماری ساری ڈویلپمنٹ جو process ہے۔ وہ اگر رُک گیا۔ اسکی بنیادی وجہ یہ کہ یہ تناؤ برقرار رہے گا۔ development priorities جو ہیں وہ ہم مشترکہ طور پر سیٹ نہیں کریں گے۔ ایک دوسرے کو جو ہے politically اور legally support نہیں کریں گے۔ جس طرح نصر اللہ زیرے صاحب نے بڑی اچھی بات کی۔ اور میں اسی پر جو NFC آنے والا دسواں این ایف سی ایوارڈ ہے جو 12 مئی کو صدر پاکستان نے constitute کیا ہے وہ ہمارے لئے کافی مشکلات کا باعث بننے



اسلام آباد ہے۔ اُس کی تو کوئی territory نہیں ہے۔ وہ لوگوں کو کوئی اور پانی، بجلی کے سارے عوام خود دے رہے ہیں۔ صوبے دے رہے ہیں۔ تو 43 فیصد جو جاتا ہے جو 4 ہزار ارب روپے جو جاتے ہیں وہ بنیادی طور پر اسلئے جاتے ہیں کہ اُس میں سب بڑا جو ہمارا ایک مد ہے، یا جسے کہتے ہیں کہ ہمارا expenditure head ہے وہ ہمارے defence of security کا ہے۔ تیسری بات اُنہوں نے terms of condition میں CM صاحب بالخصوص آپ کے نوٹس میں آپ جائینگے نمائندگی ہوگی یا آپ کے فنانس منسٹر صاحب جائینگے۔ اُس میں ایک بات اُنہوں نے ڈالا ہے، Losses incurring to State own enterprise, SOEs. State own enterprises کے losses کو بھی وہاں شامل کریں اور اگر وہ نقصان کر رہے ہیں تو اُن کا نقصان بھی ہم غریب صوبوں سے نکالیں۔ ریلوے کتنے صوبوں میں کتنے مسافروں کو سہولت دیتا ہے، کتنے گھنٹے چلتا ہے، کتنے اُن کے ملازمین ہیں۔ Yes, it is a debatable issue. لیکن جب کل آئیگا تو کہیں گے کہ صوبے یکساں سطح پر ریلوے کے نقصانات برداشت کرنے کیلئے اپنے فنڈز سے پیسے نکالیں۔ پی آئی اے کے نقصانات کیلئے دے دیں۔ اسٹیل مل کے نقصان کے لئے دے دیں۔ State own enterprises سب نقصان میں ہیں۔ تو جتنے بھی قومی ادارے نقصان میں ہیں اس کا پیسہ ہمارے این ایف سی ایوارڈ کے شیئر سے لے جایا جائیگا۔ اور اس میں نقصان یکساں ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ حکومت والے کہیں بلکہ آپ لوگوں کا زیادہ نقصان ہوگا۔ یہ یکساں نقصان ہے اس صوبے کا کہ اگر جو کہیں گے۔ چوتھا اس میں جناب والا! اُنہوں نے شامل کیا ہے۔ development of AJK and Gilget Baltistan. وہ جناب والا! آئین کے آرٹیکل کے تحت already وہ آئین کا آرٹیکل 162 کے تحت اُس کو ڈیل کیا جاتا ہے 160 کے تحت اُس کو نہیں کیا جاتا ہے۔ ساری چیزیں فورم۔ بالخصوص ہم نے جب 2018ء میں یہ اپنا قرارداد لائے تھے ہم اُس وقت بھی حکومت کو یہ کہا تھا وہ بھی کوئی لڑائی جھگڑے والی ہماری کوئی قرارداد نہیں تھی۔ میرا 43 منٹ کا speech ہے آپ سن لیں۔ اس میں آٹھ یا دس criteria ہم نے بتائیں تھے وہ وہی تھا کہ We are ready to provide moral support to current government. کہ وہ بلوچستان کا سب سے sizeable share لیکر آئیں۔ We are ready to provide them technical support, if they want, if they need.۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب آپ مہربانی کر کے مختصر کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: sir میں ختم کر رہا ہوں۔ اب میں آخر میں جناب والا صرف یہی کہنا چاہوں گا کہ

جو ہماری وہ قرارداد ہے ہماری وہ تقاریر NFC کے حوالے سے ہوئے ہیں NFC کی جو ٹیم ہے، اُس کے سامنے پیش کی جانی چاہیے اور این ایف سی کے حوالے سے بلوچستان کا جو کیس جائیگا میں سمجھتا ہوں ایک consultative meeting اس پر ہونی چاہیے۔ حکومت کو یہ پہل کرنا چاہیے کہ تمام اراکین کو بلا کے ایک دن کی دودن کی ایک میٹنگ ہو اور بلوچستان کا stance clear ہو۔ حکومت بلوچستان کو بہت بڑا سپورٹ ملے گا۔ یہ تن تہا اپنے کندھوں پر لیکر نہ جائیں۔ اگر خدا نخواستہ اس میں کوئی کمی بیشی ہوتی ہے اس کے بعد دوبارہ بھی ہمارے درمیان جو ہیں وہ تناؤ اور کھچاؤ بڑھے گا کہ جی اس نے زیادہ لے لیا اور اس نے کم لے لیا۔ جناب اسپیکر! میں آپ کا ممنون و مشکور ہوں۔ اُمید ہے رمضان کے اس آخری عشرے میں بالخصوص آج رات کو ستائیسواں کارات ہے اور خداوند تبارک تعالیٰ بلوچستان کو پورے پاکستان کو پورے دنیا کو اس و بلاء سے بچائے۔ بدامنی کی جولہ بلوچستان میں ہیں اس میں دوبارہ خداوند تبارک تعالیٰ کمی لائیں اور بھی جو ہمارے تکلیفیں اور مشکلات ہیں اس رمضان کے برکت ختم کریں اور بلوچستان میں جو آنے والی پی پی ایس ڈی پی ہے اُس میں کم از کم حکومت اور اپوزیشن کے مابین ایک consultative process کے تحت ایک ایسی long term طویل المعیاد ہمارے ترقی کے حکمت عملی بننے اور جو آنے والے چار یا پانچ سالوں تک بلوچستان کے کم از کم ہیلتھ اور ایجوکیشن، ایمپلائمنٹ infrastructure related issues کو properly address کر سکے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ ممبر آف نیشنل اسمبلی سردار اسرار ترین کو ایوان آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی میرضیاء لاگو صاحب۔

میرضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ داخلہ و پی ڈی ایم اے): اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ دوستوں نے بہت اچھی اچھی تجاویز دی ہے لیکن جس دن تحریک کی بات کر رہے ہیں دوست۔ اُس دن کی تحریک کی ریکارڈ میں بھی آپ دیکھے نکالیں اُس دن میرے خیال میں تجاویز نہیں تھی starting میں تنقید سے start ہوئی اور آج تجاویز مل رہے ہیں۔ باقی جو ہیں یا دوستوں کے معلومات میں کمی ہے یا جان بوجھ کر share نہیں کر رہے ہیں لوگوں کے ساتھ۔ پہلے دن سے جب یہ کرونا کا و بلاء پھیلنے لگا تو تحریک سے پہلے وزیر اعلیٰ صاحب خود کچھ وزراء کے ساتھ تفتان گئے۔ سینڈک کے وہاں سے سب کچھ کو خود دیکھے، آگے اور پھر یہاں آ کر انہوں نے مجھے سیکرٹری ہیلتھ کو اور ڈی جی پی ڈی ایم اے، آراکین اسمبلی ہمارے ساتھ تھے، دینش کمار صاحب اور مبین صاحب تھے وزیر اعلیٰ صاحب کے فوکل پرسن تھے ہم سب گئے وہاں ہم نے وہی بات کرنی چاہیے جو ground realities ہو، جو ممکن ہو، دوستوں کی فرمائش یہ تھی کہ آپ لوگ جو زائرین آرہے ہیں اُن کو راتوں رات آغا خان جیسے ہسپتال بارڈر

میں بنا کے دے دیں۔ تو میرے خیال میں مملکت خداداد پاکستان میں یہ ممکن نہیں تھا۔ جناب! پہلے دن جب ایران سے یہ معاملہ ہوا تو ہمارے وزیر علی صاحب نے ذاتی دلچسپی لے لی کہ بارڈر کی بندش کے بارے میں کچھ۔ اُن کی ذاتی دلچسپی سے بارڈر بند ہو گیا۔ تو وہ کوئی ضلع مستونگ کا نہیں تھا کہ ہم کسی ضلع کو منت کرتے۔ وہ کوئی اور ملک تھا اُس ملک میں ہم نے یہی تجاویز دی کہ آپ ان کو وہاں quarantine کریں۔ پھر وہاں سے جو ہیں فضائی راستے کے ذریعے جو ہمارے ملک کے جس علاقے کے شہری ہیں وہاں اُن کو لے جائیں۔ لیکن وہاں اُن کو، اُس حکومت نے ہماری تجاویز سے اتفاق نہیں کیا۔ اور انہوں نے اُنکو بفرزون پر لانا شروع کر دیا۔ تو وہاں ہمارے شہری تھے، ہمارے لوگ تھے، ہم اُن کو ضرور اپنے ملک لاتے، چاہے وہ جس حالت میں بھی تھے۔ تو وہاں جب اُنکو لے آئے تو یہ وہاں نیا نیا پھیل چکا تھا پوری دنیا میں اس کی کٹس کی کمی تھیں۔ وینٹی لیٹرز کی کمی تھی۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہاں سے آئے ہوئے 7 ہزار لوگوں کی ہم ٹیسٹنگ کریں۔ تو وہاں جتنی اُم کی سکریننگ ہو گئی اُن کو quarantine کیا گیا۔ دوستوں کے مشورے کے مطابق ہم ہسپتال تو نہیں بنا سکے۔ جتنے بھی ہمارے دستیاب وسائل تھے، اُس میں ہم نے پہلے اُن کو ٹیسٹ دیئے۔ پھر انہوں نے کہا یہ ٹیسٹ بڑے ہیں سائیز میں، پھر ہم نے اُن کیلئے جو ایک بندے والے جو ہوتے ہیں چھوٹے، وہ لے گئے۔ تو وہ جس طرح شاید بعد میں اگر کسی کا پازیٹیو بھی آ گیا تو اُس کو ہم نے اسی طرح ٹرانسپورٹیشن کر کے اُس صوبوں کے حوالے کیا۔ صوبوں نے اُس کو ادھر quarantine کیا، ہسپتال میں کیا پھیلنے نہیں دیا اُس کو۔ آج بھی کوئٹہ میں اگر دیکھا جائے تو 94 فیصد جو ہیں وہ لوکل ٹرانسمیشن سے یہ آیا ہے یہ وہاں۔ دوسری بات دوستوں نے کی کہ ہمارے علاقوں میں مداخلت ہو رہی ہے۔ میرے خیال سے لوگ جو ہیں ہمارے دوست، عوام کی خدمت کو مداخلت کہہ رہے ہیں۔ وزیر علی صاحب نے بلا تیز کئے تمام ڈسٹرکٹس کو برابر فنڈز دیئے۔ اُس میں کسی کو یہ نہیں کہا جا رہا تھا کہ آپ جو ہیں کسی پارٹی کا کارڈ لے آئیں تو آپ کو یہ راشن دیا جائیگا۔ اُس میں ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن تھا اُس میں پارٹیوں کی نمائندگی تھی وہ سب جو ہیں میرٹ کے بنیاد پر ایڈمنسٹریشن دے رہا تھا جس کو کچھ دیہاڑی دار جو تھے جن کو ضرورت تھی۔ پھر دوستوں نے کہا کہ چائنا، نصر اللہ زیرے صاحب نے کہا کہ ”چائنا اور اٹلی جیسا لاک ڈاؤن کیوں نہیں کیا“۔ کاش آپ لوگوں نے پہلے حکومت کی، ہمارے اُس جیسے حالات بنا لیتے اٹلی اور چائنا جیسے تو ہم ضرور اُس طرح لاک ڈاؤن کر لیتے۔ تو ہمارے ملک کے اس طرح کے حالات نہیں تھے کہ مزید اُس میں ہم وہ کرتے، اس سے غربت میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ بیروزگاری میں بھی اضافہ ہو رہا تھا وہ ایک الگ ہمارے لئے موت تھی۔ تو حکومت میں بھی ایسے لوگ بیٹھے ہیں جن کے دماغ میں یہ سارے ideas تو آتے ہیں وہ تیز کرتے ہیں۔ صرف اسمبلی میں یہ تجاویز نہیں سنی جاتی۔ وہاں دن میں چار، پانچ میٹنگیں وزیر علی صاحب سے کرتے ہیں اور

اُس کے مطابق۔ ایک بات میں اور واضح کرتا جاؤ۔ اس وباء سے پہلے جب سیلاب آیا تھا اُس وقت سے پی ڈی ایم اے کا دفتر 24 گھنٹے کھلا رہتا ہے اور میں خود بھی کبھی کبھی آدھی رات کو اُدھر چکر لگاتا ہوں۔ تو میرے خیال میں دوستوں کو، بلوچستان حکومت کو یہ کریڈٹ دینا چاہیے کہ جس طریقے سے اُس نے زائرین کو وہاں received کیا quarantine کیا۔ پھر کس طرح سے transportation کر کے متعلقہ صوبوں تک پہنچایا۔ اور انہوں نے اُنکو اُدھر quarantine کیا جس کی وجہ سے یہ وباء ان زائرین سے نہیں پھیلا۔ جو میرے خیال سے باہر سے جو لوگ آئے، ایئر پورٹ وغیرہ میں اُن کی سکریننگ بھی صحیح طریقے سے نہیں ہوئیں۔ اُس پر اگر کاش ہمارے دوست ہمارے صوبے کے حق ادا کرتے اور اپنے گورنمنٹ کا اس چیز میں appreciate کرتے اور دوسرے صوبوں کو اُن کی اس کمی کا احساس دلاتے۔ تو میں پھر ایک دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب کو، اُن کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں بلکہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے دن رات ایک کر کے اس وباء سے نمٹنے کیلئے اپنی کوششوں کو اور اپنی صلاحیتوں کو بروکار لایا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میر صاحب۔ جی اچکنی صاحب۔

انجینئر زمر خان اچکنی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! پہلے تو میں طاہر شاہ

صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں As an Additional Charge, Secretary Balochistan Assembly. کا۔ ساتھ ہی میں اپنی تقریر کی جو شروعات ہے، میں مختصراً Covid-19 پر صرف اتنی بات کروں گا کیونکہ ہمارے C.M صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ڈاکٹر ربابہ صاحبہ بھی بیٹھی ہوئی ہیں۔ کچھ تفصیلی باتیں وہ خود اپنے تقریر میں C.M صاحب بتائیں گے کہ انہوں نے کیا efforts بلوچستان کے لئے کیا کیا ہے۔ میں صرف اتنا کہہ دوں کہ یہ ایک وباء جب آئی یہ صرف پاکستان یا بلوچستان پر نہیں آئی۔ میرے خیال سے اگر آپ اس کا جو، چین سے جب یہ شروع ہوا یورپ اور امریکہ سے ہوتا ہوا پھر ہمارے پاکستان میں پہنچا۔ تو لوگ اتنے پریشان ہوئے کہ ہمارے بلوچستان میں اگر اب تک 39 death cases ہوئی ہیں، تو یہ Italy اور England اور Spain میں روزانہ کی بنیاد پر 9،9 سو، ہزار، ہزار لوگ اس کا شکار ہوتے تھے۔ اور امریکا تو ابھی تک پھنسا ہوا ہے کہ وہ اس کا علاج کس طرح کریں اور کس طرح اس کو control کریں۔ لوگ گھبرا گئے ہیں۔ اور گھبرانے کی صورت میں اس کا علاج بھی بھول گیا کہ اس کا علاج بھی کرنا ہے یا اس کو کس طرح control کرنا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ پاکستان کے level پر بھی اگر آپ اس کو لے لیں تو ایک اندازے کے مطابق جو 2600، 2700 پنجاب سندھ اور پھر پختونخواہ تک آتے ہوئے۔ بلوچستان کا آپ average نکال دیں تو میرے خیال سے ابھی ہم نے اس کو

control کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ہمارے Health Department نے ہمارے جتنے بھی Stakeholders اس میں حصہ دار ہیں C.M صاحب سے لے کے ہماری جتنی بھی گورنمنٹ ہے۔ ایک بہت مثبت کردار کے ساتھ انہوں نے یہاں پر کام کیا۔ یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ میں صرف اپنی گورنمنٹ کی ایک تعریف شروع کر دوں اور اُس سے بات کرتا رہوں۔ یہ ہماری duty بنتی ہے۔ اگر ہم یہ نہ کرے پھر بھی ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایک بیماری آتی ہے وہ ہر انسان کا فرض بنتا ہے اس بلوچستان میں رہنے والے ہر فرد کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس میں حصہ ڈالیں اور اس کو control کرنے کی کوشش کریں۔ گورنمنٹ نے یہی کیا، اس میں ہماری جتنی بھی اتحادی پارٹیاں ہیں اُس میں اپنا حصہ ڈال کے روزانہ کی بنیاد پر چیف منسٹر صاحب وفاق کے ساتھ، وزیر اعظم کے ساتھ، President کے ساتھ، یہاں پر ہمارے اپنے جتنے بھی ہم اتحادی جماعتیں تھے ہم روزانہ کی بنیاد پر اسکی meetings کرتے تھے۔ اس کا حل نکالنے کی کوشش کرتے تھے کہ بھائی ہم کیا کریں؟۔ ایک ہماری جو society ہے اُس سے آپ واقف ہو کہ جس society میں ہم رہتے ہیں جہاں پر تعلیم بہت کم ہے۔ کونٹے تک کچھ تعلیم ہے آپ جائیں جو ہمارے remote areas ہیں، اُس میں تو آپ کو Corona کا کوئی وجود بھی نظر نہیں آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں Corona ہے کیا چیز؟۔ یہ تو مذاق ہے۔ اس سوسائٹی میں رہتے ہوئے ہم اس چیز کو control کرنے کی کوشش کر رہے ہیں گورنمنٹ۔ کتنے قبائلی روایات، Tribal setup ہمارا ایک مذہبی معاشرہ اس سب کو کنٹرول کرتے ہوئے ہم ان کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہم نے کرونا کے ساتھ کیا کرنا ہے۔ میں کل گیا ہوں پرسوں گیا ہوں میں فاتحہ پڑھ کے آتا ہوں۔ آپ جائیں اُس لوگوں کے ساتھ جب ہاتھ نہیں ملاتے ہو تو وہ کہتے ہیں تو پتہ نہیں کدھر سے آیا ہے امریکہ سے آیا ہو، تم اتنا ڈر پوک کیوں ہو؟ بیماری سے کیوں ڈرتے ہو؟۔ ابھی یہ اللہ کی طرف سے ایک natural disasters ہے جو آیا ہوا ہے ہمارے پاس۔ اس میں ہم نے ایک مدد کی ہم نے یہاں پر جتنے hospitals ہیں اُس نے اپنے corona isolation wards بنائیں، چمن میں بنائے، تفتان میں بنائے، مختصر میں اتنا کہہ دو اُس میں یہ آئیں گے ہم نے بہت کوشش کی اُس سے میں بھی ڈرتا ہوں میرا بیٹا اُس سے متاثر ہوا ہمارے Minister اُن سے متاثر ہوئے۔ ہمارے فرنٹ لائن پر ڈاکٹر زلڑتے ہوئے ان سے متاثر ہوئے۔ ہمارے Paramedics ہوئے ہیں ہم انکو سلام پیش کرتے ہیں اپنی زندگی کی اپنی جان کی جو بازی لگا کہ ہماری اس قوم کی خدمت کیس۔ ہم نے اُن کو ایک قسم کا خراج تحسین پیش کرنا چاہیے۔ یہ نہیں ہے یہ ہمارا صرف اپوزیشن کے لئے ہے اور treasury benches کے لئے نہیں ہے۔ یہ دبا جو ہے یہ کسی کا فرق نہیں کرتا ہے۔ یہ ہر ایک اُس انسان کو جو ہے جس سے یہ جراثیم لگتا ہے اُس کو نہیں چھوڑتا ہے۔ یہ مخصوص کسی طبقے کے لئے

نہیں آیا ہے یہ پوری انسانیت کے لئے آیا ہوا ہے۔ تو ہم کوشش کرتے ہیں ہماری حکومت نے پورا کوشش کیا ہے حقیقت میں جام صاحب میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہے اچھا نہیں لگتا ہے انہوں نے پوری ہمت کے ساتھ پوری اپنی قابلیت کے ساتھ اس حکومت نے اپنے سارے پارٹیوں نے اس پر مکمل تعاون کیا ہے کہ اس کو control کرنے کی کوشش کریں۔ second میں میں ٹڈی دل میں آتا ہوں کہ یہ ٹڈی دل جو ہے یہ ایک ایسی وباء کہہ دیں یا آفت کہہ دیں کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ یہ ٹڈی دل پہلی دفعہ بلوچستان میں 1926ء میں آیا اور پھر بعد میں 1952ء، پھر تیسری دفعہ 1996ء اور 1999ء میں آیا۔ جب پاکستان نہیں بنا تھا جس طرح ہمارے ہمارے ایک معزز اراکین نے کہا کہ پشتون اور بلوچ area میں۔ تو یہ جو ہے یہ اس وقت اس survey مطابق اس area میں یہ ٹڈی دل پیدا ہوئے تھے۔ یہ جو آپ کے desert areas ہیں، الاس میں آئے تھے۔ اُس وقت یہ خاران، چاغی، گواردر، پسنی اس area میں 1926ء کے survey کے مطابق یہ جو پڑی ہوئی ہے کہ یہاں پر ٹڈی دل آتے ہیں اور یہاں پر انڈے ڈالتے ہیں۔ ابھی جو recently مارچ 2019ء میں یہ ٹڈی دل آیا گواردر کے علاقے سے یہ داخل ہوا اور پسنی سے ہوتا ہوا یہاں بلوچستان کے جن desert اور جن علاقوں کے انہوں نے اپنے زد میں لیا اور یہاں سے یہ پنجاب چلے گئے اور پنجاب سے یہی واپس راجستھان کے desert تک گئے، انڈیا تک یہ پہنچے۔ اس دوران پھر واپس واپسی انکی شروع ہوئی۔ یہ جو ابھی آئے ہوئے ہیں واپسی اور انہوں نے یہاں انڈے ڈالے۔ اس میں یہ واپسی میں فروری میں یہاں پر آئے اور مختلف areas میں انہوں نے انڈے دئے۔ اور اس انڈے کی وجہ سے یہ بچے جو ہے 100 کے 200 کی تعداد میں انہوں نے اپنے بچے پیدا شروع کر دیئے۔ اور اس میں، mature اور immature ہوتے ہیں۔ بالغ اور نابالغ ہوتے ہیں۔ ہمارے department کے پاس یہ پوری تفصیل پڑی ہوئی ہے۔ اور اس دوران میں ایک بات آپ لوگوں کو بتاؤں کہ یہ جو ٹڈی دل ہے یہ National issues ہیں۔ اور وہ survey کرتے ہیں پوری ضلعوں کے، پورے علاقے کے اور اُس کے ساتھ یہ پھر اُس کو شامل کرتے ہیں کہ کہاں پر زیادہ ہے۔ یہ provincial subject نہیں ہے۔ یہ federal subject ہے۔ اور پھر ہم اُن سے نمٹتے ہیں۔ اس ہم نے آپ کو جب، یہ آئے۔ اس پر جو انہوں نے حملے شروع کر دیے جو مختلف، جس طرح ضلع تھے یہ جو ہمارے گیارہ ضلع تھے۔ اُنکو بتائے کہ اس 11 ضلعوں میں جو یہاں پر ڈیرہ بگٹی، سوئی، اور اس طرف آتے ہوئے خاران، سبی، چاغی، گواردر اور یہ جو پسنی اور یہ جو مختلف areas ہیں یہاں پر یہ شروع ہے۔ تو اس کے ساتھ ہماری جو ایک stakeholders ہے NDMA ہے PDMA ہے Agriculture ہے، اس میں ابھی ایک نیا department ہے NCC بنا ہوا

ہے۔ National Locust Center کی بنیاد پر فیڈرل میں، آج بھی انکی میٹنگ تھی میں ابھی وہیں سے آیا ہوں۔ ہمارے محدود وسائل میں رہتے ہوئے ہمارے حکومت نے اس پر بہت کام کیا۔ جناب ثناء صاحب! اس میں میں اگر کو آپ کو بتا دوں، اس میں پہلے stage اور دوسرے stage پر جو ہمارے ابھی یہ شروع ہوا، ہم نے فیڈرل حکومت سے اپنا demand کیا کہ ہمیں ان کے لیے آپ spray دے دیں۔ جو ہر جو مخصوص زہر ہوتا ہے۔ جو خاص کر میدانوں میں اسپرے کیا جاتا ہے جن کے انڈے ہوتے ہیں جو وہاں پر پلتے ہیں۔ دوسرا سپرے آتا ہے جو Crops پر ہوتے ہیں جو crops کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے۔ اُس کے لئے بھی ابھی تک ہمارے پاس پہنچا نہیں ہے۔ ہم نے یہاں تک کہا کہ انہوں نے ہمیں چائنا نے اس میں ہمارے ساتھ cooperation کی۔ جناب اسپیکر صاحب! 12 انہوں نے Bomb Spray مشینیں دی ہمیں، جو اُس کے ساتھ ہمیں 40,50 ہزار ہمیں جو pesticide زہر تھا وہ دیا۔ ہم نے ہر ڈسٹرکٹ کو بھیجا ہے، 27 ڈسٹرکٹ ہمیں ان سے متاثر ہیں۔ اُس میں خاص کر یہ جو 11 ڈسٹرکٹ وہ زیادہ ڈسٹرکٹ ہیں وہ بہت زیادہ متاثر ہیں۔ اس میں نے کم از کم جو ایل spray ہے آپ نے کہا ہے اس میں ہم فضائی سپرے فوج کی مدد سے Helicopter کے ذریعے کیا، لیکن ہم وہ اُس جگہ پر کر سکتے ہیں، جہاں پر crops نہ ہو۔ جہاں پر ایک آبادی موجود نہ ہو۔ کیونکہ یہ خطرناک ہوتا ہے۔ ہم ہر جگہ Helicopter کے ذریعے سپرے نہیں کر سکتے ہیں۔ تو اُس میں 5,6 جو ہے ڈیرہ گٹی خاص کر جس میں زیادہ تھا اُس کو ہم نے control کیا ایک حد تک۔ ہم نے سب میں کیا ہم نے بختیار آباد میں کیا، ہم نے فلاناں، فلاناں جو 4,5 اور ڈسٹرکٹ ہیں اُس میں نام لکھیں ہے کو بلو ہے ان سب میں ہم نے سپرے کر دیئے۔ ابھی یہ اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ آپ کے کوئٹہ کے اس دامن میں گیا تھا یہ جو پہاڑ کا دامن ہے یا جو نواں کلی سے آگے ادھر بھی ہم کو swarm انکا پورا ملا، یہاں پر انہوں نے انڈے والے ابھی اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے، یہ اتنا خطرناک کہ ٹھیک ہے ہم Covid-19 سے تو ہم متاثر ہوئے کہ انسان کو لگتا ہے اور انسان واحد مر جاتا ہے لیکن locus اتنا خطرناک ہے کہ آپ کے crops کو اگر آپ اس کو damage کریں گے تو پورا ہمارا food ختم ہو جائیگا۔ ہمارا رہنا، جینا، مرنا وہ ختم ہو جائے گا ہم بچوں کو کیا کھلائیں گے؟ اس میں ہماری government نے مکمل focus کی ہوئی ہے۔ اس ہم نے یہاں تک کیا ہے کہ ہمارے Department کا ہمارا ایک Whatsapp group ہم نے ہر ایک Deputy Director ہے پورے زمینداروں کا District Level پر register کر کے پوری اُن کو اطلاع دیتے ہیں۔ ہمیں اطلاع دیتے ہیں اور اُس کے مطابق ہم وہاں پر پہنچتے ہیں ہمارے staff جس میں فوج کا ایک نمائندہ ہوتا ہے جس میں Plants Protection

Department ہے اُس کا ایک نمائندہ ہوتا ہے وہ تو ابھی تک مکمل نہیں ہے ہمارے Department کے چار سے پانچ ممبر اُس میں، یہ چھ ممبروں پر ایک team مشتمل ہے جو ہر ضلع میں ہم نے بنائی ہے۔ 166 ٹیمیں بنی ہوئی ہے اس کی۔ اور ہر ضلع میں وہ پہنچتا ہے، اور دوسرا ہم نے ایک جو ہمارے Punjab-App ہم نے جو پنجاب گورنمنٹ سے PDMA نے بنایا ہوا ہے اُس سے ہم نے اُس سے ہم کو access ملا ہوا ہے اُس میں ہمیں پوری location بھی بتاتے ہیں، ہمیں پورا تفصیل بتاتے ہیں کہ اب لو کس کہا سے آرہے ہو اور کہاں پر حملہ کر رہا ہے اور کس صورت میں اور کتنے اور کتنے swarm ہیں۔ اُس حوالے سے بھی ہم اپنے وہ جو ہے وہ survey کر رہے ہیں۔ لیکن ہمیں ابھی بھی ہم نے کہا کہ ہم نے اپنی صوبائی حکومت سے بھی اپنے ہم نے کہا کہ ہمیں اس پر جو ہے ہمیں funds دیا جائیں۔ ہمیں C.M صاحب کی طرف سے 10 کروڑ روپے کا release ملا ہے، کوئی 20 اور بھی چاہیے۔ یہ stage one ہے اور stage two بھی آنے والا ہے، یہ stage two Sorry اس میں جولائی، اگست، ستمبر تک، اکتوبر تک یہ چلے گا اور یہ بہت خطرناک ہے اس میں یہ نہیں کہ صرف ہم ہیں۔ ہم نے پنجاب اور سندھ حکومت سے کہا کہ آپ بھائی resources یہاں پر خرچ کر لیں۔ بجائے یہ کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان سے یہ ملے آرہے ہیں تو آپ آجائیں ہمارے ساتھ مل کر ادھر ہی اس کو ختم کر لیں تو آپ بلوچستان، پنجاب اور سندھ بچ جائیں گے۔ آج بھی ہم نے یہ request کی کہ بھائی ہمیں مرکز سے دیا جائے، جہاں پر ہوائی اسپرے نہیں کر سکتے ہیں وہاں پر ہمیں گاڑیاں دی جائے، ہم گاڑیوں کے ذریعے ادھر پہنچ جائیں کیونکہ گاڑیاں جو ہے desert میں ہے اور اُس area میں ہے جہاں پر عام motorcycle ہے عام چیزیں نہیں جاتیں ہیں وہاں پر یہی اسپیکر صاحب! ہم نے گزارش کی ہمیں وہ گاڑیاں دی جائے جہاں ہم وہاں پر اسپرے کر سکے۔ تو یہ جو ہے ہم نے مکمل ہماری گورنمنٹ بھی اس پر مکمل جام صاحب کی قیادت میں ہم نے اس میں مختلف 10 سے 15, 20 میٹنگیں کی اور اس کا حل نکالنے کیلئے ہم نے وفاق سے رابطہ کیا ہے اور وفاق سے یہی ہماری گزارش ہے کہ بلوچستان اتنا وسیع اور اتنا لمبا ہے ایک ایسا صوبہ ہے کہ اُس کو ہم خود control نہیں کر سکتے۔ آپ ہمارے ساتھ مل کر اس کو کریں۔ آپ کے میں اسکو میں appreciate کرتا ہوں یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ انہوں نے جو efforts ہمارے ساتھ جو ڈیپارٹمنٹ میں، اُس میں فوج نے F.C نے، NDMA نے اور ہمارے جو PDMA ہے ہماری جو agriculture department ہے اس کو جو انہوں نے efforts دیکھا اس کو ہوا اور اس کو یہ جو Natural Disaster آیا ہوا ہے اس میں جو کردار ادا کیا ہے اُس میں ان کو appreciate کر سکتا ہوں اور ہم نے ہمیشہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ مکمل طور پر اس پر لگی ہوئی ہے۔ اس پر یہ ہے کہ

ابھی ہمارے جو پشتون اضلاع ہے اُس میں پشین سب میں top ہے۔ یہ ایک خطرناک قسم کا swarm وہاں پر ملخ وہ آنے شروع ہو گئے بلکہ آئے ہوئے ہیں۔ اُس کے ساتھ قلعہ عبداللہ ہے، لورالائی ہے، اُس کے ساتھ قلعہ سیف اللہ ہے، اُس پر بھی ہم نے Federal سے گزارش کی ہے کہ ہماری اس ضلعوں کو بھی اس خطرناک جو ضلع ہیں اُس میں شامل کیا جائے، ہم نے اُس میں یہ کام شروع ہے اور انشاء اللہ وہ بھی ہمیں اس پر وہ سب کچھ دے دیں گے۔ دوسری بات یہ کہ ہم یہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ جو ٹڈی دل کے حوالے سے مکمل طور پر زمیندار بھی ہمارے ساتھ cooperate کر رہے ہیں اور Cooperation کر رہے ہیں۔ اور تیسری آخری میں ایک بات کہہ دوں کے آپ کے، لاگو صاحب کہہ رہے ہیں کہ مختصر کر لیں، آپ لوگ دو، دو گھنٹے تین تین گھنٹے لگے رہے۔ میں صرف یہ کہہ دوں کہ یہ جو کہتے ہیں کہ ہمارے areas میں ہمارے جو علاقوں میں مداخلت ہو رہی ہے، دیکھوں یہ میری بھی یہ تیسری دفعہ ہے ہم یہاں پر seat جیت کے آئے ہوئے ہیں اور یہاں پر election بھی کر رہے ہیں اور یہاں پر PSDP بھی بن رہی ہے خرچ بھی ہو رہے ہیں۔ میں تو ایک آزادانہ آپ سب لوگوں کو دعوت دوں گا کہ آئیں میرے علاقے میں کوئی مداخلت کریں کوئی funds خرچ کریں کوئی اسکول بنا کے دے دیں کوئی Hospital بنا کر دے دیں، بھائی میں تو welcome کہوں گا سب کو، کہ کوئی آئے خرچ کریں، بھائی ہم نے یہاں پر آپ PSDP کو دیکھیں لیں ہم ہمیشہ یہی کہتے ہیں کب تک ہم کہتے رہے ہیں گے؟ ثناء صاحب آپ کو میں Challenge کرتا ہوں آپکا opposition Leader بیٹھا ہوا ہے آپ یہ پانچ سال پچھلے اٹھالیں اور اس سال کا اٹھالے کہ کتنا PSDP خرچ ہوا ہے اور کہا پر ہوا ہے۔ آپ کے لئے Hospitals بنے ہیں آپ کے لئے Schools بنیں ہیں آپ کے لئے Colleges بنے ہیں کوئی جام صاحب نے یا زمرک نے یا اصغر خان نے اپنے لئے ہم نے کوئی form house نہیں بنائیں ہیں بھائی ہم نے کوئی عیاشی نے اڈہ خدانہ خاستہ نہیں بنائیں ہیں اپنے لئے ہم نے تو وہ roads بنائیں ہیں وہ آپ کو صاف پانی دیا ہے، ہم نے Peace and Justice پر کام کیا ہے، ہم نے عوام کو امن و امان دیا ہوا ہے، ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے کہ میرے ذات کیلئے، آپ لوگوں کو تو خوش ہونا چاہیے آپ کہ آپ کے علاقے میں گورنمنٹ پیسے خرچ کر رہے ہیں اور پھر یہ کون سے آئین کے تحت آپ کہتے ہو؟۔ کس آئین میں یہ ہے کہ یہ MNA ہے اور MPA ہے اور Senators کا fund ہے؟ کوئی تو ہمیں، آئین کا کوئی فقرہ کوئی ایسا article بتا دیں کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ MPA سے پوچھ کے آپ نے MNA سے پوچھ کے کام کرنا ہے۔ یہ گورنمنٹ کی priority میں آتی ہے وہ دیکھتے ہیں کہ کس علاقے میں کس چیز کی ضرورت ہے۔ وہاں پر Hospital کی ضرورت ہے تو Hospital بنائیں گا وہاں ہر roads کی ضرورت

ہے تو road بنایگا، یہ بھی ایک provincial ہماری اسکیمات ہوتی ہیں، جس میں جام صاحب کی قیادت میں ہم سب بیٹھتے ہیں دیکھتے ہیں کہ ہم نے کدھر کدھر کیا کیا کام کرنا ہیں، تو اس حساب سے اپنے، ہم نے ساتھ دینا ہے، ہاں کوئی ایسا غیر اخلاقی، غیر آئینی، غیر قانونی کام ہو رہا ہے بالکل آپ کا حق بنتا ہے۔ آپ ہمیں تجاویز دے دیں لیکن آج آپ کی جو آج کی speeches ہے حقیقت میں appreciate کرتا ہوں آج آپ لوگوں نے بہت اچھے طریقے سے ہمیں تجاویز بھی دیں حکومت کو اپنے بہت اچھے اپنی تقدیر بھی کی۔ اور اس کے لحاظ سے ہم ان کو note کیا ہوا ہمارے یہاں پر بیٹھے ہوئے سارے دوست انشاء اللہ next کو PSDP بنے گی Covid-19 کے حوالے سے، Locust کے حوالے سے جو ایک Emergency اس ملک کو درپیش ہے اُس پر ہم کام کر کے اُس کو control کرنے کوشش کریں گے۔ یہ ہمارا کام ہوگا اور یہ ہمارے Top Priority پر ہوگی۔ اور انشاء اللہ آپ سے پوچھ کے آپ کے بغیر ہم کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے جس سے اپوزیشن کو ہم مایوس کریں گے۔ لیکن آپ یہ کریں کہ ایک دن آپ meeting attend کرنے کے بعد پھر الزامات لگاتے ہیں کہ آپ نہیں آتے۔ آپ نے خود انکا کیا تھا میرے knowledge میں جو ہے کہ جام صاحب نے آپ کو بلایا تھا کہ آؤ ہم اس پر بیٹھتے ہیں Covid-19 پر۔ آپ لوگوں نے انکار کیا تھا کہ ہم نہیں آتے ہیں، میرے knowledge میں جو ہے شاید میں اس میں غلط بھی ہو سکتا ہوں لیکن آپ بھی ہمارے ساتھ اس طرح cooperation کریں انشاء اللہ ہم آپ کو welcome کریں اور اس پر ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اس صوبے کو چلانے کی کوشش کریں گے چاہے وہ PSDP ہو چاہے وہ Law and Order ہو چاہے پانی ہو چاہے ہسپتال ہو چاہے کوئی چیز ہو انشاء اللہ آئندہ آنے والا PSDP میں ہم آپ کو مشاورت کے ساتھ جام صاحب سے کہیں گے کہ آپ کے تجاویز جو کوئی ایسی تجاویز ہو جو بلوچستان کے عوام کے فائدہ کی اُس پر کام کریں گے۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ زمرک خان۔ جی۔ Mr. Danesh۔

جناب دیش کمار: سب سے پہلے ہمارے جو front line soldiers ہیں، جو ہمارے ڈاکٹرز ہیں، جو ہمارے پیرامیڈکس ہیں، جو نرسز ہیں اور جو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین ہیں، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے آفیسران ہیں۔ جو بھی انہوں نے خدمات سرانجام دیے ہیں اس کے لیے میں دل کی گہرائیوں سے انکا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ اور انہیں داد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس مشکل وقت میں جس طرح سے گورنمنٹ آف بلوچستان کے ساتھ ملکر اور جس انداز سے ڈاکٹروں نے، پیرامیڈکس نے یہ کام سرانجام دیا وہ قابل تعریف ہے۔ جناب اسپیکر! اس موقع پر اگر

میں داد نہ دوں ہمارے finance department کو، ہمارے P&D department کو، ہمارے PDMA کو، ہمارے CM آفس سیکریٹریٹ کو، ہمارے CS سیکریٹریٹ کو تو وہ بے جا نہ ہوگا۔ کہ انہوں نے CM صاحب کے vision کو لیتے ہوئے چوبیس چوبیس گھنٹے بلوچستان کے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اپنی ڈیوٹی سر انجام دیئے۔ اور اس خطرناک ترین حالت میں، میں داد دیتا ہوں میں خود اس چیز کا گواہ ہوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ راتوں کو بھی بیٹھ کر بیچارے پورے بلوچستان کے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے جو بھی ہو سکتا ہے یہ کر رہے ہیں۔ اور ہمارے کتنے آفیسران اس وبا سے متاثر ہوئے ہیں۔ اپوزیشن کو بھی چاہیے کہ ان کو داد دیں کہ انہوں نے بلوچستان کے عوام کے لیے یہ خدمت سر انجام دیئے۔ میں جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے مجھے خوشی ہے اپنے لیڈر پر نواب جام کمال خان پر کہ ان جیسا visionary leader پورے پاکستان میں نہیں ہے جو انہوں نے COVID-19 کے ساتھ جو جس طرح سے یہ نبرد آزما ہیں اور اپنی نیندیں حرام کر کے جو انہوں نے جو بلوچستان کے عوام کے لیے خدمات سر انجام دیئے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ میں جناب والا! آپ کو بتا دوں کہ جو لاک ڈاؤن کی پالیسی ہوئی تو ہمارے نواب جام کمال خان کے ویژن سے پورے ملک میں وہی نافذ ہوئی۔ ہم نے بلوچستان میں پہلے نافذ کی ہمارے پالیسی پورے سب صوبوں نے بشمول گلگت بلتستان اور کشمیر نے لی۔ اس کے لیے میں اپنے لیڈر کو داد دیتا ہوں۔ جناب والا! ہمارے لیڈر، ہمارے قائد کی قائدانا صلاحیتیں ہیں جس کی ملکی طور پر اور بین الاقوامی طور پر اعزاز کیا گیا ہے انکو ہمیشہ پذیرائی ملی ہے۔ میں کہتا ہوں آپ بھی آپ بھی آئیں خدا را جو اچھے کام ہوں ان کو آپ دیں۔ آپ دیکھیں ہمارے لیڈر نے اپنی نیندیں حرام کیں ہیں ان کے لیے بھی تعریف کیے۔ مجھے افسوس کی بات ہے زیرے صاحب کی کہ اس معزز پلیٹ فارم پر غلط بیانی کی کہ جب COVID-19 یہاں پر و بآء پھیلی ہوئی ہے اور سی ایم صاحب جھل مگسی چیپ ریلی میں گئے ہوئے ہیں۔ تو وہ بیٹھے نہیں ہیں تو میں ان کو بتا دوں کہ چیپ ریلی دسمبر 2019 میں ہوئی تھی۔ اس وقت یہ و بآء تھی ہی نہیں۔ اس طرح کے غلط الزامات اگر اس پلیٹ فارم سے ہوں گے تو مجھے بہت سخت افسوس ہے۔ بہت بہت شکریہ میں نے بہت زیادہ time نہیں لوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی اکبر مینگل صاحب! مختصر کر کے بات کریں۔

میر محمد اکبر مینگل: بہت مہربانی جناب اسپیکر صاحب۔ خاص کر COVID-19 اور کورونا وائرس پر ساتھیوں نے بڑی تفصیل سے باتیں کیں۔ کوشش کروں گا کہ اس کو مختصر کروں۔ دوسری جانب سے خاص کر treasury bench کی جانب سے آج یہ آواز اٹھ رہی تھی کہ ہمیں بھی کریڈٹ دے دیں۔ اگر آپ کو کوئی کریڈٹ جاتا ہے تو اس ملک میں پورے ملک میں کورونا وائرس کو پھیلانے کا کریڈٹ جاتا ہے۔ کیوں کہ تفتان گیٹ وے تھا۔ یہاں پر

آپ اس کو روک سکتے تھے۔ وہاں یہ قرنطینہ قائم کر سکتے تھے۔ وہاں پر Hygenic بنیادوں پہ قرنطینہ قائم ہوتی لوگ اپنا مدت پورا کرتے۔ جو پازٹیو ہوتے ان کو علاج کے لیے ملک کے مختلف علاقوں پہ بھیجا جاتا۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے وہاں پر غیر صحت مندانہ ماحول پیدا کیا۔ وہاں پر پینے کا پانی بھی میسر نہیں تھا لوگوں کو۔ کچھڑ تھا اور جو بیمار نہیں بھی تھے وہ بیمار ہو گئے۔ جس کی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں یہ لوگ پاکستان کے کونے کونے میں گلی، گلی میں پنجاب، سندھ، سرحد پختونخواہ میں پہنچ گئے۔ اور یہ کورونا وائرس پورے ملک میں پھیلایا۔ اس کا کریڈٹ کم از کم میں آپ کو ضرور دوں گا۔ جناب اسپیکر! اس وقت فرنٹ لائن پہ ہمارے ڈاکٹر حضرات ہیں پہلے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ میرے ساتھیوں نے کہا کہ دشمن سے جب مقابلہ ہوتا ہے آپ اپنے فورسز کو بھیجتے ہیں بارڈر پر تو ان کو اسلحہ دے کے بھیجتے ہیں۔ لیکن ہم نے ان ڈاکٹروں کو غیر مسلح کر کے جو kits تھے، gloves تھے، masks تھے، یونیفارم تھے کچھ نہ دے کے ان کو بھیجا۔ اور اس کا نتیجہ وہی ہوا سب کے سب کورونا وائرس کا شکار ہو گئے۔ اس کا کریڈٹ اگر آپ لینا چاہیں تو میں ضرور دینا چاہوں گا۔ جناب اسپیکر! پورے صوبے میں یہاں سینکڑوں کی تعداد میں کورونا وائرس کے مریض ہیں۔ جب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے وینٹی لیٹرز کتنے ہیں؟۔ تو آپ سر جھکا کے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چھ دانے ہیں۔ کیا یہ کوئی صوبہ ہے؟۔ آپ کا اتنا بڑا سرمایہ؟۔ آپ کے کمیشن، آپ کے کرپشن یہ کہاں جا رہے ہیں؟۔ آپ کی صرف جو نظر ہے وہاں پہ ہے کہ جہاں پہ drug مافیہ جو ہے کہیں drugs بھی بیچ رہے ہوتے ہیں کیوں کہ اس طرح محفوظ راستوں سے پہنچے۔ کیا کچھ دن پہلے اسسٹنٹ کمشنر ایک خواتین جس نے PCS اور CSS کر کے سنبھالا تھا administration کو اور اسکی کارکردگی پورے بلوچستان میں سب سے زیادہ تھی عائشہ زہری۔ جب اس نے ایک چھاپے کے دوران drugs مافیہ کو پکڑا تو اس کے نتیجے میں پورا صوبائی حکومت اس کو ملامت کرتا رہا۔ اور آج اس کو investigation کے لیے بلایا جاتا ہے۔ اسکا مطلب ہے ہمارا کاروبار کچھ اور ہے، ہم کچھ اور کر رہے ہیں۔ ہم کورونا کو نہیں روک رہے ہیں۔ ہم کسی اور چیزوں کو یہاں سے سپلائی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر آپ چاہیں کہ اسکا کریڈٹ میں آپ کو دوں تو یقیناً آپ اگر لینا چاہیں تو یہ کریڈٹ بھی آپ کو جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! اس وقت خاص کر ہمارے صحافی حضرات frontline پر لڑ رہے ہیں۔ اور بڑی تعداد ہمارے سینئر صحافی حضرات اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہم نے کیا کیا؟ بیس بیس ہزار کا اعلان کیا۔ یہ بیس ہزار ان صحافی حضرات کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے۔ آج پنجاب میں ان کی تعداد کہیں زیادہ ہیں۔ لیکن وہ اپنے صحافی حضرات کے لیے کم از کم ایک ایک لاکھ روپے کا اعلان کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے تھا کم از کم ہم اپنے چند صحافی حضرات کے لیے دو، دو لاکھ کا اعلان کرتے۔ لیکن بیس ہزار ان کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے۔

جناب اسپیکر! جیسے زمرک صاحب نے کہا کہ آپ کون ہوتے ہیں ایم پی اے کون ہوتا ہے۔ آپ ہم سے پوچھتے ہیں ہوتے ہیں قیاتی کاموں کے بارے میں؟۔ جناب اسپیکر! میرا حق یہ پہنچتا ہے میرے علاقے میں جھالاوان میڈیکل کمپلیکس ہے۔ آپ کا بھیجا ہوا نمائندے اور ایک ٹیم وہاں پر آیا اور اس نے کہا کہ ”اس کوشٹ کیا جائے“۔ یہ قبائلی علاقہ یہاں لوگ اپنی بچیوں کو تعلیم کے لیے دوسرے شہر نہیں چھوڑتے ہیں۔ یہ قبائلی علاقہ یہاں پہ لوگ اپنے لڑکیوں کو Co-education کی طرف نہیں بھیجتے ہیں۔ یہ ایک ایسا ادارہ کامیاب ادارہ جس کو Higher Education نے بھی appreciate کیا۔ اس نے منظور کیا اس کو اور باقاعدہ اس کے فنڈز بھی release ہو رہے ہیں۔ گورنر صاحب! آٹھویں ترمیم کے بعد تمام اختیارات یونیورسٹیز کے جو وزیر اعلیٰ کو جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں ابھی تک اختیارات گورنر کے پاس ہیں۔ پچھلے دفعہ جب خضدار آیا تو میں اس کے ساتھ تھا۔ ہم نے جھالاوان میڈیکل کمپلیکس کا دورہ کیا۔ اس نے وہاں کے بچیوں کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں آپ کے ادارے کے لیے کچھ کر کے جاؤں گا۔ لیکن provincial government نے CM کے approval کے ساتھ باقاعدہ ایک notification دیا ہے کہ اس کو جو ہے transfer کیا جائے۔ جناب اسپیکر! تقریباً بلوچستان کا دوسرا تیسرا بڑا شہر اور اسکی اتنی بڑی آبادی اور آدھی آبادی کے لیے وہ ایک ادارہ۔ اس کو بھی آپ ختم کرنے جارہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس سلسلے میں کم از کم خضدار کے تمام لوگ، سماجی تنظیمیں، سیاسی پارٹیاں ہم سب ایک page پر ہیں۔ اور کم از کم اس کے لیے کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہیں اگر اس کو shift کیا گیا۔ جناب اسپیکر! NFC award۔ جناب اسپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب، وزیر اعلیٰ ہیں تقریباً ڈیڑھ کروڑ آبادی کے۔ لیکن ہمارے اس ڈیڑھ کروڑ آبادی میں اس کو کوئی بھی ایک لائق financial expert نظر نہیں آیا۔ اس نے دوسرے صوبے سے چناؤ کیا۔ اور چناؤ بھی اس کا کیا جو media expert ہے۔ یہ اسی طرح ہے کسی ڈاکٹر کو آپ بولیں کہ آپ engineer کا کام کریں۔ کسی engineer کو آپ اٹھا کر کہیں کہ آپ ڈاکٹر کا کام کریں۔ ہمیں صرف Whatsapp پر، social media پر اور media کو اولیں ترجیح نہیں دینا چاہیے۔ ہر چیز پہ اس کو فوقیت نہیں دینی چاہیے۔ ہمارے بھی بہت سے ہمارے لوگ ہیں جو financial experts ہیں۔ وہ جاوید جبار سے زیادہ اس کام کو کر سکتے ہیں، سنبھال سکتے ہیں۔ لہذا ہم مذمت کرتے ہیں جاوید جبار کی تعیناتی کو اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے اور بااعتماد طریقے سے بلوچستان کے اپنے لوگوں پہ ایک selection کی جائے، expert کی selection کی جائے۔ جناب اسپیکر! مقامی رسالے اور اخبارات جو بلوچی، براہوی اور پشتو میں نکلتے ہیں۔ ابھی خاص کر سرکاری سطح پر ان کے اشتہارات ہیں انکی بندش کیا گیا ہے۔ میں پرزور مذمت کرتا ہوں ان

کی۔ گورنمنٹ کو چاہیے تھا کہ ان کا حوصلہ افزائی کرتا، ان کے لیے جو اشتہارات کی releases ہیں وہ جاری کرتا۔ لیکن تعصبانہ رویے کی وجہ سے آج بلوچستان کے مقامی رسائل کو بڑی مصیبت کا سامنا ہے اور خاص کر financial۔ تو جتنے بھی اشتہارات کی جو بندش ہے کم از کم اور یہ اعتراض لگایا جاتا ہے کہ ABC سے register نہیں ہیں۔ یہ سارے جو registration کے لیے انہوں نے apply کیا ہوا ہے اور وہاں پہ ان کے applications رکھے ہوئے ہیں۔ لہذا کم از کم صوبائی حکومت مقامی زبانوں کے جو رسالے ہیں، اخبارات ہیں ان کی ترویج و ترسیل کے لیے باقاعدہ funds release کریں۔ جناب اسپیکر! چونکہ time بہت کم ہے انہیں الفاظ کے ساتھ، بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اکبر میڈیکل صاحب۔ جی ڈاکٹر صاحبہ!

محترمہ ڈاکٹر بابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رَبِّ شَرِّحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي۔ وَاحْلِلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي۔ يَفْقَهُوا قَوْلِي۔ صَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا۔ اَمَّا بعد۔ شکریہ جناب اسپیکر! آج کا سیشن شروع ہوا تھا Covid کے حوالے سے پہلا ایجنڈا پوائنٹ تھا۔ تو میں توقع کر رہی تھی کہ فاتحہ خوانی اور دعا کے لیے کہا جائے گا تو اس وقت جو بلوچستان کی عام عوام جو کورونا سے متاثر ہیں، یا وہ عوام جو فوت ہوئے ہیں کورونا کی وجہ سے، اُن کے لیے بھی فاتحہ کی جائے گی۔ اور دعائے صحت کی جائے گی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے ہم ان کے مسائل کے بارے میں سوچنے میں preoccupied تھے کہ ایک جو اُن کا حق تھا ہمارے اوپر بحیثیت مسلمان ہونے کے، وہ شاید ہم ادا کرنا بھول گئے۔ اگر آپ، خصوصی آپ سے request ہے اگر آپ اس وقت اُن کے لیے دعا کرادیں پہلے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ضرور کرادیں گے دعا۔ ملک سکندر ایڈوکیٹ صاحب! یہ جو لوگ کورونا و باء کی مرض سے شہید ہوئے ہیں۔ جی جتنے بھی پورے ملک میں اس و باء سے شہید ہوئے ہیں اُن کے حق میں دعا کریں۔ (اس مرحلے میں مرحومین کے لئے دعائے مغفرت اور بیماروں کے لئے دعائے صحت کی گئی)۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت: شکریہ جناب اسپیکر۔ کورونا کے حوالے سے بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری جو سارے points یہاں پر raise کیے گئے ہیں میں تھوڑا سا اُن کے بارے میں آپ کے ساتھ معلومات share کروں گی۔ تفتان بارڈر کو بہت زیادہ میرے خیال میں ہم politicise کرتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ وہاں پہ مسائل کتنے تھے۔ ایک ایمر جنسی کی situation میں ایک ایسی جگہ پہ جہاں پہر بارڈر پہ آپ کے پاس اچانک اتنا زیادہ influx ہو گیا لوگوں کا۔ اور آپ کو ان کو لینا بھی ہے اور ایسی جگہ ہے جہاں پہ کوئی سہولت میسر

on site نہیں ہی نہیں۔ سوائے ایک P.H.U کے۔ ہم شاید یہ توقع کرتے ہیں یہاں بیٹھے بیٹھے کہ وہاں جو on ground چیزیں ہیں وہاں یہ شاید اچانک راتوں رات کو جس طرح ہمارے منسٹر صاحب نے کہا کہ ایک بہت بڑا ہم کوئی tertiary care hospital بنالیں گے یا وہاں پ r کوئی ایسا system overnight develop ہو جائیگا کہ وہ automatically سارے جو چیزیں ہیں وہ ایک smoothly طریقے سے ہوں گی۔ تھوڑا سا h ہمیں idealistic ہونے کے علاوہ ذرا realistic ہو کے اگر ہم سوچیں کہ وہاں پر کیا سہولیات اس وقت موجود تھیں۔ گورنمنٹ نے کتنی ایمر جنسی situation میں وہاں کی situation کو handle کیا۔ تو میرا خیال ہے تھوڑا سا ہمیں خود اپنے سوچ پر بھی ذرا اعتراض ہوگا کہ ہم یہ کیا سوچ رہے ہیں کہ یہ practical چیز ہے یا نہیں ہے۔ Taftan is the only place in the whole of our country۔ جس نے اتنا بڑا pressure سہا ہے۔ کہ جو اتنے سارے آپ کے زائرین آرہے تھے۔ پورے ملک کے تھے صرف بلوچستان کے نہیں تھے۔ ان کو وہاں پہ آپ نے cater کیا ہے۔ ان کو روک رکھا ہے۔ اور وہاں سے جب یہ بات کی جاتی ہے کہ وہاں سے پورے ملک میں وباء پھیلی ہے تو میرا خیال ہے اس میں تھوڑا سا حقائق اگر ہم دیکھیں تو ایسا نہیں ہے۔ 6% صرف آپ اگر ہمارے بلوچستان میں بھی دیکھتے ہیں تو وہاں سے یہ وباء پھیلی ہے۔ باقی 94% جو ہے وہ local transmission ہے۔ اب یہ local transmission والی جو ایک چیز ہے یہ بڑی debatable چیز ہے کہ یہاں بھی اگر پھیل رہی ہے تو کیوں پھیل رہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میڈم! آپ کی یہ mic میرے خیال سے کچھ مسئلہ کر رہا ہے، kindly آپ اگر یہ دوسری chair پر کھڑی ہو کر بات کریں۔ کورونا خیر سے گزر گیا۔

پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ صحت: جی آواز آرہی ہے۔ منسٹریاں صاحب نے جو ہے کچھ تو بتایا آپ کو وہاں کے بارے میں۔ میں آپ کو صرف یہ بتاتی ہوں کہ health department نے جو ہے کیا وہاں پر measures لیے تھے اس حوالے سے یا جو بھی وہاں پر ہمارے پاس زائرین آرہے تھے یا وہاں پر ہم نے medical facilities کیا provide کی گئی۔ provincial health team جو ہے وہاں پر 22 فروری کو موجود تھی۔ انہوں نے وہاں جا کے co-ordinate کیا ہے۔ situation analysis کی recommendation اور strategy بنائی۔ اور Border closure کی national institute of health پر 24 فروری کو وہاں پر team کی آپجی تھی۔ جس نے باقی مزید معاملات جو ہیں وہ دیکھیں۔ کیونکہ جیسے آپ کو بھی پتہ ہے کہ border ایک federal subject بھی ہے۔ تو

اس کے اندر اُن کا بھی جو ہے شامل ہونا، اُن کا بہت بڑا ہاتھ تھا، جو ہمارے پاس تفتان میں موبائل لیب ہے، وہ بھی NIH کے زیر انتظام چل رہی ہیں۔ point of entry پر دو screening points بنائے گئے تھے۔ پورا dedicated staff تھا FIA اور لیویز کے officials کے ساتھ پورا ایک لائحہ عمل طے کیا گیا تھا۔ جس کے تحت ساری چیزیں ہوئی تھیں۔ custom department نے اپنی ایک بلڈنگ دی تھی جس میں 17 کمرے تھے، جو headover ہوئے تھے DHO کو اور وہ isolation rooms بنائے گئے تھے۔ اس کے علاوہ PDMA اور NDMA ہمیں Prefab accommodation بنا کے دی تھیں جو کہ 335 rooms پر مشتمل تھی۔ وہاں پر training کی گئی تھی health-care کی staff کی، IPC کے حوالے سے۔ اور counseling کے حوالے سے۔ medical facilities کس طرح avail کرنا ہے، کس طرح use کرنا ہے PPs کے usage اور اُس کے disposable کے حوالے سے۔ اور waste management کے حوالے سے اور دیگر اسی طرح سے۔ اور یہاں پر صرف health department نہیں تھا۔ NIH کی team تھی۔ FELTP تھی اور CHE کی team تھی جنہوں نے مل کر یہ Collaborative efforts کئے تھے۔ ملک سکندر صاحب چلے گئے House سے۔ اور اُنہوں کے جو points تھے اُن پر میں نے بات کرنی تھی۔ تو بہر حال زیرے صاحب بھی نہیں ہیں، نصیر صاحب بھی نہیں ہیں اور question تو کر لیں۔ جواب سننے کیلئے کوئی بیٹھا نہیں ہے۔ تو ثناء صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو I hope یہ اُن تک convey کر دیں، جتنے سارے points ہیں۔ ایوان پر تو اعتراض کرتے ہیں باقی آپ بھی نہیں سنتے۔ مجھے صرف ایک چیز ہے کہ میرے محترم بھائیوں نے مجھے اتنی مشکل وقت میں بڑی ذمہ داری سنبھالنے پر مبارکباد تو دی لیکن مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ اُن میں سے کسی نے بھی رابطہ نہیں کیا کہ updated چیزیں کیا ہیں آپ کے پاس۔ ”آپ کے department میں کوئی guidelines ہیں، نہیں ہیں۔ آپ نے اس کے بارے میں کچھ کیا یا نہیں کیا“۔ اگر مجھ سے رابطہ کر لیتے تو میرا خیال ہے کہ ہم کچھ زیادہ آپ کو updated knowledge بھی provide کر دیتے اور رمضان کے مہینے میں آپ لوگوں کو اتنی توانائی خرچ نہ کرنی پڑتی۔ ventilators کے حوالے ملک صاحب نے بات کی تھی تو ventilators جو ہے ہمارے پاس الحمد للہ اس وقت پورے صوبے میں 61 ventilators ہیں۔ جس میں سے 31 جو ہے ہم نے covid کے لیے dedicate کیئے ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس یہ سارے پرائیویٹ ہسپتالوں اور پبلک ہسپتالوں دونوں کا بتا رہی ہوں۔ S.K.B.Z ہمارے پاس ہیں۔ جبکہ 15 فاطمہ جناح میں ہمارے پاس ہیں 14 کے قریب اور B.M.C میں 5 ہیں۔ اور باقی

others میں جو ہے نمبرز وہاں پر ہیں۔ الحمد للہ یہاں اسمیں ventilators پر کسی کو لانے کی ضروری ہی نہیں پڑتی ہیں۔ HR کا ضروری problem ہے۔ یہ میرا خیال ہے کہ پورے پاکستان میں ہے HR پر کام کرنے کی ضرورت ہے ہم بھی اس میں federal government کو ہم نے request کی ہے۔ اور انہوں نے ہمیں ایک master trainer بھیج رہے ہیں جو ventilators کے حوالے سے ہماری HR کو trained کرے گی۔ testing کی بات کی گئی تھیں۔ It is true that in the, at the onset of the covid 19. ہم نے testing capacity پاس صرف ایک مشین کی تھی۔ لیکن اب الحمد للہ ہم upgrade کر چکے ہیں اور ہمارے پاس جو ہے وہ تقریباً تین testing facilities موجود ہیں۔ جس میں F.J کے پاس تین PCR machines ہیں۔ تفتان کے ایک موبائل لیب ہمارے پاس ہے جو 50 to 100 test per day کرتی ہے۔ BMC میں بھی ہمارے پاس ایک small PCR machine ہے جو 30 to 36 test کر رہی ہیں۔ ابھی ہم نے شیخ زید میں تین PCR machines جو ہیں وہ install کی ہیں جو کہ عید کے بعد انشاء اللہ پوری functional ہو جائینگے۔ تو اس سے ہماری testing capacity بھی تو وہاں 1100 to 1200 per day ہے۔ اور امید ہے کہ اس میں جو ہے تھوڑا اور اضافہ ہو جائے گا۔ تیسری بات جو انہوں نے کی تھی کہ جی ہسپتالوں میں کیا ہماری چیزیں نہیں ہیں؟۔ شروع میں یہ تھا کہ جب PP kits وغیرہ ڈاکٹرز کے لیے چاہتے تھے اُس وقت نہیں تھیں۔ کیونکہ یہ ایک بہت limited use کی چیزیں ہوتی ہیں۔ جو کہ اُس وقت مارکیٹ میں اتنی available نہیں تھیں۔ لیکن اب الحمد للہ سارے جو ڈاکٹرز ہیں جہاں جہاں frontline workers ہیں اُن کو provide کی جا چکی ہیں۔ اور اس وقت بھی ہمارے پاس پوری full equipments جو ہیں وہ 65000 کے قریب reserve stocks میں رکھی ہوئی ہیں۔ ہسپتالوں کی جہاں تک بات کی گئی تھی ہمیں بھی یہ ایک بڑا issue آرہا تھا کہ ہمیں اس کے Covid، Parallel کے جو ہے دوسرے ہمارے health issues ہیں اُن کو بھی دیکھنا تھا اور address کرنا تھا۔ اس کے لیے یہ کہنا غلط ہے کہ جی صرف covid کی وجہ سے باقی چیزیں بند ہو گئیں۔ ہمیں نے ٹرائی ایچ سسٹم جو ہے وہ develop کیا اور وہ ہسپتالوں میں کیا ہے covid سے dedicated ہسپتال اس وقت صرف شیخ زید ہے اور باقی ہسپتالوں میں ہم نے جو ہے dedicated words کی ہیں۔ تو باقی parallel health issues کو بھی address کیا جا رہے ہیں۔ اب لوگ reluctant ہیں hospitals آنے میں۔ Maybe because of the fear جو ایک social media نے create کیا۔ اور ایک بڑی ugly-picture دکھائی ہے لوگوں کو۔

تو اس سلسلے میں بھی awareness لوگوں میں اور counselling کی جارہی ہیں۔ call centre کام کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے بھی جو ہے data میں آپ کو update کر دیتی ہوں۔ آپ کے پاس شاید نہیں ہیں۔ ملک نصیر صاحب نے کہا کہ ”جی کوئی Website نہیں ہے جو کام کر رہی ہیں۔ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو daily update دے رہی ہوں“۔ ہمارے پاس میں آپ کو بتا دوں کہ جو national preparations اور monitoring ہو رہی ہیں۔ وہ NCOC کے تحت ہو رہی ہیں جو national command and operation centre ہے۔ اُسی کے تحت ہمارے پاس BCOC ہے، That is Balochistan Command and Operation Centre۔ پھر ہمارے department میں operation cell اور control room ہے جو دن رات کام کر رہی ہیں۔ چونکہ یہ میری department میں ہے، I know they are working day and night. اور سارا data update ہوتا ہے۔ پورے کے پورے آپ کے ایک ایک district سے جو آتا ہے patients کا data۔ آپ کے پاس جو situation reports آتی ہیں، وہ ساری اس پر upload ہوتی ہیں۔ ہمارے live dashboards ہیں۔ CMDU جو ہے وہ بہت اچھا کام کر رہا ہے اسمیں۔ اور divisional اور district control rooms جو بنائے گئے جو سارا data دیکھتے ہیں اور manage کرتے ہیں۔ اگر آپ کو اس کے بارے میں مزید details چاہئے تو آپ please ہمارے office سے contact کر لیں۔ بلکہ اگر آپ کو چاہئے ہوں تو آپ کو links بھی provide کر دیں گے تاکہ آپ خود اس کو monitor کر سکیں۔ جو teams ہمارے ساتھ اس میں کام کر رہی ہیں اُس میں WHO کی team ہے، PPHI ہے، NIH ہے، UNICEF ہے۔ ہمارا بہت اچھا ادارہ ہے institute of public health کا، وہ کام کر رہا ہے اس میں۔ EOC ہے، IT department ہے اور vector-bone disease کا پروگرام جو ہے وہ بھی ہمارے ساتھ اس میں کام کر رہے ہیں۔ NDMA اور PDMA تو ہیں ہی ہمارے ساتھ شامل اس میں۔ اور یہ سارے کے سارے health department کیساتھ جو ہے coordination کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ TT کی strategy پر ہم نے کام کیا ہے جو کہ federal tracking, tracing and quarantine of patients ہوتے ہیں۔ اس کے بھی life dashboards ہیں human resource پر ہم کام کر رہے ہیں۔ federal government سے ہم نے کہا ہوا ہے کہ وہ ہمیں trainers provide کریں اور

contact tracing data management of social training جو ہے، وہ جاری ہے mobilization یہ بھی parallel ہم دیکھ رہے ہیں سارا اور اس کی کوشش کر رہے ہیں کہ بہت اچھے طریقے سے ہو جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میڈم! تھوڑا سا مختصر کر دیں؟

پارلیمانی سیکریٹری بڑے برائے محکمہ صحت: sir اتنا سارے points پوچھے گئے ہیں تو اگر میں ان کا جواب نہیں دوں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر detail میں جانے کی ضرورت نہیں ہے اگر کسی رکن کو ضرورت ہوگی تو وہ پھر آپ کو بتا دینگے پھر آپ provide کر دیں سارا۔

پارلیمانی سیکریٹری بڑے برائے محکمہ صحت: I would welcome any suggestion or work

plans. اگر آپ لوگوں کے پاس ہیں۔ بڑی اچھی suggestions دے رہے تھے ثناء صاحب نے بہت اچھی بات کی ظاہر ہے یہ ہمارا collaborative effort ہی ہوگا۔ یہاں پر اپوزیشن اور treasury کی میرا خیال ہے difference نہیں ہونا چاہئے کیونکہ کورونا سب کے لیے آیا ہے، سب ہی متاثر ہوں گے۔ اور اگر ہم مل کے اس پر effort ڈالیں گے تو پھر یقیناً مثبت نتائج سامنے آئیں گے۔ دوسری چیز جو انہوں نے کہا تھا کہ نصیر شاہوانی صاحب نے بلکہ کہا تھا یقیناً وہ آئے تھے testing کی انہوں نے بات کی تھی ”کہ test delay ہو رہے ہیں“۔ tests delay ہو رہے ہیں یہ کہنا آسان ہے، اُس کی وجہ کیا ہے اور حقائق کیا ہیں اُس پر کوئی نظر نہیں ڈالتا۔ test delay شروع میں جو ہو رہے تھے وہ اسی وجہ سے ہو رہے تھے کہ ہمارے جو VIP حضرات ہوتے ہیں وہ یقیناً interference کرتے ہیں اُس میں۔ جب آپ آکے بیچ میں out of the line اپنی test کی demand کرتے ہیں اور pressurise کرتے ہیں ”کہ جی ہمیں یہ test دیا جائے“۔ out of turn آپ کے test کئے جاتے ہیں اگر، وہ پورا ایک جو system ہوتا ہے وہ متاثر ہوتا ہے۔ کہنے کو بڑا آسان ہے کہ ”جی یہ نہیں ہو رہا یہ نہیں کیا جا رہا delay ہے“۔ کس وجہ سے ہو رہا ہے؟ اس پر ہم بات نہیں کرتے کیونکہ وہ بات سچ ہوتی ہے لیکن رسوائی کی بات ہوتی ہے۔ تیسری چیز جو انہوں نے کہی تھی کہ وہ یقیناً آئے تھے ہمارے پاس، ہماری conference چل رہی تھی اُس وقت video link پر اسلام آباد کے ساتھ۔ وہ آئے، انہوں نے attend کیا۔ یہ تو انہوں نے بتایا۔ یہ نہیں بتایا شاید بھول گئے۔ کہ ہم نے وہاں پر ایک بہت assertive stance لیا تھا بلوچستان کے حوالے سے۔ ہم نے اپنی demands بھی federal government کو

دی تھی۔ federal government نے جو ہماری suggestions بھی لی اور انہوں نے ہم سے apologize بھی کیا۔ اگر وہ یہاں ہوتے اس وقت موجود تو میں ان سے یقیناً پوچھ لیتی کہ شاید وہ ان کی یادداشت سے سچو ہو گیا۔ یہ کہنا کہ ”پہلے کچھ نہیں ہوا“ ٹھیک ہے نہیں ہوا۔ لیکن اب ہم change کرنے کی کوشش کر رہے ہیں system کو بدل رہے ہیں۔ اس میں I would welcome انشاء صاحب ہیں ہمارے پاس آجائیں۔ زیرے صاحب ہیں ہمارے department میں آئیں، ہمیں اپنی suggestions دیں قیمتی آراء دیں کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یقیناً ان کے ساتھ مل کے I prefer that we think out of the box. ہم unconventional solutions ڈھونڈیں اپنے conventional problems کے لیے۔ اس کے لیے یقیناً جب یہ آئیگی ہمارے بیٹھیں گے تو ہم ایک بہت اچھی سی strategy بنا سکیں گے۔ پھر یہ بات کی گئی تھی کہ ”جی ambulance آپ کے پاس کھڑی ہیں تو اور ambulance کیوں لے رہے ہیں؟“۔ یہاں پر میرا خیال ہے وضاحت صرف یہ ہے کہ technical سی چیز ہے کہ ambulance آپ کی ایک بہت broad term ہے، اُس میں آپ categorise کرتے ہیں کہ ambulance کون سی چاہئے آپ کو؟۔ آپ کی جو ایک سادہ جس پر صرف ambulance لکھا ہوا ہوتا ہے جو صرف patient کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتی ہے، وہ بھی ambulance ہے۔ اور آپ کی ایک بہت High-tech fully equipped جو ایک پوری وین ہوتی ہے جس میں even آپ کے پاس surgery کرنے تک کی provision ہوتی ہے۔ وہ بھی ایک ambulance ہوتی ہے۔ تو انہوں نے یہ تو کہا کہ ”جی آپ نے دو ambulances اور مانگی ہیں“۔ یہ نہیں کہا کہ ”آپ نے کون سی ambulances مانگی ہیں یا آپ کے پاس کون سی ambulances کھڑی ہیں“۔ وہ دو ambulances جو ہم نے مانگی ہیں وہ ایک fully-equipped قسم کی ہے تاکہ اگر ہم اُس کو کہیں لے بھی جائیں تو وہ ہمیں ایک As a mobile health unit کے کام آسکے۔ lockdown پر بھی بات کی تھی بھائی نے تو اگر lockdown پر عمل نہیں ہو رہا تو اُس میں قصور کس کا ہے؟ کیا پولیس زبردستی لوگوں کو پکڑ کر lockdown میں ڈالیں؟۔ تب بھی پولیس کے اوپر نام آئے گا کہ جی لوگوں کو پکڑ کے جو ہے lockdown پر impose کر رہے ہیں ان کے اوپر۔ نہیں کرتے ہیں تو بھی اعتراض ہوتا ہے کہ جی آپ لوگ عمل نہیں کروا سکتے۔ میرا خیال ہے اس میں لوگوں کی خود ایک civic responsibility ہونی چاہئے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ pandemic ایک ایسی چیز ہے جس کا universal rule ہے کہ Every body is considered positive. آپ کو symptoms ہیں، نہیں ہیں،

precautionary measures follow regardless آپ نے symptomatic ہیں، جو کہ ہمارے یہاں کہیں بھی نہیں ہو رہے ہیں through out pakistan ہم کہتے ہیں جی کہ کرنے میں تو ابھی پھیلا ہی نہیں ہے تو کیا ضرورت ہے lockdown کی۔ یہ بھول جاتے ہیں کہ It is because of this lockdown. کہ یہ بیماری آگے نہیں پھیلی ہے۔ restricted رہی ہے۔ بہر حال اس پر اگر What we fair? کہ اگر لوگوں کا attitude ایسا ہی رہا کہ جی lockdown relax ہے اور ہمیں مزید کوئی precautionary measures لینے کی ضرورت نہیں ہے تو یقیناً یہ پھیلے گی۔ ہم ایک بہت بڑا search دیکھیں گے جس کے لیے ہم تیار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک بڑی changing سی situation ہے کورونا کی internationally بھی اگر آپ دیکھیں وہاں trial basis پر چل رہا ہے کام کہ ہمیں کس طرح لے کر چلنا ہے کیونکہ پہلے ایسی situation کبھی دیکھی نہیں کسی نے۔ ہم اپنی limited resources کے ساتھ، اپنے dwindling health کے system کے ساتھ جب ان سب چیزوں کو لے کر چلیں گے تو آہستہ آہستہ ہی اُس کے کوئی نتائج نکلیں گے۔ یہ competition کا میرا خیال ہے مقام نہیں ہے ہم سب کو cooperate کر کے چلنا ہیں۔ ثناء صاحب نے بڑی اچھی بات کی تھی multi prompt approach ہی جو ہے ہمیں اس situation سے نکال سکتی ہے اور ایک sustainable آگے ہمارا system کس طرح چلے گا۔ اُس کے لیے ہمیں ایک بڑی اچھی strategy بنانی پڑے گی آپ لوگوں کی suggestions بڑی اچھی تھی۔ I would welcome کہ آپ لوگ آئیں اور ہم بیٹھ کے اس کو جو ہے discuss کر لیں۔ باقی جہاں تک باقی چیزوں کا سوال ہے، covid کے related جی socio economic impacts کیا ہوں گے۔ اور food security کا کیا ہوگا۔ I think we should rest assure that the government of balochistan is dealing with the covid-19 through sustainable multilateral collaborative efforts. چاہے یہ ہمارے health care کے primary focus کے حوالے سے ہو یا جتنی related چیزیں ہیں اُن کے حوالے سے ہوں۔ جناب اسپیکر! آخر میں بس میں اتنا کہوں گی کہ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور ہم سب کو اس مشکل وقت میں اپنی ذمہ داروں کو احسن طریقے سے پورا کرنے کی توفیق دے۔ ہم سب کو محفوظ رکھے۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ وہ ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے۔ ہم سب کو لوٹ کر اُس کی طرف جانا ہے۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحبہ۔ جی اصغر خان اچکزئی صاحب! کوشش کریں مختصر بات کریں۔  
دیش کے لیے علاوہ سب ڈھیلے پڑ رہے ہیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر! آج کے agenda پر تمام دوستوں نے دونوں اطراف سے بڑی تفصیل سے بات کی۔ سب سے پہلے میں اس وباء سے جتنے بھی ابھی اس وقت تک دنیا بھر میں مسلمان انتقال کر چکے ہیں، میں اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اُن کی مغفرت کرے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ اور overall انسانیت میں جتنے بھی انسانی ضیاع ہوا ہے اُنکے لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ اور جتنے بھی اس سے متاثر ہیں، بیمار ہیں اُنکی صحت یابی کی دعا کرتے ہیں اللہ اُنکو صحت دے۔ اور یقیناً اس سلسلے میں میں health کے شعبے سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹرز سے لے کر paramedics تک، even وہاں پر ایک sweeper کی position پر کام والے ہمارے بھائی ہیں، بہنیں ہیں، اُن سب کو دل کی اتاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ اس frontline پر دوسروں کی جان کی حفاظت کے لیے لڑ رہے ہیں، کردار ادا کر رہے ہیں۔ Covid19 پر دوستوں نے بڑی تفصیل سے بات کی، Parliamentary Seceretary Health نے بھی بات کی۔ اور اسی طرح اس کے حوالے سے آج تک انتظامات کیے ہیں PDMA کے حوالے سے۔ ہمارے ضیاء لانگو بھائی نے بات کی۔ اور ٹڈی دل پر بات ہوئی، اس کے نقصانات پر بات ہوئی، Agriculture Minister زمر خان اچکزئی نے اُس پر بڑی تفصیل سے بات کی۔ اور time کو دیکھتے ہوئے میں اس سے ہٹ کے دو تین چیزیں، باقی جو حکومت کی طرف سے جو اقدامات اس وقت تک اٹھائے گئے ہیں اُس پر تفصیل سے بات ہوئی یا جو تجاویز اپوزیشن کی طرف سے سامنے آئی تھی یا جہاں پر کوتاہی ہوئی تھی اُس کی نشاندہی ہوئی۔ اور یقیناً میں یہی امید کرتا ہوں حکومت سے اور حکومت کے اپنے دوستوں سے کہ کورونا کے حوالے سے ہو یا ٹڈی دل کے حوالے سے ہو۔ حکومت اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرے گی۔ اور وہ کوتاہی جہاں پر بھی ہوگی وہ یقیناً مخصوص طبقے کے لیے نہیں ہوگی وہ پورے صوبے کے لیے ہوگی۔ اور اُس کا نقصان ہم سب کو ہوگا۔ تو یقیناً اس سلسلے میں اس سے ہٹ کے کہ کس سے ہمیں سیاسی کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے یہ اپوزیشن کے ہم پر الزامات میں حقیقت ہوگی، اس سے ہٹ کے اس شعبے کے لیے۔ ایک تو کورونا وائرس پوری دنیا کو لپیٹ میں لے چکا ہے اُس سے اپنے آپ کو کیسے محتاط طریقے سے محفوظ رکھ سکتے ہیں یا دوسری طرف ٹڈی دل کے حوالے سے منفی اثرات ہمارے agriculture پر پڑ رہے ہیں۔ اُس سے ہم اپنے آپ کو کیسے بچا سکتے ہیں یقیناً میں حکومت سے یہ request کر سکتا ہوں، کہ اس سلسلے میں وہ اقدامات اٹھانے چاہیے جس سے یہاں پر ہمارے agriculture محفوظ ہو

جس سے یہاں پر ہماری انسانی زندگی محفوظ ہو۔ دو تین چیزیں ایسی ہیں جناب اسپیکر! جو آپ کے توسط سے میں نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ ایک NFC پر یہاں پر بات ہوئی، یقیناً یہ ایک حساس مسئلہ ہے اور اس ملک میں بڑے لمبے عرصے کے بعد ہم ایک نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہم نے NFC کے ذریعے سے ایک حد تک صوبوں کے حقوق کو محفوظ کیا۔ صوبوں کو مالی طور پر مستحکم کر کے کی position میں لائے اور ساتھ ہی اٹھارویں ترمیم ایک ایسی آئینی ترمیم تھی جس سے ایک حد تک چھوٹے صوبے اُس احساس محرومی سے نکلنے ہوئے نظر آ رہے ہیں جس کے وہ شکار تھے اس سے پہلے۔ اور اگر پھر یہ کوشش کی جا رہی ہے اور اس وقت جو ایک خطرناک آوازیں اُٹھ رہی ہیں وفاق کے فیصلوں کی وجہ سے دو چھوٹے صوبوں کے حوالے سے جو پہلے سے شکار تھے۔ ابھی اگر جس طرح ثناء بھائی نے بات کی خدا نخواستہ وفاق میں revenue کی بات ہوگی اور سب cut لگ جائے گی تو بلوچستان تو پہلے سے پسماندہ ہے اور اگر آج پھر ہمارا حصہ کاٹا جائے گا تو آپ یقین کریں اس وقت جس صورتحال سے ہم اس صوبے میں یا اُس صوبے میں دوچار ہیں خصوصاً یہ دہشتگردی کیوں یہاں پر پروان چڑھی، یہ تحریکیں کیوں بن پائی یہاں پر، یہ مشکلات کیوں ہمیں درپیش ہیں، یہ وہ صورتحال ہے کہ جب مالی طور پر یہ صوبے مستحکم نہیں تھے یہ صوبے اپنے آپ کو حقوق سے محروم سمجھ رہے تھے تو یہ آوازیں اُٹھنی شروع ہو گئی اور وہ تحریکوں میں بدل گئی۔ اور اُس کی وجہ سے آج ہماری forces مشکلات میں ہیں۔ اُس کی وجہ سے آج عوام مشکلات میں ہیں اور اگر ہم ایک cut لگائیں گے اور ایک اور خطرناک بات ہم اور بھی سُن رہے ہیں کہ کل میں federal Minister یا federal Secretary یا ایک ترجمان جو وزیر اعظم ہاؤس میں وہ کہتا ہے کہ سندھ میں آپ گورنر راج نافذ کر دیں، یہ کوئی طریقہ نہیں کہ آپ ایک روائی دواں جمہوری سسٹم میں اپنے مخالفین کو اگر اس طریقے سے دیوار سے لگائیں گے یا ہم پر جائیں گے 2010 تک اُن فیصلوں کی پوزیشن پر جن سے پہلے یہاں پر NFC Award کا اجراء ہوا تھا۔ اٹھارویں آئینی ترمیم آئی تھی تو یقیناً یہ ہم سب کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں جام صاحب سے میری یہ request ہوگی ایک coalition ساتھی کی حیثیت سے کہ کم از کم یہاں پر خدا نخواستہ کل ہم پھر اس position میں چلے نہ جائیں کہ کل اس صوبے کے عوام اس حکومت کو ہمیشہ کے لیے یاد رکھیں کہ اس حکومت میں ہمیں یہ مسئلہ درپیش ہوئے تھے۔ سب کو اعتماد میں لے کر کم از کم NFC Award کے حوالے سے ہمیں اپنے آپ کو ہر صورت میں محفوظ رکھنا ہے۔ مجھے وفاق کا جو طرز و طریقہ ہے مناسب نہیں لگ رہا ہے۔ اور اس سلسلے میں ثناء بھائی سے خاص کر اپنے BNP(M) کے ساتھیوں سے یہ request ہے کہ وفاق میں ایک اچھے terms میں اور ایک اچھے تعلقات کے ساتھ ساتھی ہونے کے ناطے آپ بھی اپنا بھرپور کردار ادا کریں کہ بلوچستان ویسے خلفشار کا شکار ہے۔ بلوچستان میں آج بھی بہت

سارے مسئلے مسائل ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ کچھ چیزیں ہم کھل کر بیان نہیں کر سکتے۔ اور اگر ہم 2010ء کی پوزیشن سے پہلے پر پھر جائیں گے یہاں پر اور بھی مسئلے بڑھیں گے۔ آپ کے پرانے فائنا موجودہ پشتونخواہ کی اس وقت جو موجودہ صورتحال ہے اور وہاں سے جو آوازیں اُٹھ رہی ہیں۔ اور اگر ہم صوبوں پر cut لگائیں گے اُس کو مالی طور پر پھر 2009ء سے پہلے کی پوزیشن پر لے جائیں گے تو خدا نخواستہ یہ حالات اور بھی ہمارے لیے پیچیدہ ہو جائیں گے۔ دوسری بات آج آئی جی صاحب بھی تشریف فرما ہے۔ ہوم سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہے۔ یہ دو واقعات ہوئے ایک ہنہ اوڑک میں لیویز اور پولیس کا مسئلہ ہوا ہے اور ایک گوادریں میں مسئلہ ہوا ہے۔ اتنی جلدی ہمیں کیوں ہے؟ ایک چیز court میں ہے یہ لیویز اور پولیس کا مسئلہ۔ تو کم از کم ہمیں انتظار کرنا چاہیے۔ اور honourable court سے ہماری request ہے کہ جب Court کا decision آ سکتا ہے ایک قانون ہے جو یہاں سے special assistant کی صورت میں بن کر پھر اُس کے بعد special assistant تعینات ہوئے تھے اُس نے اُس کو ختم کیا جس کو اسمبلی نے پاس کیا۔ اُس پر فیصلہ آ سکتا ہے اسی طرح district development عوامی پروگرام پر بات ہوئی جو PSDP کا حصہ ہے۔ جس کو بھی cabinet نے pass ہی کیا ہے۔ honourable Court کا اس میں فیصلہ آ سکتا ہے۔ تو کم از کم honourable Court سے یہ ہماری request کہ اس مسئلہ پر بھی فیصلہ آنا چاہیے۔ کیونکہ جب کوئی چیز Court میں چلی جائے پھر اُس پر بات نہیں ہو سکتی ہے کھل کر۔ تو جب تک Court کا فیصلہ آتا ہے تو میں I.G صاحب سے request کرتا ہوں کہ اس میں جلدی نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں تک کہ گوادریں تحصیلدار اور رسالدار نے FIR میرے خیال میں پولیس کی طرف سے کاٹی جا چکی ہے۔ ہنہ اوڑک میں اسی طرح کا ایک مسئلہ چل رہا تھا تو یہ معاملہ جب تک اس پر Court کا ایک واضح فیصلہ نہیں آتا ہے اُس وقت تک اس کو ویسی پرانی position میں رکھنے کی request ہے۔ اور ایک چوتھی بات جام صاحب چونکہ ہم تقریباً کونٹنہ اور کچھ شہروں سے علاوہ ہم سارے باہر کے رہنے والے لوگ ہیں یعنی یہی صورتحال جو تفتان میں ایران کے ساتھ بارڈر کے کاروبار کے حوالے سے وہ صورتحال اس وقت یہاں چمن میں ہے افغانستان کے بارڈر کے ساتھ پھر اس پورے ہیٹ میں۔ اور وہاں پر کاروبار کا ہم سب کو پتہ ہے۔ صبح ہمارا ہاڑی دار طبقہ جو بارڈر کر اس کر کے وہاں سے گھی کا کوئی ڈبہ اُٹھا کر ادھر لے آتے ہیں ادھر سے کوئی چیز اُٹھا کر ادھر لے جاتے ہیں اُس میں اُس کا گزر بسر ہوتا ہے۔ ابھی اس down-lock میں لوگ جس طرح ابھی یہاں پر بات ہوئی awareness نہیں ہے۔ لوگ خوف کے مارے نہ test کرواتے ہیں نہ اپنے آپ کو quarantine کرتے ہیں۔ تو اس مشکل سے بچنے کے لیے کچھ لوگ جو پاکستانی ہوتے ہیں وہ پاکستان

آنے کے لیے غیر قانونی راستہ اختیار کرتے ہیں۔ لوگوں کے ذریعے سے اپنے آپ کو گھر پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں یا وہ لوگ جو افغانی ہیں جو اس طرف پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ جب درمیان میں بارڈر بند ہوا تھا تو بارڈر کراس کرنے کے لیے اپنے گھروں کو جانے کے لیے غیر قانونی طریقے جب استعمال کرتے ہیں۔ لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ یہاں پر میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ اُس پر بات کر لوں۔ لیکن جب ایک معمولی، چھوٹی سی حرکت پر لوگوں پر فائرنگ ہوئی تھی۔ سہیل خان ایک لڑکا تھا وہ شہید ہوا تھا ایک اور اُس کے زخمی ہوا تھا۔ پھر ہم اُس کو trauma center میں لے کر آکر admit کروایا تھا اُس کا علاج ہو رہا تھا۔ اور دوسری طرف یہ pressure بھی FC کی طرف سے district administration پر کہ آپ جا کر FIR بھی کٹوائیں اور پکڑیں بھی لوگوں کو۔ district administration سے جب ہماری بات ہوئی تو میں نے اُن کو کہا کہ دو تو ویسے ہی انہوں نے مار دیئے۔ اور معمولی بات پر کوئی ایسی بات بھی نہیں تھی اور ابھی آپ جا کر گھروں پر چھاپے مار کر لوگوں کو اٹھانے کا سلسلہ بھی جب شروع کرو گے تو آپ مجھے بتادیں آپ public کو پیغام کیا دے رہے ہو؟ اور یقین کریں دو تین دن وہ admit رہا اور چوتھے دن وہ فوت ہو گیا وہ FIR کا معاملہ تو ہم نے بڑی مشکل سے رفع دفع کیا۔ ابھی کل پرسوں سے پھر کوشش ہو رہی ہے کہ آپ جا کر میٹھ مکر کہہ کر لیں۔ یہ overall ایک بات کر رہا ہوں اپنے security اداروں کی، اُن کے ذمہ داروں سے کہ خدارا جب ایک گھر میں ایک ناحق قتل ہو کر وہ چلا جائے گا اُس کے بعد پسماندگان کے کیا تاثرات ہونگے۔ یہاں پر اکثر و بیشتر ہمارے وہ لوگ جو یہاں ایسی تحریکوں کے ہاتھوں چڑھے ہیں جو پہاڑوں پر جا کر اپنی زندگی کی پروا کیے بغیر اپنے گھرانوں کی پروا کیے بغیر لڑ رہے ہیں یا ہمارے وہ لوگ جو انتہا پسند قوتوں کے ہاتھوں لگ گئے ہیں وہ اس طرح کی حرکات اور اس طرح کے ظلم کے وجہ سے کبھی کبھار مجبور ہو جاتے ہیں کہ جب میرا بھائی چلا گیا میرا باپ چلا گیا، ناجائز اُس کا قتل ہو جائے تو مجھے بھی یہ زندگی عزیز نہیں۔ تو خدارا ایک ایسی instructions چلی جانے چاہیے کہ کم از کم کسی کو مارنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے اور بالکل نہیں کرنی چاہیے۔ جب ایک بندہ آپ سے بھاگ رہا ہے آپ اُس کو گاڑی کے ذریعے سے پکڑ سکتے ہو اُس کے گھر پر چھاپا مار کر اُس کو پکڑ سکتے ہیں تو نوبت یہاں تک کیوں پہنچ جائے گی کہ آپ اُس کو گولی مار دیں اور اُس گھر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ویران کر دیں۔ تو یقیناً یہ دو تین چیزیں تھی جو میں آپ دوستوں کے نوٹس میں لانا چاہ رہا تھا اور خاص کر NFC کے حوالے سے جام صاحب! آپ سے یہ request ہے کہ ہم اس حکومت کا حصہ ہیں کہ خدانخواستہ کل کی NFC میں ہمارے ساتھ ایسا فیصلہ نہ ہو جائے کہ ہم پھر زندگی بھر لوگوں کو اس کے حوالے سے بتا بھی نہ سکیں۔ اور محتاط بھی رہیں اور جواب بھی ہمارے پاس نہ ہو۔ تو یہ ایک بہت مشکل مسئلہ ہے ایک بہت پیچیدہ مسئلہ

ہے۔ خصوصاً اس پر ہماری پارٹی کا ایک واضح موقف آپکا ہے، قیادت سے لے کر صوبے تک، اس مسئلے کو حساس مسئلہ سمجھ کر خاص کر اس کے نقصانات میں۔ میں آخر میں ایک بات اور بھی جناب اسپیکر! میں کروں کہ اس کے نقصانات کا ازالہ شاید پھر ہم نہ کر سکیں۔ آج پھر دونوں چھوٹے صوبوں سے یہ آوازیں اُٹھ رہی ہیں کہ خدا نخواستہ وفاق کے نام پر ہمارے ساتھ 2009 سے پہلے کا ایک اور کھیل کھیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تو یہ انتہائی حساس مسئلہ ہے اس میں ہمیں سوچ سمجھ کر اپنے فیصلہ اور سب کو onboard لے کرنی چاہیے۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ SOPs کے تحت آج کا اجلاس تین گھنٹے کرنا چاہیے تھا مگر اب چونکہ

تین گھنٹے کی بجائے پانچ گھنٹے ہو گئے ہیں اجلاس کے، تو آخر میں آپ جام صاحب! آپ اپنی بات کریں مختصراً۔

جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ آج سب سے پہلے تو میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے یقینی طور پر جس طرح میڈم نے بھی نشاندہی کرائی، اپوزیشن کی طرف سے بھی ہوا۔ آج پورے پاکستان، پورے بلوچستان اور خاص کر پورے عالم میں دنیا میں بھی جو اموات ہوئے ہیں ان سب پر بلوچستان کے لوگ، یہاں کی اسمبلی، بلوچستان کی عوام اپنے جذبات، اپنے دعائیں اور ان سب میں انہوں نے ان کو یاد رکھا ہے اور اس پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا ہے۔ ساتھ ساتھ جناب اسپیکر صاحب! میں سب سے پہلے تو آج کی اس فورم پر چونکہ ذکر کرتا چلوں گا بلوچستان کے سب سے پہلے ہماری جو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اندر پھر ان کے جو ہیلتھ ورکرز ہیں، جس میں ڈاکٹرز ہیں، سرجن ہیں، پیرامیڈیکس ہیں، مختلف ایم ایس ہیں ان کے ڈاکٹرز ہیں، ان کا عملہ ہے، پورے ہسپتال ہیں، ان کا پورا سیکرٹریٹ ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ اس پورے Covid-19 کے حوالے سے جس حوالے سے چاہیے جو بھی صورتحال ہوا چھی ہو بری، کمزور ہو، بہتر ہو جو بھی ہو ایک فرنٹ لائن پر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے جو انہوں نے کام کیا ہے وہ واقعی بہت ہمیں ان سب کو appreciate کرنا چاہئے ہر لحاظ سے کرنا چاہیے۔ ان کے ساتھ ساتھ ہمیں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ جو سب affective اور سب سے front-line پر جو ہمارے دوسرے ادارے جنہوں نے اپنی جانوں کا Risk کیا۔ کیونکہ میں اس بات کا ذکر صرف ایک وجہ سے کر رہا ہوں کہ جس انسان کو Covid کے حوالے سے جب معلومات نہیں ہوتی ہیں اس کا ایک چیلنج کا مقابلہ کرنا اور کسی شخص کو اگر پتہ ہو اس کا اس چیز کیساتھ مقابلہ کرنا اس میں بہت بڑا فرق ہے۔ تو پھر ہمارے ساتھ ساتھ جو ہمارے civil administration ان اضلاع میں، خاص کر کوئٹہ میں، تفتان میں، جنہوں نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، جس کے ساتھ ہمارے ساتھ پولیس تھی، لیویز تھی، اے سی، ڈی سی، کمشنرز، فوج کے ادارے تھے، ایف سی تھے، بہت سارے

جگہوں، اُن کو بھی ہمیں خراج تحسین پیش کرنا چاہیے کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا میں ابھی pandemic Covid کے بارے میں، آج جو مجھے اور آپ کو معلومات ہے۔ شاید ایک مہینے بعد ہمیں اس وباء کے بارے میں اور ساری چیزیں پتہ چلیں گی۔ لیکن میں اُس دن کی بات کر رہا ہوں جب فروری یا مارچ کے شروع کے دن تھے جب Covid کے بارے میں دنیا کو بھی بہت پتہ نہیں تھا۔ ان لوگوں نے اپنی زندگیوں کو ایک بہت بڑے Risk میں بلکہ Risk میں نہیں کہوں گا انہوں نے اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں اور سامنے فرنٹ پر گئے۔ ساتھ ساتھ میں ہمارے منسٹر ممبرز، ایم پی ایز اور اپوزیشن کے ممبرز ان کو بھی بہت appreciate کروں گا۔ حالانکہ بہت دفعہ ہمارے بہت سارے ایسے ممبرز ہیں۔ کیونکہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب آپ کی public بہت ساری چیزوں سے aware نہیں ہوتی۔ پبلک کو Covid کے بارے میں کچھ نہیں پتہ۔ پبلک کو awareness کے بارے میں نہیں پتہ۔ ماسک کے بارے میں نہیں پتہ۔ شروع میں جب یہ وباء آئی تھی، social distancing کیا ہوتی ہے؟ اور اُس وقت میں جب lockdown ہو جائے، چیزیں بند ہو جائیں، اسکول بند ہو جائیں، دفاتر بند ہو جائیں۔ اور اگر ایک vacuum create ہو جائے جہاں عوام، عوامی نمائندے اور وزراء، Advisors، حکومتی ادارے لوگ۔ یہ بھی اگر اپنے پبلک کو گائیڈ نہ کریں یا ان کے اندر موجود نہ ہوں تو اس سے بڑا ایک اور قیاس پیدا ہوتی ہیں۔ جہاں تک دوسرے لوگوں نے بھی اگر اپنی جانوں کا Risk لیا۔ ہمارے ممبرز نے، چاہے وہ اُس حکومتی پنچر سے ہوں۔ باقاعدہ اپنے public کیساتھ اُن کی interaction رہی ہے، آئے ہیں، گئے ہیں۔ تیسرا سیکرٹریٹ کے نظام میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سارے آج بھی ہمارے صرف ڈاکٹر نہیں ہیں، officials ہیں، پولیس والے، لیویز ہیں، D.C's ہیں۔ ایڈیشنل سیکرٹریز ہیں، سیکرٹریز ہیں، ایم پی ایز ہیں، منسٹرز کچھ ہیں، سب positive covid کا شکار ہوئے ہیں۔ اور یہ اُس وقت positive کا شکار ہوئے ہیں، گھر بیٹھے تو کوئی نہیں ہوا ہوگا۔ یعنی طور پر کسی نے اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے کوئی ذمہ داری سے آگے کام کر رہا ہے تو اس وباء کا شکار ہوا۔ اور ہمیں اُن کو appreciate کرنا چاہیے، چاہے وہ ان کی ذمہ داری جس level کی ہو۔ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی میٹنگ ہو، کوئی پریس ریلیز ہو، علاقے کے لوگوں کے ساتھ ملاقات ہو، راشن کا بانٹنا ہو، planning strategy میں ہو۔ سیکرٹریٹ میں مختلف میٹنگز ہوں۔ یہ سب چیزوں کی وجہ سے کسی نہ کسی کو یہ بیماری اُس Positive Covid میں لگی ہے۔ تو میں ساتھ ساتھ ہمارے میڈیا کے بہت سارے لوگ ہمارے Journalists۔ کیونکہ being a journalist جب شروع، پہلے دن سے میں بھی، ہم سب باہر تھے، اُن کیلئے اس پورے event کو cover کرنا بھی اتنا ہی ضروری تھا جس طرح ہماری ذمہ داری تھی۔ اور آج بہت

سارے دوست اس Covid کا بھی شکار ہوئے ہیں۔ ان سب کو بھی ہمیں ہر لحاظ سے appreciate کرنا چاہیے۔ وہ ادارے جو نہ سرکار کے ہیں، نہ کسی اور اداروں سے ہیں، انہوں نے ایک بہت اپنا voluntarily ایک contribution دیئے ہیں۔ انہیں ہمیں appreciate کرنا چاہیے، اس فورم سے میں بذات خود جام کمال یا چیف منسٹر بلوچستان ان سب لوگوں کو appreciate نہیں کر رہا بلکہ آج یہ آواز ہماری صوبائی اسمبلی کی طرف سے جانی چاہیے کہ آج صوبائی اسمبلی نے ان سب لوگوں کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ان سب نے اپنی ساری ذمہ داریاں پوری کی ہیں۔ اور بلوچستان میں جو ایک آفت، شاید کسی حد تک بہت زیادہ ہوتی یا کم ہوتی، اس کا فیصلہ وقت بتائے گا۔ لیکن کم از کم اپنے ان کاموں کو، اپنی وسائل، سہولتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سب نے جو کام کیا، ہم بلوچستان کی حکومت، سب سے زیادہ بلوچستان اسمبلی ان سب کو appreciate کرتی ہے۔ ان کیلئے دعا گو بھی ہیں، ان کو expect بھی کرتی ہے کہ ان کاموں کو بہتر انداز سے کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! چونکہ تھوڑا سا وقت میں لوں گا، یہ بار بار آتی ہے۔ میں تو میڈیا پر بتاتا کر کے تھک گیا اور شاید آج یہ بات national level پر بھی حکومتیں بھی سمجھ گئے، میڈیا کا اینکر پرسن بھی سمجھ گئے۔ اور دنیا بھی شاید کسی حد تک سمجھ جائیگی لیکن ہمارے لوگ ابھی تک نہیں سمجھ پارہے۔ ہم اپنے صوبے کو پتہ نہیں کیوں بدنام کرنے کے پیچھے ہیں۔ مینگل صاحب نے یہ بات کی ”کہ تفتان نے اس مرض کو پورے ملک میں پھیلا یا ہے“۔ مجھے تو یہ بات سن کے بھی حیرت ہوتی ہے، ایک شخص کو آپ اس کمرے میں ایک مہینے تک بند کریں۔ اور پھر میں باہر جا کے یہ بولوں کہ جی اصغر خان صاحب ایک مہینے تک K1 س کمرے میں بند تھے Covid میں۔ اور ان کو positive تھا، اللہ نہ کرے۔ ان کی وجہ سے نواں کلی میں covid پھیل گیا۔ ان کی وجہ سے سریاب میں پھیل گیا۔ ان کی وجہ سے مستونگ میں پھیل گیا۔ تو مجھ سے شاید کوئی آ کے یہ بات پوچھے کہ جام صاحب! اصغر خان صاحب تو ایک مہینے سے quarantine میں آپ نے تو ان کو تفتان میں بند رکھا ہوا ہے۔ یہ پنجاب کب گئے؟۔ یہ سندھ کب گئے؟۔ یہ خیبر پختونخوا کب گئے؟۔ یہ گلگت بلتستان کب گئے؟۔ اور اس دوران تک جب یہ ایک مہینہ تفتان میں quarantine میں سب ساڑھے پانچ سے چھ ہزار کے لوگ جن میں سے ایک بھی نہیں گیا زائرین۔ سب وہیں کے وہیں تھے۔ میں اس پر بات نہیں کر رہا کہ وہاں کی چیزیں کیا تھیں، کیا نہیں تھیں۔ میں صرف آپ کو اس جائزے کی بات کر رہا ہوں جس کو ہمیں نہیں بولنا چاہیے کہ یہ لوگ جب ایک مہینے تک یہاں بند تھے تو پاکستان میں جب، سندھ میں، پنجاب میں، کراچی میں، اسلام آباد میں، گلگت میں جب cases بنے یا باقی جگہوں پر بنے تو وہاں سے بنے؟۔ یہ تو سارے یہاں تھے۔ ہم ایک بات بھول جاتے ہیں کہ یہ Covid جب China سے شروع ہوا، یہ ایران میں پھیلا۔ پھر اٹلی میں پھیلا۔ پھر یورپ

میں پھیلا۔ امریکہ میں پھیلا۔ کیا یہ سارے زائرین ان کو وہاں لے گئے؟۔ کیا پورے پاکستان میں یا دنیا میں بھی زائرین چلے گئے؟۔ ایک بڑی simple سی بات ہے پاکستان میں سات لاکھ بندے جہاں آج، اُس وقت تک تو ایک بھی کیس نہیں تھا اور شروع میں جب میں بات کرتا تھا تو بہت سارے لوگ سمجھ نہیں پارہے تھے۔ اس وقت امریکہ میں کوئی کیس نہیں تھا۔ اس وقت یورپ میں کوئی کیس نہیں تھا۔ ایران کا بڑھ گیا تھا۔ یورپ میں تھوڑا تھوڑا پھیل رہا تھا۔ اُس وقت تک بورس وزیر اعظم کو نہیں ہوا تھا۔ لندن بھی کھلا ہوا تھا۔ لندن کے cases نہیں تھے۔ لیکن اُس وقت تک یہ پھیل چکا تھا ان کے ملک میں۔ اور اُس وقت ہم یہ بات کر رہے تھے کہ پاکستان میں یہاں سے پھیلے گا۔ سات لاکھ بندے Middle East، سعودی، یورپ، لندن، امریکہ، far-East سے پاکستان آیا۔ جہازوں کے ذریعے آیا۔ اور ان دنوں آیا جب میرے خیال میں تفتان میں شاید آٹھ سو لوگ بھی نہیں آئے تھے۔ سات لاکھ کا بندہ آپ کے ملک میں نہیں آیا۔ آپ نے سارے اپنے توپوں کے رُخ بشمول، معذرت کیساتھ، ہم بلوچستان کے بھی لوگ۔ ہماری بھی سیاسی حکومتیں، ہم نے اپنے پورا بیس دن صرف تفتان، تفتان، تفتان، تفتان، یہ نہیں، تفتان میں فلانا نہیں۔ تفتان میں Covid پھیل گیا۔ جن لوگوں کو تفتان کے بارے میں کچھ پتہ بھی نہیں تھا، نہ پورا اس کا نام جانتے ہیں۔ نہ اُس علاقے میں گئے ہیں، وہ بھی تبصرے کر رہے ہیں۔ کوئی بڑا ٹینٹ دکھا رہا ہے کوئی پانی نہیں ہے۔ کوئی بریانی کی پلیٹ دکھا رہا ہے۔ کوئی چار کچرے کے ڈبے دکھا رہے ہیں۔ میں آپ کو آج سی ایم سیکرٹریٹ میں، گورنر سیکرٹریٹ میں، پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں، اس اسمبلی کے اندر چار پڑے ہوئے ڈبے میں بھی دکھا سکتا ہوں۔ چار ٹوٹی ہوئی نلکے میں بھی دکھا سکتا ہوں۔ باتھ روم خراب اگر گندھ ہوگا وہ بھی میں دکھا سکتا ہوں۔ تو باتھ روم گندھ ہوتا ہے پھر صاف کیا جاتا ہے۔ کچرہ پڑا ہوتا ہے پھر صاف کیا جاتا ہے۔ چیزیں خراب ہوتی ہیں تو پھر ان کو بہتر کیا جاتا ہے۔ لیکن جہاں پر سات ہزار بندے بشمول وہیں کے لوگ، ادارے، پولیس، لیویز، ایڈمنسٹریشن، تین وقت کا کھانا، میڈیکل، اُن کی ساری رہائش جیسے کہ میرے دوست نے کہا کہ ہم شاید یہ توقع کر رہے تھے کہ جو تفتان جا چکے ہیں، وہ تفتان جاتے ہیں۔ اور اس کا background بڑا آسان ہے۔ جب یہ Covid ایران میں پھیلا اُس وقت تک کہ شاید ہماری حکومتوں نے، وفاق نے بھی بات نہیں کی تھی۔ میں نے وہاں کے سفیر سے بات کی۔ اور خان صاحب سے بھی، اُس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اُن سے رابطہ کر کے، پھر وہ کوئٹہ آئے۔ جب میری ایران کے سفیر سے بات ہوئی تو ایران کے سفیر نے کہا کہ جام صاحب! یہاں پر ایران میں یہ پھیل رہا ہے۔ تب جا کے ہم نے جا کر لوکل ایڈمنسٹریشن، ایف سی، سب سے بات کر کے اگر بارڈر کو پہلے دن بند کروایا، تو وہ حکومت بلوچستان نے کروایا۔ حالانکہ ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ وفاق کا ایک اقدام تھا لیکن ہم سمجھ گئے کہ یہ چیز، ہم نے اگر اس میں دیر کی

اور وہاں سے لوگ اگر آگئے۔ اور ہزار، پندرہ سو بندہ ایسے ملک میں جو شاید اس وقت مینگل صاحب کی بات اور باقی مبصرین کی باتیں ٹھیک ہوتیں کہ وہ stage اگر ہم نہ کرتے اور یہ پورے ملک میں چلے جاتے تو شاید ہم پر ایک بہت بڑا داغ اور ایک بہت بڑی ذمہ داری لگ جاتی۔ لیکن ہم نے پہلے دن اس کو بند کیا۔ کوئی زائرین نہیں آئے تھے۔ آہستہ آہستہ تین چار دن گزرے، ڈاکٹر صاحب آئے، موقع دیکھ کے آئے، واپس آئے اور ان کے کیا تاثر تھے کہ جام صاحب! آپ نے جو بند کیا آپ نے بالکل ٹھیک بند کیا۔ چونکہ تفتان میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تو میں نے کہا کہ جی آپ لوگ تفتان کو سکھر، نواب شاہ، گجرانوالہ، نوشہرہ فیروز، گلگت بلتستان یہاں تک پنڈی، اسلام آباد یہ شہر سمجھ رہے ہیں۔ اب تک کوئٹہ یا خضدار یا پشین بھی آپ سمجھ لیں۔ وہ ایک ریگستانی علاقہ ہے، صرف ایک Trade کارڈ ہے۔ وہاں چند بازاریں ہیں، وہاں permanent آبادی بھی نہیں ہے۔ B.H.U.S پورا تک نہیں ہے۔ وہاں پر ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم فوراً یہ سہولیات دستیاب کریں گے۔ ایک پاکستان ہاؤس ہوتا تھا۔ اور وہ پاکستان ہاؤس کی بھی ذمہ داری حکومت بلوچستان کی کبھی نہیں رہی ہے، وفاق کی رہی ہے۔ لیکن ہم نے دیکھا چاہے یہ ابھی یہ اُنکی ذمہ داری ہے یا ہماری ذمہ داری ہے۔ اسکا اثر ہم پر آئیگا۔ اسی لیے P.D.M.A کو ہم فوراً ہم نے فعال کیا۔ اور تفتان میں جو لوگ ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ تفتان یہاں سے سات سو کلومیٹر ہے۔ سات سو کلومیٹر بولنے میں بڑا آسان ہے۔ لیکن خاص کر اُس علاقے میں اگر یہ سات سو کلومیٹر ہوں جس کے بیچ میں بھی کوئی ایسی جگہ نہیں آتی جہاں پر انسان کسی دالبندین کو نکلتے ہوئے کہ کہیں آدمی کہیں رُک جائے۔ کہیں آرام کر لیں۔ کوئی سہولیات استعمال کر لیں۔ اس پورے روڈ میں کوئی سہولت نہیں ہے۔ تو ہمیں جو بھی کرنا تھا۔ ہم نے اُس کی arrangement کوئٹہ سے کی۔ ہم نے اُس کی arrangement کراچی سے کی۔ چاہے وہ ٹینٹ ہو، میڈیکل کیمپس ہو۔ میڈیکل equipment ہو، پی سی آر کی مشین موبائل ہو۔ وہاں پر ادویات کیلئے جانا ہیں۔ وہاں ٹیسٹنگ سہولیات کو لے جانا ہیں۔ وہاں کھانے کی arrangement کرنا ہیں۔ بلکہ یہاں تک میں آپکو بات بتاؤں کہ ہمارے ہاں کچھ ٹی وی چینلز نے دکھایا۔ بڑی افسوس کی بات ہے۔ وہ دکھا رہے تھے کہ جی دیکھیں یہاں پر ہاتھ رُو مز ٹھیک نہیں ہیں۔ یعنی کہ میں اس پورے کمرے کو نہ دکھاؤں ایک کوناد کھا دوں۔ آپ یقین کریں وہاں جب یہ Covid کی بات پھیلی۔ کون اُدھر کام کرنے جایگا؟۔ یعنی اگر میں آپ سب کو بولوں کہ جی میں آپکو ایک positive facility یا quarantine میں لے چلتا ہوں۔ آپ وہاں جا کر تھوڑی مزدوری کریں۔ انہوں نے کہا ”جی پچاس ہزار روپے بھی تنخواہ دیں گے ہم نہیں آئیں گے“۔ تو کس طرح ہم نے manage کیا؟۔ یہ صفائی والے کیا دالبندین، ہمارے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں سامنے۔ انکا تعلق بلوچستان کے اُس حصے سے

ہے۔ کیا ہمارے لوگ وہاں covid میں جا کر کوئی چار سو با تھ رومز کو صاف کرتے؟۔ ہمیں مجبوراً کنٹریکٹ کی بنیاد پر کونٹے، ادھر ادھر آگے پیچھے سے ساری arrangements لی جانی پڑی۔ تو سوچیں جہاں آپ کو cook، صفائی والا، Sweeper، Covid کو دیکھنے والا، راشننگ سسٹم کیلئے بھی بندے نہیں ملیں اور آپ باقی جگہوں سے لے جائیں۔ اور پھر آپ یہ تصور کریں کہ جی وہاں تو ایک کوئی عالیشان سسٹم ہوتا۔ وہاں پر ہر جگہ ڈاکٹرز ہوتے۔ ڈاکٹرز جانے کو تیار نہیں تھے۔ ہمارے بلوچستان کے ڈاکٹرز جو سرکاری ملازم ہیں۔ جنکے خلاف انکو آری بھی کچھ کی ہو رہی ہیں۔ تو ایسے situation میں جب آپ آتے ہیں۔ اور آپ کے پاس space بڑی کم ہو، جگہ بڑی کم ہو۔ پھر حکومت بلوچستان نے وہاں جو بھی کیا۔ میں لوگوں کو کہتا ہوں، میں اور آپ تفتان کا شکر یہ ادا کریں۔ آج ہم کہتے ہیں کہ جی تفتان نے یہ پوری وباء پھیلا دی۔ یہ بہت نہ صرف نامناسب بات ہے یہ غلط بات ہے۔ اور کم از کم ہمیں تو نہیں کرنا چاہیے کہ ہم اپنے ایک علاقے کو خود اپنے منہ سے بدنام کریں جس کا کوئی ایک percent کا قصور بھی نہیں ہے۔ اور ان لوگوں نے جب ایک مہینہ گزارا وہاں۔ ان کی جو بھی medications ہوئیں۔ میں آپ کو، جس طرح بتا رہے تھے کہ اور میں اس فورم پر بیٹھتے ہوئے میں خراج تحسین پیش کرونگا ہمارے ہزارہ کمیونٹی کو کہ جس بُرداری کے ساتھ انہوں نے ہمارے ساتھ وہاں تعاون کیا۔ اور پھر آ کر ادھر پی سی آر اور یہاں پر جو ہماری جو دوسری facilities ہیں، یہاں ہمارے ساتھ cooperations کی، ہمیں ان سب کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے۔ ان کے علاوہ کوئی اور ہوتے یہ آرڈی اے بلڈنگز سے، یہ پی سی آر، پی سی ایس آئی آر کے facilities سے، یہ بھاگ کر اپنے علاقوں میں چلے جاتے۔ کیونکہ ایران میں بیس دن وہاں انہوں نے گزارے۔ لگ بھگ ایک مہینہ انہوں نے آ کر تفتان بارڈر پر گزارے۔ پھر ادھر ہمارے پاس تقریباً کوئی بیس، پچیس دن گزارے۔ ایک عام situation میں میں اور آپ آج Covid میں بیس دن اپنے گھر گزارتے ہیں، اکیسویں دن ہمارا بھی دماغ صحیح کام نہیں کرتا۔ آپ imagine کریں ڈیڑھ مہینے میں سفر میں یہ سارے لوگ، مشکلات میں، انہوں ہمارے ساتھ وقت گزارا۔ تو ہماری اسمبلی appreciate کرتی ہے کہ ہزارہ کمیونٹی نے ایک بہت اچھے انداز میں ٹھیک ان دنوں میں چیزیں تھوڑی بہت اوپر نیچے ہوئیں۔ لیکن پھر بھی صبر کے ساتھ، تحمل کے ساتھ جوں جوں انکے لوگ positive سے negative ہوتے جاتے گئے الحمد للہ وہ ساری situation improve ہوتی گئیں۔ اور جو ایک ایک زائرین بھی اگر گیا ہے۔ دیکھیں! بلوچستان کی contribution پر آپ بات کریں۔ ان زائرین کو، ایک ایک زائرین کو ان کے صوبے میں گاڑیوں سمیت Quarantine اور Isolation اور S.O.Ps کے ساتھ ہمارے میں یہاں پر ہمارے یہ بلوچستان کوچ ایسوسی ایشن ہے، جو owners ہیں، ان کو ہمیں خراج

تخصیص پیش کرنا چاہیے کہ اُن کے تقریباً کوئی سو بسیں تھیں جو پازیٹیو کیسز کو یہاں سے پنجاب کے quarantine لے گئے۔ سندھ کے quarantine لے گئے، ڈیرہ غازی خان تک لے گئے اُن کی گاڑیوں میں گئے۔ اور باقاعدہ بلوچستان یہاں سے سیکورٹی، SOPs کے ساتھ، یہ سارے positive یا negative جو بھی گئے۔ اُن میں 30% کو ہوا تھا۔ 70% کو پھر بھی نہیں تھا، 35% کا average چل رہا تھا۔ یہ لوگ وہاں گئے ہیں، باقاعدہ سندھ کے ایڈمنسٹریشن کے ہم نے حوالے کئے ہیں۔ اُنہوں نے بھی الان کو اپنے quarantine میں پھر پندرہ دن رکھا، سارے صوبوں نے رکھا۔ تو تفتان کے لوگ اور تفتان سے جو سائزین ہیں وہ تو دو مہینے پورے پاکستان میں اپنے گھروں تک نہیں جاسکے۔ اور ہم اس فلور پر آ کے یہ کہیں کہ جی یہ پورے پاکستان میں پھیل گئے۔ تو یہ بہت نامناسب یا شاید ہماری معلومات میں کمی ہے۔ اُس کی وجہ ہے جس کو پہلے دن سے میں negate کر رہا ہوں۔ اور آج تک کرتا ہوں۔ اور نیشنل میڈیا پر آپ ابھی بھی جا کے دیکھیں، بہت سارے سیاستدانوں کو، بہت سارے اینکرز، اُن سب کو ہمیں نے یاد دہانی کرائی کہ آپ اگر اپنے بیس دن daily وی آ کے اگر تفتان، تفتان نہیں کرتے۔ اور باقی چیزوں پر تھوڑی بہت روشنی ڈالتے، یہاں تک کہ صوبے بھی اس شامل ہو گئے تھے۔ پھر باقاعدہ سندھ کے وزیر اعلیٰ، پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے معذرت کی کہ ہم معذرت کرتے ہیں کہ اگر ہمارے کیمینٹ کے ممبران نے بھی اگر ایسی بات کی ہے جو کہ نامناسب اور ٹھیک نہیں ہے، ہم معذرت کرتے ہیں۔ میں معذرت کرتا ہوں وزیر اعظم صاحب کے سامنے معذرت اُنہوں نے کیئے ہیں۔ تو یہ لوگ اگر بیس، پچیس دن اگر اپنی چیزوں پر تھوڑی نظر رکھ لیتے اور وہ سات لاکھ بندے جو پورے دنیا سے پاکستان میں پھیلا۔ یہاں تک کہ بارہ ہزار بندے air travel کر کے آپ کے صوبے میں بھی آئے تھے۔ تو یہ transmission آپ کا imported transmission نہیں ہے جس طرح محترمہ نے کہا، بالکل ٹھیک کہا۔ آپ کا صرف تین سے چار فیصد سائزین کا تھا۔ 97% پورے پاکستان میں یہ اگر پھیلا ہے، یہ local transmission جو باہر سے ہمارے لوگ air flights سے آئے جن کی تعداد ساٹھ لاکھ تھی۔ جس میں سے ہر تقریباً پانچواں یا چھٹا بندہ positive نکل رہا تھا۔ یہاں تک کہ لندن سے آنے والے، امریکہ سے آنے والے، آج دہئی کا آپ حال دیکھیں، قطر کا حال دیکھیں، سعودی کا حال دیکھیں، ہر طرف positive نکل رہے ہیں۔ یہ سارے لوگ وہیں سے آئے تھے۔ اور ہم نے ان کو دیکھا نہیں ناں ہم نے، وہ جہاز سے اترتے گئے۔ یہاں جیسے باہر ایک میٹر لگا ہوا ہے۔ ہم نے میٹر لگا یا کہ جی آپ کو، پہلے تو ہمیں پتہ ہی نہیں تھا کہ کورونا کا پتہ کیسے چلے گا؟۔ کس کو ہے یا نہیں ہے؟۔ تو شروع شروع میں SOPs بنی کہ جی کہ جس کو ٹیسٹ پیچر ہے یہی کورونا والا ہے۔ آج پتہ چلا کہ کورونا والا آپ کے پاس بیٹھا ہوگا ناں اُس کو ٹیسٹ پیچر

ہوگا، ناں اُس کو بخار ہوگا، ناں اس کو کھانسی ہوگی، ناں زکام ہوگا۔ وہ ہٹا کٹھا ٹھیک ہو کے کورونا اُس میں آئیگا بھی۔ کھیلے گا کُودے گا بھی اس کو کچھ نہیں کریگا۔ اور آپ کو دیکر چلا جائیگا۔ اور ہم نے سات لاکھ بندوں کو آکر صرف یوں یوں کیا، گن لگایا، ہم نے کہا کہ جی یہ positive نہیں ہے۔ آپ پورے پاکستان میں ہر جگہ پھریں جہاں آپ کو پھرنا ہے۔ ہمیں وہاں توجہ کرنی چاہیے تھی جو کہ ہم نے نہیں کی اور ہم تفتان کے پیچھے پڑ گئے۔ اور یہ وقت یہ چیز دنیا انشاء اللہ خاص کر پاکستان یاد رکھے گی کہ یہ غلطی اگر نہیں ہوتی، آج بھی پاکستان بہت بہتر ہے۔ لیکن اور بہتر ہوتا۔ جناب اسپیکر صاحب! صرف تفتان ہماری ذمہ داری نہیں تھی، ساتھ ساتھ ہم یہاں بھی کام کر رہے تھے نصیر آباد میں کیا کرنا ہے، خضدار میں کیا کرنا ہے، حب میں کیا کرنا ہے، پشین میں کیا کرنا ہے، چمن میں کیا کرنا ہے، زیارت میں کیا کرنا ہے۔ کونٹہ کے facilities کو بہتر کرنا، شیخ زید کو equipped کرنا، فاطمہ جناح کو اسکے لئے اسکو equipped کرنا، بی ایم سی اس کے لئے اس کو equipped کرنا۔ جنرل ہسپتال اس کو دیکھنا ہے۔ باقی چیزوں کس کو Covid کے لئے رکھنا ہے، کس کو نہیں رکھنا ہے۔ ہم نے کسی positive کو پہلے دن لا کر کسی بھی ہسپتال میں نہیں رکھا۔ ہم نے پی ایس آر سینٹر میں رکھا۔ پھر اُس کے بعد جو ہماری دوسری اتھارٹی کی بلڈنگ تھیں وہاں ہم نے رکھا۔ Covid کے مریض جب positive بنا شروع ہوئے۔ پھر پہلا step ہم نے ان کو شیخ زائد ہسپتال میں لے گئے۔ اور شیخ زائد ٹوٹل ڈیکلیر تھا کہ صرف positive دیکھے گا۔ پھر ساتھ ساتھ کیس فاطمہ جناح میں آئے تو فاطمہ جناح میں گئے۔ BMC میں شاید ہمارا آج تک بھی اگر میں غلط نہیں ہوں آج کے date تک میں نہیں کہہ سکتا اُس کو اسی لئے ہم نے استعمال نہیں کیا کہ ہم کیوں ایک facility کو positive میں لیجائیں جہاں ہمیں شیخ زید اور فاطمہ جناح ہماری requirement پوری کر رہی ہے۔ سول ہسپتال کبھی Covid نہیں تھا۔ جیسے میرے ایک دوست نے کہا کہ ترین صاحب ادھر تھا ترین صاحب جب سول ہسپتال گئے ہیں، سول ہسپتال Covid کا isolation نہ کبھی تھا اور نہ کبھی اس کی treatment وہاں ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کی مغفرت کرے، اُن کی درجات بلند کرے، وہ جب وہاں گئے ہیں، تو وہاں پھر اُن کی positivity کا بتایا گیا ہے کہ جی چونکہ ان کی طبیعت بہت خراب ہے ہم ان کو ہسپتال لائے ہیں اور اب ان کو positive ہے۔ اور اُن کی ایسی پوزیشن نہیں تھی کہ ہم اُن کو شیخ زید اُسی وقت لیجاتے یا فاطمہ جناح لیجاتے۔ اُس ایمر جنسی میں جس کی وہ بات کر رہے ہیں کہ سیکرٹری ہیلتھ یہ سارے ڈیپارٹمنٹ اس ہسپتال کیوں ایمر جنسی میں پہنچے۔ کیونکہ Civil Hospital was not declared as a Covid hospital. please اس بات کو اصغر خان صاحب بھی جب MPA کی صورت میں جب کہتے ہیں کہ جناب محترم! Covid کی کوئی تیاری سول ہسپتال میں نہیں تھی۔ تو Covid

declared ہی جب نہیں ہے سول ہسپتال تو وہاں کیا تیاری ہوگی؟۔ وہاں ہم نے کبھی اُس کی تیاری رکھی نہیں ہے۔ اُس کی ساری تیاریاں جو ہے شیخ زید اور فاطمہ جناح میں اور بی ایم سی میں ہیں۔ خیر اُس ٹائم پر نہ وہ ٹریول کر سکتے تھے، اُن کی situation ایسی تھی تو وہیں پرائمر جنسی میں جس بات کی وہ خود تصدیق بھی کر رہے ہیں کہ یہ ٹیسٹ کیا گیا۔ اس میں وینٹی لیٹر کو اس setting پر لایا گیا، دوسرے پر لایا گیا اور اپنی پوری کوشش کی گئی۔ لیکن باقی جہاں تک SOPs کے ساتھ اُنکی جو body ہے، اس کو سول، باقاعدہ یہاں سے گورنمنٹ لے گئی پوری SOPs کے ساتھ اُن کے گھر کو، سسٹم کو ادھر بنایا گیا۔ یہ کہ حکومت نے کوئی responsibility نہیں دکھائی۔ اور انشاء اللہ میرے خیال میں اس کی گواہی اُن کے بیٹوں نے بھی دی تھی، جو ٹی وی پر آئے تھے۔ اور بعد میں لوگ بھی جو اُنکے جنازوں میں تھے اور باقی جگہ گئے ہونگے، جو ہم کر سکتے تھے وہ ہم نے وہاں پورا کیا۔ تو جناب اسپیکر صاحب! چونکہ اس بات کے ساتھ، اسی دوران میں میں نصیر آباد ڈویژن گیا، سب ڈویژن گیا۔ اور میں اسکو repeat نہیں کرنا چاہ رہا۔ اس کا جواب دینش صاحب نے دیدیا۔ وراس دوران ٹی وی میں بڑا چلا اخبار میں بھی بڑا چلا۔ میں نصیر آباد اور پھر اس کے بعد سب ڈویژن اسی لئے گیا تھا کہ ساری facilities کو ہم دیکھیں، چیزوں کو ہم دیکھیں۔ اور یہ میرا اپنا ایک حق بنتا ہے کہ میں اپنا ایک رات یا اپنی دو راتیں اگر میں ثناء صاحب کے گھر میں اگر گزاروں یا میں ملک صاحب کے گھر میں گزاروں یا میں سیکرٹری صاحب کے گھر میں گزاروں یعنی کہ وہ میرا ایک decision ہے اور میں اس پر پابند نہیں ہو سکتا کہ کوئی مجھے بولے کہ جی آپ نے مگسی فیملیز کے گھر میں کیوں، یعنی آپ نے وہاں ٹائم گزارا۔ آپ نے مچھلی کا شکار کیا۔ اور آپ نے پتہ نہیں ہے کونسے شکار کیئے۔ میں نے اپنی زندگی میں ناں کبھی بکرے کا شکار کیا ہے ناں کبھی ہرن کا کیا ہے اور ناں کسی مچھلی کا شکار کیا ہے۔ الحمد للہ ان چیزوں سے میرا کوئی شوق نہیں ہے۔ ہاں میں ان کے پاس ضرور گیا تھا۔ میرے ان کے ساتھ ہمارے خاندانی بہت پرانے تعلق ہیں۔ اور جس وقت نصیر آباد کا ہمارا ٹور ختم ہوا واپسی پر ہمیں سب جانا تھا، جھل مگسی بھی ہم نے دیکھا۔ جھل مگسی گندا واہ بھی بلوچستان کا حصہ ہے۔ ان کی facilities ہم نے دیکھیں۔ اور دوسرے دن پھر میں سب بھی آیا تھا۔ وہیں visit ہم نے کی۔ تو اس بات کو خیر میں اسی لئے clarity پر لانا چاہ رہا تھا کہ بار بار یہ repeat ہوتا ہے اور ان چیزوں پر تھوڑی سی ایک بد مزگی سی پھیلتی ہے۔ اور اس پر لوگ بات بھی کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے چیزیں ہماری بڑھتی گئیں۔ حالانکہ بہت تفصیل سے Locust پر جناب زمرک خان صاحب نے بتایا، ضیاء لاگو صاحب نے بتایا۔ میڈم ربابہ صاحبہ جو ہماری پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ کی انہوں نے نے بتایا۔ حالانکہ ان کو کچھ دن ہوئے ہیں آئے ہوئے ہیں۔ ہیلتھ پر بھی اس ساری پہلوؤں میں بہت ساری چیزیں آگے پیچھے ہونیں، جن کو ہم نے manage کرنا بڑا مشکل

تھا لیکن کیئے۔ بلوچستان حکومت نے جو فوراً فوراً سارے steps بنائے۔ اپنی establishment کنٹرول رومز بنائے، چاہے وہ سی ایم کے آفس کے ہوں، کمشنرز کے ہوں، سی ایس کے ہوں، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ہوں، باقی محکموں کے ہوں۔ up-to-date آج بھی میرے پاس یہ رپورٹس ہیں جو ہم daily basis پر basically share کرتے ہیں۔ daily basis یہ باقاعدہ ہمارے پاس آتے ہیں۔ ہمارے اداروں کے پاس آتے ہیں۔ ان سب کے پاس آجاتے ہیں جو ہمیں تصاویر کے ساتھ، ڈیٹا کے ساتھ، ٹیسٹنگ کے ساتھ، راشن کے ساتھ، Locust کے ساتھ، ہر چیز کے حوالے سے، ڈسٹرکٹ ٹو ڈسٹرکٹ facility کام کیا ہوا، نہیں ہوا positive cases، یہ ساری چیزیں ہمیں بتائی جاتی ہیں۔ ساتھ ساتھ ہم نے اسپیکر صاحب! پہلی دفعہ بلوچستان میں online and hotline کا ایک concept بھی کال سینٹر کا بنایا جو بلوچستان میں پہلی دفعہ شاید بنا ہے۔ جہاں اسی بلوچستان کے بچے اور بچیاں ابھی تقریباً ایس کے لگ بھگ ہیں، جو کال سینٹر پر آپ کا phone receive کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگ انکو covid کے بارے میں معلومات سے کم بات کرتے ہیں، راشن کے بارے میں لوگوں نے زیادہ بات کی ہے۔ دوسری چیزوں کے بارے میں الگ بات کی۔ ہم نے پھر بھی اس کو continue رکھا ہے تاکہ یہ facilities آتی جائیں۔ اسی طرح پی ڈی ایم اے نے اپنی ایمر جنسی ایک سینٹر ہے اس کو الگ طریقے سے دیکھ رہی ہے۔ ان ساری چیزوں کو دیکھتی ہے۔ testing and screening صرف ہمارے لئے مسئلہ نہیں تھا۔ testing پورے پاکستان کے لئے نہیں پوری دنیا کے لئے ایک بڑا مسئلہ تھا۔ اور یہ بات میڈیم نے بھی کہی، باقی دوستوں نے بھی کہا۔

(خاموشی۔ آذان عصر)۔

جناب قائد ایوان: تو اسی طرح جناب اسپیکر صاحب! قرظینہ کی سہولت ہر لحاظ سے، گورنمنٹس کی بلڈنگیں ہمیں ملیں۔ اُنکے اندر facilities تھیں۔ میرے ایک دوست نے بات کی، اختر حسین صاحب نے، کہ جی پرائیویٹ ایک آدمی آپ بھیج دیتے جو پرائیویٹ ہسپتالوں کے لوگوں سے ملاقات کرتی۔ میرے خیال میں میڈیم نے بڑی صحیح بات کی کہ آپ اگر معلومات لیں تو ہم آپ کو بتائیں، ہمارا ایک پورا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے ایک wing create کیا ہے، جنہوں نے پرائیویٹ ہسپتالوں کے owners کے ساتھ ایک نہیں، دو نہیں، چھ سے سات ملاقاتیں کی ہیں۔ انکے ساتھ SOPs طے کی ہیں۔ ان کو یہاں تک بتایا کہ خدانخواستہ اگر ایسی situation ہوگی تو آپ کا ہسپتال ہمیں کتنی مدد کریگا۔ حکومت آپ کے ساتھ کیا کرے گی۔ ہم یہ کر چکے ہیں۔ ہم ان سے مل چکے ہیں۔ وہ الگ بات ہے کہ انکو معلومات کسی نے شاید غلط دی ہیں کہ باقاعدہ ہمارے ایک پروگرام کے جو ہیڈ ہیں، وہ اسکو

forward لیکر اس کے پاس گئے ہیں۔ اور انہیں کے ساتھ interaction میں ہیں۔ تو یہ ہماری S.O.P ان کے ساتھ ہو چکی ہیں۔ آپ kindly ان کو تھوڑا سا update رکھیے گا۔ اسی کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر صاحب! ہم نے وینٹی لیٹرز کی بات کی۔ دیکھیں! وینٹی لیٹرز کی بات ڈاکٹر صاحبان چونکہ آپ کو بہتر انداز میں بتا سکتے ہیں۔ اور انہوں نے بتائی بھی ہوں گی۔ وینٹی لیٹرز کا جو پورا سسٹم ہے وہ صرف ایک مشین لانے سے نہیں بنتا۔ اس کی مشین ہے، اس کی requirements ہیں۔ بلوچستان میں جو بھی وینٹی لیٹرز تھے اور جو ہمیں ملنی تھیں۔ اور یہ بات تھوڑا سا ہمیں realise کرنا چاہیے کہ جب یہ پوری دنیا میں وباء پھیلا ہے۔ ایر فلٹس بند، شپنگ لائنز بند۔ پاکستان نہ تو وینٹی لیٹرز خود بناتا ہے، نہ پاکستان P.P.A kits خود بناتا ہے۔ نہ پاکستان 3MM کے جو آپ کے N.I.D masks ہیں، وہ پاکستان بناتا ہے۔ یہ ساری چیزیں نہ پاکستان پی ڈی ایم اے بناتا ہے، نہ پاکستان distance kits بناتا ہے۔ تو یہ جو چیزیں بھی آئی تھیں تو کسی اور ملک سے آئی تھیں۔ اور اگر اس ملک کا پورا تعلق آپ کے ساتھ پورے دنیا کے ساتھ ختم ہوا ہے تو آپ انہیں سہولیات کو بڑے احتیاط سے استعمال کریں گے۔ یہ بار بار کبھی ہمیں کہتا ہے کہ جی P.P.A kits یعنی ڈاکٹرز کے ساتھ میں تین دفعہ خود مل چکا ہوں۔ دو دفعہ مل چکا ہوں۔ بی ایم سی کے اندر اُن سے مل چکا ہوں۔ پھر ہمارے زمرک خان صاحب ہیں، پارٹی کے دوسرے لوگ ہیں، انہوں نے ان کے ساتھ مشاورت کی، اُن سے بات کی۔ اور ہم نے سمجھانے کی بھی کوشش کی کہ ہمارے لیے سب سے پہلی priority شیخ زید ہسپتال، فاطمہ جناح ہسپتال یہ ہیں، جہاں covid کے مریض آتے ہیں۔ دوسری کیٹیگری میں ہمارے وہ ہسپتال آتے ہیں، جہاں open OPDs ہوتے ہیں۔ تو اُن OPDs کیلئے آپ کو بھی کچھ benchmarks رکھنے پڑینگے۔ لیکن ہم نے سپلائی دی، ہر جگہ دی۔ ہم سے ڈسٹرکٹس ڈیمانڈز کر رہے تھے وہاں پر ہم نے بھیجے۔ یہ نہیں کہ P.P.A kits ہمیں ڈیڑھ مہینے بعد ملے۔ ہمیں P.P.A Kits ملے۔ لیکن ہم نے اُنکو ترتیب سے as per requirement تقسیم کیئے۔ کیونکہ P.P.A Kits کو آپ O.P.D میں نہیں پہنتے۔ تو مجھے ایک ڈاکٹر نے کہا کہ جام صاحب! ہمیں کیا پتہ کہ یہ آدمی positive ہے یا نہیں ہے۔ تو میں نے کہا دیکھیں جی! distancing, screening اور سے اوپی ڈی کا masks, precautionary۔ آپ wind-screening لگا سکتے ہیں۔ sanitizers کو تیز کر لیں۔ انکو mask پہنا دیں۔ یہ وہ کام ہیں جو آپ نارمل او۔ پی۔ ڈی میں کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ اگر پورا P.P.A Kit پہن کر جائینگے تو P.P.A kit چھ گھنٹے سے زیادہ آپ نہیں پہن سکتے۔ آپ کو پھینک دینا پڑیگا۔ پھر ایک اور P.P.A kit آپ پہنیں گے تو ہم بعض اوقات زیادہ O.P.D کیلئے یہ سارے ہسپتالوں میں اگر ہم نے یہ P.P.A kits دے دیئے تو فاطمہ جناح میں، شیخ زید میں

اور بی ایم سی میں جب مریض جائینگے جنہوں نے اصل Covid مریضوں کے ساتھ ہونے ہیں۔ وہاں ٹیسٹنگ کرنی ہے۔ labs میں جو ہمارے ٹیسٹنگ ہو رہی ہیں پھر اُنکے پاس نہیں ہوگا۔ ہم باقاعدہ ترتیب سے آپکو دے رہے ہیں۔ ہاں اس میں کمی بیشی ہے۔ لیکن چونکہ وہ ایک نیا نیا ٹائم تھا۔ میرے خیال ایک جذبات بھی تھی اور باقی چیزیں بھی شامل ہوئیں۔ ایک، دو احتجاج بھی ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنی کچھ چیزیں انہوں نے بھی realise کی۔ کچھ ہم نے بھی اُن کیلئے efforts کیئے۔ وہ باتیں بہت حد تک solve ہو گئیں۔ تو حکومت بلوچستان پہلے دن سے آج تک وہ ساری demands کو اپنے لحاظ سے اُسی طرح utilize اور دے رہی ہے۔ جہاں ہم اپنی پوری procurement chain کو اور اپنی scope کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ کہ یہ نہ ہو کہ ہمیں کل کو نصیر آباد یا تربت یا خاران یا پشین میں اگر ہوا ہے۔ پشین میں آپکے کیسز بڑھ گئے ہیں۔ چمن کا ہم ایک نیا بارڈر کھول دیا ہے۔ تو آج اگر ہم نے یہ ساری چیزیں ایسی بانٹ دی ہوتیں تو میں اور آج آپ کو بٹے کے لیے یوں بالکل حیران بیٹھے ہوتے کہ ہم یہ سامان فوراً بھی کہاں سے لائیں اور لوگوں کو دیں۔ تو ہم نے اس کی تقسیم کا ایک mechanism جو بنایا وہ بہت سوچ سمجھ کر اور بہت سارے ڈاکٹرز کے ساتھ۔ حالانکہ ان کے بھی جذبات بڑے اُس زمانے میں تھے کہ جی نہیں فوراً زیادہ سے زیادہ ہو لیکن بعد میں وہ بھی realise کر رہے تھے کہ اگر یہ ساری stocking ختم ہو جائیں گی تو بچے گا کچھ بھی نہیں۔ اور جب بچے گا کچھ نہیں اور پیچھے سے یہ آئیں رہا تو پھر پاکستان پتہ نہیں کہاں سے یہ چیزیں لائے۔ یہ چیزیں ہمارے پاس کم تو ہیں لیکن اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ دیکھیں! ہم کوئٹہ، پشاور، سیالکوٹ، گجرانوالہ، سکھر، نوابشاہ باقی شہروں کی طرح شہدادکوٹ یا کراچی کی طرح نہیں ہیں آپ لوگ بتائی کہ یہاں کونسا پرائیویٹ ہسپتال ہیں؟۔ جہاں اپنا صرف نارل ٹیسٹ ہو جاتے ہیں۔ وہاں تو آغا خان ہے، لیاقت نیشنل ہے، چغتائی ہسپتال ہے، انڈس ہسپتال ہے۔ کراچی کا جو سب سے بڑا جو pressure برداشت کیا وہ دو ہسپتالوں نے کیئے۔ وہ کونسے ہسپتال تھے؟۔ انڈس ہسپتال اور آپ کے آغا خان اور پھر لیاقت نیشنل۔ ہمارے ہاں تو یہ ساری ذمہ داری حکومت بلوچستان کے ہسپتالوں پر تھیں۔ ہماری پرائیویٹ ہسپتالوں کی صورت حال آپکے سامنے ہیں۔ اُنکے اندر یہ capacity ہی نہیں ہے۔ ہاں اُنکے پاس وہ او۔ پی۔ ڈی کی capacity ہیں۔ Covid کا پورے صوبے کا اور اس شہر کا اگر burden اٹھایا تو ہمیں داد دینی چاہیے فاطمہ جناح ہسپتال کے ڈاکٹرز کو۔ ہمیں شیخ زید کے اندر جو ہسپتال ہیں۔ انہوں نے جس طرح اس کو manage کیا۔ یہ ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ آپ یقین کریں اگر یہ situation کہیں اور ہوتی اس کا ایک بہت بڑا outcome نکلتا۔ کیونکہ ہم پرائیویٹ سیکٹر میں ہر جگہ سے پھسنے ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس نہ تو کوئی ڈاکٹر دیکھنے کا ہے۔ نہ کسی کا P.C.R مشین ہے۔ ایک ہی P.C.Rs

machine ہے وہ حکومت بلوچستان کے ہسپتال میں ہے۔ تو ہمیں please سندھ، پنجاب، KPK کے ساتھ، میں بار بار لوگوں کو کہتا ہوں ہمیں آپ compare نہ کریں۔ آپ وہاں advertisement دیتے ہیں اور باقی specialized sector کے لوگوں ہیں۔ کہ آپ کے پاس لاکھوں لوگوں کی درخواستیں آتی ہیں۔ بلوچستان میں ایسے اضلاع ہیں جہاں جا کر کسی کو ڈاکٹر کو لگائیں، اسپیشلسٹ کو لگائیں، ہمیں کوئی ملتا نہیں ہے۔ تو بلوچستان میں human resource کا ایک بہت بڑا نقطہ ہے جو کچھ ایریاز میں بہت زیادہ ہیں کچھ ایریا میں ہمارے پاس specialization نہیں ہیں اور وہ ہمیں create کرنی پڑیں گے within time۔ وہ ایک دوست کی بات صحیح ہے کہ اگر پچھلے بہت سالوں میں اگر یہ چیزیں ہو جاتیں تو آج ہم ان کو بہت آسانی کے ساتھ fulfill کرتے۔ لیکن کیبنٹ نے پھر بھی اپنے decisions لیئے۔ ہم نے بہت ساری چیزوں کو advertisement پر بھی دیا ہے جو کالم، انٹرویوز بھی ہم کر رہے ہیں اور لوگوں کو fulfill بھی کیئے ہیں۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے بہت سارے ایسے جو ہمارے specialize جو ٹیسٹنگ میں ہیں، جو اس فیلڈ کے ساتھ زیادہ ہیں ان کو ہم نے hire کیا ہے، رکھا ہے اور مذید بھی آگے کر رہے ہیں۔ تو ہماری situation باقی صوبوں سے تھوڑی ہٹ کر ہے۔ ہمارے پاس ایک ہی پورے صوبے میں میڈیکل یونیورسٹی ہے وہ بھی ابھی تک پورا نہیں ہیں آپ کا۔ تو ہر جگہوں پر جائیں آپ کو human resource پرائیویٹ سیکٹر میں بھی ملتا ہے گورنمنٹ میں بھی ملتا ہے۔ اداروں میں بھی ملتا ہے باہر سے بھی آتے ہیں۔ تو چیزیں تھوڑی بہت۔ spread-out ہو جاتی ہیں۔ تو جناب والا! تفتان میں پھر ہم نے ایک پلان بنایا کہ تفتان، چچن اور کوئٹہ جس پانچ سو پچاس کروڑ کی بات ہو رہی ہے۔ initially فوراً انہی ٹائم پھر ہم نے prefabrication containerisation کا سسٹم start کیا۔ ہم نے فوراً وہاں پر جو بھی ہمارے sanitary equipment کی requirement ہے۔ facilities کی ہے۔ toilets کی ہے۔ میڈیکل سہولیات کو ٹھیک کرنی ہے۔ ان کو organise کرایا۔ الحمد للہ آج تفتان کے اندر ہی وہ prefabricated وہ جو ہمارے جو isolation rooms ہیں۔ جو کل کو زائرین کو بھی کام آئیں گے وہ بن رہی ہیں۔ تفتان میں بن رہی ہیں اور کوئٹہ کے اندر ایک بہت بڑی facility بن رہی ہے جس پر ہمارے ماضی میں بہت سارے۔ الان کے بھی خدشات ٹھیک ہے۔ میں ان کو ان کا قصور وار نہیں ٹھہراتے ملک نصیر شاہوانی صاحب کو یا ہمارے کچھ ہمارے کچلاک کے ایریا کے لوگ تھے یا ہمارے یہاں تک کہ حاجی کمپ کے پاس جو رہنے والے لوگ ہیں شروع میں مجھے اور آپ کو بھی positive covid کا پتہ نہیں تھا۔ اور ہمارے اندر ایک خوف و ہراس زیادہ تھا۔ آج ہمارے پڑوسی میں بھی کسی کو ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ چلو بھائی ادھر ہے فاصلہ

ہے۔ لیکن شروع میں لوگوں نے سمجھا پتہ نہیں کیا ہے۔ لوگوں نے آنے نہیں دیا۔ لیکن آہستہ آہستہ اب ایک سہولت ہم ایسے بنا رہے ہیں جو پورے بلوچستان، کونٹہ کے لیے خاص کر 150 میٹر پر ہوگی۔ جس میں isolation ہو۔ کل کو earthquake ہو۔ اس کے اندر کوئی وباء آ جائے۔ کوئی ہمیں ایمر جنسی میں ضرورت ہو تو کونٹہ میں ایک ایسا 150 میٹر کا ایریا ہونا چاہیے جس کے اندر یہ ساری ان چیزوں کو ہم ایک جگہ پر manage کر سکیں۔ پانچ سے چھ ہزار لوگوں کو رکھ سکیں۔ ان کی خوراک ہوان کار ہنا ہوان کیلئے ہسپتال ہو۔ ان کو قرنطینہ کیا جائے وہ ساری سہولیات اس کے حوالے سے بن رہی ہیں جس کی تفصیل ہر لحاظ سے آپ کو ضرور ملیں گی۔ اسی طرح جناب اسپیکر صاحب! لاک ڈاؤن ایک بہت بڑا issue تھا۔ ٹرانسپورٹ تھا بزنس تھا۔ کون صوبہ چاہے گا کہ وہ اپنے لوگوں کو بیروزگار کریں؟ کوئی صوبہ نہیں چاہے گا۔ ایک طرف covid-19 کا خطرہ۔ ایک طرف بیروزگاری۔ یہاں سختی کرتے ہیں وہاں سے شور اٹھتا ہے۔ وہاں آپ سختی کرتے ہیں یہاں سے شور اٹھتا ہے۔ لیکن پہلے دن سے ہماری حکومت نے اور ہم سب نے ایک ہی اپنا وقف رکھا کہ انسانی جان سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ انسان بھوک سے ایک مہینے میں نہیں مرتا یا دو مہینے میں بھی اس طرح نہیں ہے survive کر جاتا ہے۔ پیاس سے حالانکہ آپ زیادہ جلدی مر جاتے ہیں کاروبار بھی revive ہو جائیگا۔ نوکری کے لیے بھی کوشش کی جائیگی۔ لیکن جس گھر میت جس خاندان سے باپ جس شوہر کا بیوی یا بیوی کا شوہر کسی کا بھائی کسی کا بیٹا وہ ایک دفعہ چلا جائے وہ واپس نہیں آ سکتا ہے۔ اور اس بات کو ہمیں ذہن میں رکھنا چاہیے۔ اور اس بات کا احساس آج آپ ہمارے ان لوگوں سے کریں جن کے گھروں میں 8 جنازے اٹھے۔ وہ اپنے جنازوں کو ہاتھ نہیں لگا پارہے تھے۔ اور ابھی بھی اگر ہم نہیں سمجھیں تو پتہ نہیں کب سمجھیں گے۔ کہ وہ میت جو خاندان والے اپنے ورثاء جو ہیں وہ اپنے میت کو اُس کی شکل تک نہیں دیکھ سکتے۔ قبر میں اتار نہیں پارہے ہیں تو اس سے بڑا ایک سانحہ اور کیا ہو سکتا ہے؟۔ تو ہمیں اس کو تھوڑا اسی لیے سنجیدہ لینا چاہیے۔ اور دیکھیں یہ آپ کی اوپر پینڈا مک کا جو economic effect ہے یہ صرف پاکستان یا بلوچستان پر نہیں آئیگا۔ دنیا پر 40 فیصد اقتصادی اس کا effect آچکا ہے۔ آپ یہ بھول جائیں کہ یہ آپ سے چار، پانچ سال تک اس کا اثر ہوگا، یہ آگیا ہے۔ میں اور آپ آج دکانیں کھول دیں یہ cover نہیں ہوگا۔ وہ جو نقصان ہو چکا ہے وہ چلا گیا ہے۔ ابھی آپ نے نقصان کو manage کرنا ہے۔ یہ management stage ہے۔ اور میں ثناء صاحب کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں ایک سو شوایکنا مک ایک اپنے بلوچستان کے جو ہمارے اپنے resources ہیں۔ فوڈ، لائیو اسٹاک، ایگریکلچر، فشریز اور باقی چیزوں پر ہمیں strategy جو ابھی ہم بنا رہے ہیں۔ لیکن ہم ان کو بھی بلائیں گے۔ یہ بھی آ کر ہمارے ساتھ بیٹھیں اپنی تجاویز دیں۔ اور ہم اس کو ایک بہتر working paper بنائیں گے۔

جس کو ہم تھوڑا بہت اپنی P.S.D.P میں بھی reflect کر رہے ہیں کہ ابھی ہم نے اپنا ایک strategy ہر گھر نے بدلنا ہے۔ ایک فرد نے بدلنا ہے ایک گھر نے بدلنا ہے۔ ایک گاؤں نے بدلنا ہے۔ ایک زمیندار نے بدلنا ہے، ایک فیکٹری کے مالک نے بدلنا ہے۔ اور ایک حکومت نے بھی بدلنی ہے۔ چیزیں وہ نہیں رہیں گے چیزیں بہت بدل جائیں گیں۔ چیزیں خرابی کی طرف بھی جائیں گے۔ آج اگر آپ یہاں 40 فیصد یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکا میں 3 کروڑ بندوں نے اپنی بیروزگاری کے درخواستیں جمع کیے ہیں۔ یورپ، لندن تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ابھی بھی جولائی تک نہیں کھولیں گے۔ یعنی کہ وہاں جو economic devastation آئی ہے وہ میں اور آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ ہمیں ایک مہینے، دو مہینے بعد پتہ چلیں گا کہ قطر، دبئی، سعودی عربیہ، یہ اتنا بڑا impact ہے۔ ہمیں اب، چونکہ ہم اللہ کا ہمیں بہت شکر ادا کرنا چاہیے کہ پاکستان میں خوراک wheat جو ہم پیداوار بڑھاتے ہیں۔ فشریز، لائیو اسٹاک۔ میری آپ سب کا یہاں آپ لوگوں سے بھی التجاء ہے، یہ چار چیزیں جس پر دنیا کام کرے گی۔ ہمیں اللہ نے دیا ہے ہمیں اس کو بہتر کرنا چاہیے کس چیز میں بہتر کرنا چاہیے؟ اُگتا تو ہم ویسے رہے ہی ہیں value addition میں۔ ہمیں value addition پر تھوڑا فوکس کرنا چاہیے کہ ہمارے لوگ اس میں تھوڑا بہتر اپنی بھی survival کر سکتے ہیں یا روزگاری کو تھوڑا اور بھی آگے کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ چار چیزیں ہیں جن پر ابھی آگے چیزیں جائیں گیں۔ 5th میں اس پر ہم نے کا شروع کیا ہے۔ تھوڑے لیول پر کیا ہے وہ ہے عوام کو ریلیف ایمرجنسی کا دینا ہے۔ آپ نے دیکھا ہے ”اخوت“ کے ساتھ ہم نے ایک MoU sign کیا تھا۔ الحمد للہ وہ سلسلہ پچھلے چار دن سے بلوچستان میں ہم نے شروع کیا ہے کہ 20 ہزار کی رقم قرض حسنہ کی صورت میں 25 ہزار first phase میں لوگوں کو ہم دے رہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو قرض حسنہ کا ہیں سود سے پاک ہے۔ اس کا second phase تھوڑے بڑے پیمانے پر آ رہا ہے۔ پھر آپ کیونکہ 20 ہزار وہ آدمی آپ سے لے گا جو بالکل اپنی living needs کو پورا کریگا۔ لیکن کچھ ایسے آپ کے بیروزگار لوگ ہوں گے جو پرائیویٹ سیکٹر سے ابھی نکالے جائیں گے۔ جن کا کاروبار میں نقصان ہوا ہوگا۔ ان کو آپ کو کسی کو لاکھ، پانچ لاکھ، چھ لاکھ، دس لاکھ تک کے ایسے قرضوں کے صورت میں business of opportunities دینی ہوں گی تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ اور اس پر گزارہ کریں۔ بلوچستان میں ایک بہت بڑی کھیپ ابھی آئیگی پاکستان میں ان لوگوں کی جو بیرون ملک سے بیروزگار ہو کر آئیں گے۔ قطر۔ یو اے ای۔ سعودی عربیہ۔ فار ایسٹ۔ یورپ آپ کے ملک میں ایک بہت بڑی کھیپ واپس آئیگی۔ جو وہاں نوکریوں سے نکلیں گیں۔ اور ان کے پاس کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ادھر آئیں گے۔ وہ ایک آپ کے اوپر ایک extra burden بھی آئیگا۔ جو ہم پر بھی آئیگا۔ لیکن باہر جو دوسرے

صوبے ہیں۔ اُن پر بہت زیادہ آئیگا۔ حکومت پاکستان کا ”احساس پروگرام“ ایک بہت اچھا step تھا۔ جو میں اُنہوں نے اُسکو بڑھایا بلوچستان کے اندر۔ جو اُسکے بہت سارے دو phases جو introduce کیئے گئے۔ جس میں ان phases پر لوگ شامل نہیں تھے۔ اُنکو شامل کیا گیا۔ میرے خیال سے لوگوں کو ایک بہت بڑی initial support ملی۔ دیکھیں ایک بڑی کہاوت ہے Somebodies garbages, somebodies treasure۔ انگریزی میں جس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز میرے اور آپ کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی وہ کسی کیلئے خزانہ ہے۔ یہ آپ نے دیکھا ہوگا لوگ کچرہ دانوں میں بہت سارے لوگ، باہر کے لوگوں میں۔ پاکستان میں واللہ عالم۔ کبھی کبھی انڈیا میں بہت دکھایا جاتا ہے۔ افریقہ میں۔ یورپ میں دکھایا جاتا ہے۔ کچروں سے چیزیں اٹھا کر کھاتے ہیں۔ میرے اور آپ کیلئے تو کچرہ دان میں، ڈبے میں پھینک دیا۔ اُس کیلئے نعمت ہے۔ تو ہمارے لیے کسی کیلئے پانچ ہزار نعمت ہے۔ کسی کے لیے دس ہزار نعمت ہے۔ کسی کے لیے بیس ہزار نعمت ہے۔ کسی کے لیے شاید دس لاکھ بھی کچھ نہیں۔ ابھی کسی نے اپنے کاروبار میں اگر پانچ کروڑ کا نقصان کیا۔ آپ بولیں جی دس لاکھ لیں۔ وہ بولے گا جی میرے لیے دس لاکھ کچھ معنی نہیں رکھتی ہیں۔ تو لہذا ہمیں ہر طبقے کی مدد کرنی ہے۔ ہزار روپے کی بھی مدد کرنی ہے۔ شاید وہ ہزار روپے کو دس دن تک چلا لیں۔ تو اسی لیے جس بات کی نشاندہی ہو رہی ہے۔ فوراً فوراً ہم نے راشن کا شروع کیا۔ آپ لوگوں نے بھی کیا۔ این جی اوز نے بھی کیا۔ پھر فوراً یہ ”احساس“ کا پروگرام بھی آیا۔ پھر یہ قرض حسنہ کا بھی آرہا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے پروگرامز بھی آئیں گے۔ یہ لوگوں کو ایک بہت بڑی مدد دیں گے انشاء اللہ۔ جناب اسپیکر صاحب! بہت ساری چیزیں ہم نے بند کیں۔ اُس کی وجہ تھی۔ لوکل ٹرانسپورٹیشن بلوچستان میں بند کرنے کا ہمارے ذہن میں جو تھا۔ کچھ لوگوں نے اتفاق کیا۔ کچھ نے اختلاف کیا۔ اس و باء کا 90% کوئٹہ میں ہے۔ باقی آپ کے علاقوں میں نہیں ہے۔ بلوچستان بڑا وسیع علاقہ ہے۔ ہمیں خطرہ تھا کہ یہ نہ ہو کہ لوکل ٹرانسپورٹیشن اگر ہم نے کھول دیں تو یہ و باء پھر بہت آسانی سے اُن اضلاع میں بھی جاتی جہاں ایک بھی کیس نہیں ہے۔ میں کل تربت سے آیا ہوں۔ تربت میں الحمد للہ کوئی patient نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم air flight بھی کھلا رکھتے۔ ٹرانسپورٹ بھی کھلا رکھتے۔ وہاں آج اللہ نہ کرے کہ کوئی بیس، پچیس کیس ہوتے۔ تو جہاں تک ہم چیزوں کو، دیکھیں! آپ اس کو کم نہیں کر سکتے۔ اس کو آپ روک، delay کر سکتے ہیں۔ تو ہم اس کو delay کر رہے ہیں۔ اور اُسی کی بجائے کہ ہم دکانوں کو تھوڑا delay کر رہے ہیں۔ ہم ٹرانسپورٹ کو تھوڑا delay کر رہے ہیں۔ ہم میں سے کون خوش ہوگا کہ کسی کے کاروبار کو بند کریں۔ لیکن ہمیں پتہ ہے کہ اس اسٹیج پر یہ بہت ضروری ہے۔ لہذا ہم ان چیزوں کو تھوڑا اس اسٹیج پر کنٹرول کریں۔ تاکہ آنے والے وقت میں ہمیں ان علاقوں میں جو ہیلتھ کی ایمرجنسی

آئیگی، وہ پرہم سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ کوئٹہ ایک ایسی facility ہے جس کو ہم manage کر رہے ہیں with all our efforts. لیکن اگر یہ وباء آپ کے ہرڈسٹرکٹ میں اگر پھیل گئی۔ نہ تو وہاں وینٹی لیٹر کی ایسی facility ہے۔ نہ وینٹی لیٹرز کے Experts ہیں۔ نہ کوئی BSL Labs ہیں۔ نہ باقی ساری چیزیں ہیں۔ تو یہ بڑا مشکل ہے۔ پھر اسی طرح ایک دوست نے کہا تھا کہ BSL Labs۔ اور PCR مشین کو لے جانا۔ اصل میں یہ چیزیں اکیلے نہیں جاتیں۔ PSL Lab ہر جگہ develop نہیں ہو سکتا۔ اس کے ساتھ آپ کو ایک پورا complete set up چاہیے۔ آپ کے پاس ڈاکٹرز بھی ہوں، Experts بھی ہو۔ اُس کی مشنری کی پوری ایک لسٹ ہوتی ہے کہ یہ سارے components اُس کے ساتھ ہوں پھر جا کر آپ ایک مشین کو testing facility بناتے ہیں۔ اور پھر جا کر آپ ایک Lab کو پورا Testing Lab بناتے ہیں۔ یعنی کہ میں آج وڈھ میں، وڈھ کی تحصیل ہیڈ کوارٹر میں یہ مشین لے جاؤں۔ اس کا کام کچھ نہیں ہوگا۔ یہ دیوار کی طرح ہوگا آپ کیلئے۔ وہ کچھ نہیں کریگا۔ جب تک آپ اُس کے سارے لوازمات اُسکے ساتھ نہیں لے جاؤ گے۔ اور وہ لوازمات اتنے آسان نہیں، اُنکو کسی ایسے جگہ میں لے جانا جہاں یہ facility پہلے نہیں ہو۔ خضدار میں ایک facility ہے۔ اُسی کو ہم بہتر کر رہے ہیں۔ اُس پر کام ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے۔ باقی خضدار میں، تربت میں، اسی طرح ہمارے پاس لورالائی یا ژوب میں۔ اور اسی طرح ہمارے پاس نصیر آباد میں ایک BSL پروگرام کے تحت ہم Lab facilities create کرنے جا رہے ہیں۔ تاکہ جو ہمیں تھوڑی بہت support اس سے ہمیں مل سکیں۔ disinfection کی جی بات ہو رہی ہے۔ میرے خیال سے گورنمنٹ آف بلوچستان نے بہت awareness کا کام کیا ہے۔ کیبل کے ذریعے، ویڈیوز کے ذریعے، ہمارے جو P.P.H.I کے ذریعے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے، ایڈمنسٹریشن کے ذریعے۔ D.Cs کے ذریعے۔ دیہاتوں تک گئے ہیں۔ پمفلٹس بانٹتے ہیں۔ پوسٹرز بنائے ہیں۔ آج بھی آپ کے کیبل پروڈیوز چل رہے ہوں گے۔ باقی ساری چیزیں ہیں۔ نیشنل میڈیا میں بھی ہم نے دیا۔ ہم نے اپنی پوری کampaigning awareness کیلئے ہر لحاظ سے دیں ہیں۔ اور یہاں تک کہ پریس۔ دیکھیں اس کا ایک آپ Experts سے بھی اگر پوچھیے گا۔ وہ میں کہتا ہوں ناں جیسے جیسے یہ آگے بڑھتا ہے پھر پتہ چلتا ہے۔ پہلے پتہ، ایک ترکی نے ایک چھوٹا سا ڈبہ بنایا تھا۔ جو یہاں بھی باہر ہے اسپرے کا۔ تو لوگوں نے بولا جی یہ بڑے زبردست لوگ ہیں۔ دیکھیں! اپنے قوم کو بچا رہے ہیں۔ آج لوگ کہتے ہیں یہ اس کو استعمال ہی نہ کریں۔ اس کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ یہ Covid کو تو ویسے بھی کچھ نہیں کریگا۔ شاید آپ کے آنکھوں کو تھوڑا خراب کر دیں۔ تو WHO بھی اپنے پہلے شروع میں۔ ہمارے تو لوگ کہتے ہیں کہ جی یہ

ماسک نہ پہنیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ آج کہتے ہیں نہیں جی آپ بھی ماسک پہنیں جس کو ہے وہ بھی ماسک پہنیں۔ دونوں پہنیں۔ تو یہ چیزیں بار بار covid ایک نئی چیز ہے۔ اسکے بارے میں آج کل کے اگر آپ ٹی وی کا انٹرویو۔ یعنی کہ USA کا جو صدر ہے وہ کہتا ہے میں وہ دوائی کھا رہا ہوں جو میرے Expert کہہ رہا ہے نہیں کھاؤ۔ تو آپ کیا کہیں گے؟ یعنی کہ میں آج آ کر بولوں کہ جی میں ماسک نہیں پہنوں گا۔ اسکو نہیں پہننا چاہیے۔ یہ صحت کیلئے خراب ہے۔ اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور میرے ہیلتھ Experts آجائیں کہ جی چیف منسٹر صاحب غلط بات کر رہے ہیں۔ تو لوگ جو ٹی وی میں دیکھ رہے ہیں۔ وہ پریشان ہو جائیں گے کہ جی بات کس کی ٹھیک ہے۔ صدر تو گولیاں کھا رہا ہے۔ یہ جو ملیاریا کی گولی ہے وہ صدر کھا رہا ہے۔ اور انکے جو Experts ہیں وہ کہتے ہیں جی یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ تو ایک بہت بڑا عجیب سا situation ہے۔ جس میں لوگ سیکھ بھی رہے ہیں۔ اور نئے نئے چیزیں آرہی ہیں۔ کچھ experiments ہو رہی ہیں۔ نئی نئی چیزوں کا ایجاد بھی ہوگا۔ اسی covid کے ساتھ جس طرح پرائم منسٹر صاحب نے کہا ہے ہمیں بھی چیزیں اسی طرح بہتر کرنی ہے۔ لیکن pre-empt efforts ہمیں definitely ہر لحاظ سے کرنے ہونگے۔ ساتھ ساتھ میں ضرور کہوں گا کہ جیسے ہم نے بہت ساری چیزوں میں ہمارے ساتھ۔ مجھے اس فورم پر بولنا بھی چاہیے۔ حالانکہ ہم expect نہیں کر رہے ہیں۔ ایڈمنسٹریشن میں نہیں کر رہی تھی۔ میرے خیال سے اس رمضان میں بلوچستان کے جتنے بھی مدارس ہیں۔ جتنے بھی مساجد ہیں۔ انہوں نے اور اسی طرح ہمارے minority کے جتنے بھی لوگ ہیں۔ ہمارے باقی شیعہ حضرات ہیں۔ اہل تشیع والے ہیں۔ ان کے لوگوں نے بہت اچھی contribution کی ہے۔ اور وہ جو اصل S.O.P کسی دفتر میں، کسی دکان میں، کسی مال میں یا کسی یہاں تک کہ سیکرٹریٹ میں بھی ہونا چاہیے۔ شاید نہیں تھا۔ دوران نماز ہم نے مساجد میں کہیں کہیں دیکھا ہے۔ جو کہ اچھی بات ہے۔ اور جنہوں نے spacing بھی رکھی۔ ماسکنگ بھی رکھیں۔ double gap بھی رکھا۔ ہمیں میرا خیال ہے appreciate کرنا چاہیے کہ انہوں نے جو یہ ہمارے ساتھ ایک تعاون کیا۔ ورنہ یہ ہمارے لیے بہت بڑا issue ہوتا کہ جہاں مساجد میں، وہ بھی رمضان میں۔ اگر یہ بہت بڑی بڑی تعدادیں اگر جاتیں تو خدانخواستہ یہ بواء اور زیادہ پھیلتی۔ ہمارے ساتھ بہت اچھا کام میں یقینی طور پر اصغر خان صاحب بیٹھے ہیں۔ یہاں پر مبین ہیں۔ دنیش بھی ہیں۔ زمرک خان صاحب بھی ہیں۔ سلیم کھوسہ صاحب نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلیم کھوسہ صاحب کو۔ ظہور بلیدی صاحب کو۔ اُنکا شاید ابھی negative آ گیا ہے۔ اسی طرح ہمارے ایک، دو اور ممبرز ہیں۔ یونس زہری صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ آغا صاحب کو صحت دے۔ ہمارے ممبرز بھی ہیں۔ اور بہت سارے ہمارے پیور وکرٹس ہیں۔ غلام علی صاحب ہیں۔ کمشنر کوئٹہ ہیں۔ فائنانس میں

بہت سارے لوگ ہیں۔ بہت سارے ایسے ہیں جو اپنا نام بتانا بھی آج کل نہیں چاہ رہے ہیں۔ یہ بھی بڑا عجیب مسئلہ ہے۔ جس کو ہوتا ہے۔ میں نے کہا جی بتایا کریں۔ کیونکہ آپ اپنے گھر میں اس وباء کو لے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں کو دے رہے ہیں جو اُسکو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ میں اور آپ تو ٹھیک ہے برداشت کریں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ جی ہم جوان ہیں۔ ہم چالیس کے ہیں۔ کوئی کہتا ہے میں پینتالیس کا ہوں۔ کوئی پچاس کا ہے۔ لیکن جو آپکی والدہ جو آپکی ساس۔ جو آپکی شاید بڑی بہن یا جو آپکا دادا وہ پچھتر، اسی سال کا ہے۔ اُسکا lungہ اسکو نہیں لے سکے گا۔ تو آپ مہربانی کر کے اپنے آپکو تو بالکل بچائیں۔ اُنکو زیادہ بچائیں۔ اور خاص کر نو جوانوں کو۔ کہ میرے اور آپ کو، ہم اس وباء کو اپنے گھر میں۔ وہ اپنی مرضی سے نہیں جا رہا۔ ہم اپنی مرضی سے اُسکو لے جا رہے ہیں۔ اسی لیے ہم منع کرتے ہیں کہ ہم یہ جو lockdown کو سختی کی طرف یا کسی اور کی طرف بار بار بات کرتے ہیں۔ اُسکو نئے نئے نام بھی اس lockdown کو دیئے گئے۔ اُس کی وجہ صرف یہی ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں ہے۔ لیکن میں ضرور کہوں گا کہ اس میں چیزیں ہیں۔ کچھ چیزوں کو بس end میں windup کروں گا۔ کچھ ممبرز نے بات کی تھی۔ ابھی PP.kits کی بات کی تھی۔ دیکھیں P.P kit ایک complete kit ہوتا ہے۔ جہاں اُس میں گاؤن کی قیمت الگ ہے۔ گاؤن کے ساتھ P.P kit میں ایک N95 بھی آتا ہے۔ اسکا ف بھی آتا ہے۔ کچھ کچھ شیڈز بھی دیتے ہیں۔ گولگڑ بھی ہے۔ ٹوکور بھی ہے۔ کچھ میں آٹومیٹک ٹوکور بھی ہے۔ اس کا جو basic concept P.P. gown کا میرے خیال وہ بات کر رہے تھے شاید اختر حسین صاحب اُس کو پوری kit کے ساتھ کر چکے ہیں۔ ہماری ایک کمیٹی ہے۔ ہیلتھ کمیٹی جو independent ہے۔ جس میں ہمارے ساتھ ڈاکٹرز ہیں۔ پروفیسرز ہیں۔ وہ جس چیز کو منع کرتے ہیں۔ چاہے کوئی اپنا sample بھی لاتا ہے، اُس کو reject کر دیتا ہے۔ اور ہم نے اسی طرح کیا۔ گاؤن کے اندر کوالٹی ہوتی ہے G.S.M کی۔ جس طرح ماسک N95 ہے۔ head اسکا ف بھی آتا ہے۔ اسی طرح گاؤن جو ہے وہ G.S.M کہلاتا ہے۔ G.S.M-75 - G.S.M-60 - G.S.M-55 - G.S.M-80 - G.S.M-80 ایسا ہے کہ جس کو شاید ایک گھنٹہ سے زیادہ پہن بھی نہ سکیں۔ اور نارمل گاؤن ہم کبھی کبھی سبز کلر کا دیکھتے ہیں۔ یہ basic سا گاؤن ہے جو G.S.M-55 کا ہے۔ اور یہ ہر جگہ کی different requirement ہے۔ آپریشن تھیٹر کی different ہوگی۔ وہاں G.S.M-high grade ہوگا۔ covid patients کے ساتھ ہائی ہوگا۔ ٹیسٹنگ کے دوران جو Lab میں ہوگا وہ high ہوگا۔ میں اور آپ اگر offices میں جو کوئی O.P.D میں۔ کوئی نرس باہر کھڑی ہے۔ کوئی چوکیدار کھڑا ہے۔ اُس کا lower ہوگا۔ اسی طرح vary

کرتے ہیں۔ اور سب کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ جیسے میں نے پہنا ہوا ہے۔ یہ N95 نہیں ہے۔ یہاں پر کچھ لوگوں نے normal surgical mask پہنا ہے۔ وہ سر جیکل ہے۔ یہ تھوڑا زیادہ ہے۔ اور ایک اور اصغر صاحب نے پہنا ہے۔ یہ تھوڑا اور زیادہ ہے۔ تو اس کی categories ہیں۔ اور اسکے استعمال کا اسی طریقے سے طریقہ ہے۔ تو یہ one stick for all کا mechanism نہیں ہے۔ ساتھ میں کیونکہ کچھ چیزوں میں ذرات ہوتی تھی۔ اسپرے کا بھی میں نے آپکو بتایا کہ سارے ٹاؤن کمیٹی، میونسپل کارپوریشن نے اپنے لحاظ سے کونٹہ میں میں نے بہت دیکھا۔ بار بار دیکھا۔ ایڈمنسٹریشن کے لوگ ہیں۔ ہیلتھ والے کے ہیں۔ PPHI نے بھی کیا ہے۔ MERCK نے بھی کیا ہے۔ سب نے اپنی کوششیں کیں۔ لیکن جیسے میں آپکو بتاؤں کہ covid جو ہے وہ اسپرے سے نہیں مرتا۔ لیکن disinfect کرنا چھاپے۔ کیونکہ بہت سارے اور Bacteria's ہیں۔ لیکن آج ایک نئی بات بھی، جس میں اب نئی نئی باتیں آرہے ہیں۔ ابھی latest اگر آپ۔ اب پتہ نہیں اب مجھے یہ بولنے بھی چاہیے۔ وہ کہتے ہیں آپ Sanitizer بھی اتنا زیادہ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ یہ Alcohol زیادہ percentage ہے۔ تو آپکے اندر کچھ ایسے Bacteria's بھی ہوتے ہیں جو غلط بیکٹیریا کو بھی counter کرتے ہیں۔ تو وہ بھی اگر مر گئے تو اس Bacteria's کو کون counter کرے گا؟ تو میں نے کہا ”یار! بس اسکا علاج بس اللہ ہی بچائے۔ ورنہ کبھی آپ لوگ کہتے ہو یہ کرو۔ پھر دنیا کہتی ہے یہ نہیں کرو۔ پھر تیسرے دن آکر پھر بولیں گے کہ بالکل یہ کرنا چاہیے تھا“۔ تو یہ ایک process ہے جو چل رہا ہے ان ساری چیزوں میں۔ اور میں اور آپ بھی اسی طرح اس میں ایک دوسرے کو aware کرتے جا رہے ہیں۔ میں agree کروں گا۔ چونکہ اُنکے زیادہ points تھے۔ N.F.C. پر تھوڑا اسی لیے میں کہوں گا بہت important ہے۔ ایک بات کی تو بالکل تسلی ہو۔ اور ایک جس پر ہم۔ میرے خیال ہے اس پر بات بھی کی گئی تھی کہ بلوچستان میں۔ دیکھیں! بلوچستان کی بات نہیں ہے۔ قیصر بنگالی صاحب N.F.C. کے Member تھے۔ پہلے رہ چکے تھے۔ میرے خیال میں نہ وہ تربت کے تھے۔ نہ خضدار کے تھے۔ نہ پشین کے تھے۔ نہ زیارت سے تھے۔ اُس وقت تو کسی نے بات نہیں کی۔ اور اسی طرح بلوچستان میں پتہ نہیں کتنے Member آئے ہیں، گئے ہیں۔ Consultants ہم رکھتے ہیں۔ فلاں رکھتے ہیں۔ اسی طرح بہت سارے ایسے issues ہیں جن کے اوپر ہم اپنی decisions جو ہے وہ اپنی decision expertise یا کسی حوالے سے کرتے ہیں۔ دیکھیں! main! بلوچستان حکومت نے اپنا کیس وہاں لڑ رہا ہے۔ اب اُس کے تین، چار components ہیں۔ ایک

آپکا ہے total technical component اور N.F.C. میں میں آپکو بتاؤں کہ ٹیکنیکل کم یہ پوٹینشل زیادہ ہے۔ جب تک آپ politically این ایف سی کو نہیں لڑیں گے۔ اگر اٹھارویں ترمیم political ایک وہ تھا۔ ٹیکنیکل اُس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اگر اُس N.F.C. میں جو weightage ملی۔ وہ political weightage تھا۔ ورنہ آج ہمیں اگر ہم اپنے basics پر آجائیں تو ہمیں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ تو بہت سارے نام آئے۔ آج پنجاب نے بھی میرے خیال ایک ممبر جو رکھا ہوگا۔ سندھ نے بھی رکھا ہوگا۔ K.P. نے بھی رکھا ہے۔ وہ کہیں سے تھا۔ دیکھیں! وہاں ایک ماحول بڑا عجیب سا ہوتا ہے۔ یہ ہمارے بیوروکریٹس بیٹھے ہیں۔ میرا اور آپکا بھی وہاں اسلام آباد بڑا جانا ہے۔ اسلام آباد میں آپ جیسے inter کرتے ہیں۔ اسلام آباد کا ماحول کونٹے کا نہیں ہے کہ یہاں آپ چار باتیں کہیں گے، دو آپ کی سنیں گے۔ وہاں آپ کو اپنی بات سنوانی پڑتی ہے۔ وہاں آپ کو اپنی بات منوانی پڑتی ہے۔ وہاں آپ کو اپنی بات پر دلیل دینا ہوتا ہے۔ وہاں آپ کے اندر وہ کم از کم ٹیکنیکل بولنے کا انداز۔ presence, personality-facts and figures یہ سب count کرتی ہے۔ ہمارے main Members تو ہمارے Finance کے Minister ہیں جو اُس کے Member ہے۔ اور اگر second stage پر جب یہ آئیگا تو یہ C.C.I. میں آئے گا۔ یہ National Council میں آئے گا۔ N.F.C. جس پر debating ہوگی۔ ہماری team کم از کم ایسی ہو۔ اگر میں اور آپ آج آکر، آج بھی، دیکھیں! میری یہ request ہے آپ سے۔ ہم اس debate پر اگر پڑ گئے کہ جی یہ پتہ نہیں ہزارہ ہو۔ پشتون ہو۔ برا ہوئی ہو۔ بلوچ ہو۔ بلوچ میں بھی گپٹی ہو۔ مری ہو۔ پھر ہم سے یہ کام نہیں ہونگے۔ اور ہم suffer کریں گے۔ ہاں میں سب کو کہتا ہوں کہ جی بہت سارے لوگ ہیں۔ بالکل ہم بیٹھے ہیں۔ ہمارے پاس اگر لوگ ہیں ہمیں انکو بالکل موقع دینا چاہیے۔ لیکن اگر ہمارا کیس اگر صحیح present ہو جاتا۔ اگر کوئی آدمی کر جاتا ہے تو بلوچستان کیلئے اگر ایک اچھا سا stance کوئی لے پاتا ہے اگر ضروری نہیں ہے کوئی آخری word ہے۔ جس کو ہم change نہیں کر سکیں۔ ہم اُس کو change بھی کر سکتے ہیں۔ پھر کچھ لوگوں نے کہا کہ۔ حالانکہ میں to be very frank۔ اخبار میں آیا۔ کچھ لوگوں نے بات کی کہ جی جام صاحب کے شاید تعلق داری ہے یا رشتہ داری ہے۔ میں نے اپنے فون پر جاوید جبار صاحب کا نمبر دس دن پہلے save کیا تھا۔ اس سے پہلے نہ میرا اُن کے پاس نمبر تھا۔ نہ میرا اُن کے پاس نمبر تھا نہ اُن کا میرے پاس تھا۔ میں نے اُن کو ایک دو جگہ سنا ہے، بچپن سے سنا ہے۔ آپ نے بھی سنا ہے۔ ٹی وی پر سب نے سنا ہے ایک دو پروگرامز میں اور ایک دو جگہوں پر انہوں نے بلوچستان کا مؤقف جس ایک

articulated انداز میں پیش کیا مجھے وہ بہت بہتر لگا۔ شاید میں اُتایا ہم میں سے بہت اچھا نہیں وہ ایک فورم ہے آپ کے سامنے چار ممبرز دوسرے صوبوں کے بیٹھے ہیں۔ چار وزراء دوسرے صوبوں کے بیٹھے ہیں، وزیر فنانس بیٹھے ہیں، سینئر سیکریٹریز بیٹھے ہیں۔ ہمارے چیف سیکریٹری صاحب یہاں بیٹھے ہیں یہ آپ کو بتا سکتے ہیں۔ اور آپ لوگوں سے وابستہ ہیں۔ آپ اسلام آباد میں ابھی جائیں کسی فورم میں وہ بات کرنے آپ کو نہیں دیتے ہے۔ چار ایسے دلائل ادھر ادھر کے دیتے ہیں۔ میں اور آپ بلوچستان کے لوگ ہیں ہم پھر خاموش ہو جاتے ہیں ”جی ٹھیک ہے“۔ یا کہ شور کریں گے اور اخبار میں دیں گے روڈ بند کر دیں گے نقصانہ ہمارا ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ہمارا مؤقف پیش کر سکتا ہے اچھا، نہیں کر سکتے ہم change کر سکتے ہم کسی اور کو بھی رکھ سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس کو politicise نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایسی بہت ساری چیزیں ہیں جو ہم بلوچستانی نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن ہمیں اُن کی ضرورت پڑ جاتی ہیں۔ آج آپ کو Cooperate Lawyer کی ضرورت ہے تو بلوچستان میں Cooperate Lawyer نہیں ہے تو لانا پڑیگا۔ کل کوئی بول دیں کہ نہیں جام صاحب آپ نے کسی کو رکھنا پڑیگا۔ تو ایسا نہیں ہے ہمیں اس کو تھوڑا time دینا چاہیے محفوظ علی خان صاحب میں اُن کو اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ سیکریٹری فنانس بھی ہوتے تھے۔ قابل احترام ہیں محفوظ صاحب ہیں سیکریٹری فنانس بھی رہ چکے ہیں۔ لیکن چیزیں بڑھتی رہتی ہے۔ یوں تو دوسروں کو بھی لا سکتے ہیں۔ ہاں میرٹ سے اگر بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہمیں اپوزیشن اور ہمارے جو Coalition Members ہیں ہمیں ان کے ساتھ ایک sitting کرنی چاہیے۔ اگر آپ جہاں محسوس کریں یا محسوس کرتے ہیں جی میرا خیال یہ بول نہیں پائیں گے یا ہمارے کیس کو defend نہیں کر پائیں گے۔ ہم President صاحب سے request کریں گے کہ جی آپ change کریں۔ پھر ہم کسی اور ممبر کی طرف جاتے ہیں۔ جیسے N.F.C. پر میں آپ کو بتاؤں جو مجھے بھی پتہ نہیں تھی۔ جو یہاں تک کہ ہمارے سیکریٹری فنانس کو بھی پتہ تھی تھا۔ تو اُنہوں نے کہا جام صاحب مجھے نہیں پتا تھا کہ N.F.C. پر پچھلے بیس سال سے جاوید جبار صاحب اور حفیظ پاشا صاحب کام کر رہے ہیں۔ for the last 20 years حفیظ پاشا صاحب بھی بڑے renowned جسے ہم کہتے ہیں کہ جی یہ Financial Expert ہے، Economist ہیں اور باقی چیزیں ہیں۔ یہ دونوں Colleagues, for the last 20 years are working on N.F.C., not on need کو N.F.C. Specialize on Bbalochistn kind of N.F.C. کہ بلوچستان کی need کو صرف آپ اُس کے پالیٹیشن اور اس کی زمین پر نہیں رکھیں۔ اس زمین اور اس مخلوق کے اندر بہت سارے واقعات

ہوئے ہیں۔ بہت ساری پسماندگیاں ہیں، بیروزگاری ہے، development نہیں ہیں۔ بڑے بڑے علاقے ہیں۔ روڈوں کی ضرورت ہے۔ ایڈمنسٹریشن ہے، law and order کے ایسے ایسے وقت گزرے ہیں جہاں دس سال علاقوں میں کام ہی نہیں ہوا ہے۔ یونیورسٹیاں پہلی دفعہ بنی ہیں۔ کالجز پہلی دفعہ بنی ہیں۔ تو آپ کا اور ہمارے کسی اور صوبے کا برابری نہیں ہو سکتی ہے۔ تو یہ سارے وہ چیزیں ہیں جن پر تھوڑا بہت ہمیں دیکھنا چاہیے اور اس پر ہم اگر کام کریں تو میرے خیال میں بہتر بھی ہوگا اور جو چیز ہمارے صوبے کے لئے، ہم سب کے لئے بھلائی کی ہوگی انشاء اللہ ہم سب اسی کی طرف جائیں گے اور کوئی ایسا غلط الزام نہ یہ حکومت لینا چاہے گی اور نہ یہ کامینہ لینا چاہے گی اور نہ یہ اسمبلی انشاء اللہ لینی چاہے گی۔ اس پر انشاء اللہ ہم تو بہت debate بھی کریں گے۔ چیزیں تو جناب اسپیکر! یقینی طور پر بہت ہیں۔ اور اس سلسلے کو ہم رواں دواں بھی رکھ سکتے ہیں، اس پر اور بھی بات ہے۔ لیکن آخر میں چند باتیں میں یوں کہوں گا۔ دیکھئے! یہ وباء serious بن گئی ہے اسلئے زندگی کا آپ کا حصہ بن گئی ہے۔ اب جن کو ہو گئی ہے وہ تو کہتے ہیں کہ جی ہمیں تو ہو گئی ہے۔ اب جن اضلاع میں نہیں ہوئی وہ ڈرے ہوئے ہیں یا! ہمیں نہ ہو جائے۔ تو یہ 100% تو کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ ویکسین اس کی آئی نہیں ہے۔ جب تک سب cure ہو کر ٹھیک نہ ہو جائیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔ تو ہمیں اس ذہن کے ساتھ چلنا ہے کہ اس نے کچھ نہ کچھ عرصہ ہمارے ساتھ health threat کے ساتھ بھی گزارے گی۔ اور کاروباری threat کے ساتھ بھی گزارے گی۔ جو ہمارے لیئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ اب ہم نے ابھی جو تیاری کرنی ہے۔ اپنی ہیلتھ سہولیات کو، اپنے تیاری کو، اپنے testings کو، ان چیزوں کو جیسے جیسے ٹائم گزرتا جائے بہتر کرتے جائیں۔ اور اس سسٹم کی بہتری میں جو isolation period ہے ہو سکتا ہے کل پورا بلوچستان Zero ہو جائے لیکن پنجاب میں یا سندھ میں 6 ہزار کیسز ہوں پھر ہم کیا کریں؟۔ پھر ہم اپنے بارڈر بند کر دیں گے۔ وہاں سے ایک بندہ بھی آ گیا مثال ہے وہ خاران چلا گیا یا وہ قلعہ سیف اللہ چلا گیا یا ٹوب چلا گیا مثال ہے جہاں کوئی کیس نہیں تھا تو وہاں بھی پھیلا سکتا ہے۔ بند تو نہیں ہو سکتا ہے۔ تو اس سلسلے نے ہمارے ساتھ چلنا ہیں۔ اور ہم نے اس کو manage کرنا ہیں۔ ہمیں اپنی بہت سارے چیزوں میں تبدیلی لانی ہیں۔ آخر اجات میں۔ میں ممبرز کو request کروں گا جو بھی اسکیم آپ دیں اس پی ایس ڈی پی میں، ان چار یا پانچ چیزوں کو اپنے ذہن میں ضرور رکھیں۔ کہ وہ اسکیم جو آپ کے لوگوں کے اقتصادی عمل کو بہتر کریں۔ اور وہ اسکیم جو آپ کے ہیلتھ سیکٹر کو بہتر کرے۔ وہ اسکیم جو آپ کے لوگوں کے ایریا میں کوئی نہ کوئی روزگار create کر لیں۔ وہ اسکیم جو لوگوں کو کسی ناں کسی حد تک financially فائدہ دے سکیں۔ definitely روڈز

بلڈنگ وغیرہ بنائیں گے اُس سے revenue generation ہوگی۔ مزدور آئیں گے باقی سارے آئیں گے۔ تو ہمیں یہ وہ ہے جو ممبران اپنی تجاویز دیں۔ پھر یقینی طور پر صوبائی سطح پر کچھ آٹھ یا نو سیکٹرز ہیں جن پر صوبائی حکومت بھی کام کر رہی ہے اُس پر بھی آپ کا input ہمارے لئے ضروری ہے۔ ہمارا تو ویسے حکومت کا ہے۔ اپوزیشن بھی اگر سمجھتی ہے انشاء اللہ آئیگی وہاں بھی input دیں تاکہ ہم اس کو تھوڑا بہتر کر سکیں۔ جناب اسپیکر صاحب! end میں یہی ہوگا کہ ہمیں بہت سارے چیزوں کو face کرنا ہے آنے والے وقت میں ہمارے لئے law and order بھی ایک situation بن سکتی ہے جو کسی نا کسی حوالے سے بنی ہوئی بھی ہے۔ تھوڑی بہت جہاں بیرونی ملک کے وہ عناصر جو پاکستان کو stable نہیں دیکھنا چاہتے۔ چاہے اُس میں بھارت ہو یا کوئی اور ملک ہو وہ اپنے کام بلوچستان اور پاکستان میں کرتے رہیں گے۔ لیکن ہمیں اُن چیزوں سے کوئی گھبرانا نہیں ہے ہم نے اس کو as a challenge face کرنا ہے۔ تربت میں، منڈ میں، اسی طرح ہمارے پاس پٹین میں یا اسی طرح ہمارے پاس سبی کے ایریا میں، بولان کے ایریا میں جو واقعات ہوئے ہیں، ہم اس کی بہت مذمت کرتے ہیں یہ جو ٹارگٹ کیا گیا ہے وہ بھی اس مہینے کے اندر۔ یہ وہ elements ہیں جو یقیناً طور پر چیزوں کو بہت down ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ لیکن ہم نے بلوچستان کی ترقی کیلئے، بلوچستان کی بہتری کیلئے اپنے سارے عمل کو آگے بڑھانا ہے۔ اور ایک ساتھ بڑھانا ہے۔ کیونکہ یہ چیلنج ہمارے لئے، اس گورنمنٹ کیلئے بھی ہے، اس اسمبلی کے لئے بھی اور ہم سب کیلئے ہیں۔ کیونکہ اس کا socio-economic یہ ہمیں ذہن میں رکھنا چاہیے کہ بار بار ہم جس کا ذکر کر رہے ہیں کہ پاکستان کا revenue aspect تیس سے پینتیس فیصد disturb ہوا ہے۔ وہ کیسے ہیں Taxes آپ کس طرح جمع کریں گے؟ import ہوگا ٹیکس ہے۔ fuel آئیگا ٹیکس ہے۔ کاروبار ہے ٹیکس ہے۔ اب حکومت سبسائیڈی زیادہ دے رہی ہے۔ ہم نے کاروبار کے بہت سارے ٹیکس معاف کر دیئے۔ کسٹم کی ڈیوٹیاں معاف کر دی ہیں۔ بلوچستان گورنمنٹ نے اپنے P.R.A کے بہت سارے Taxes معاف کر دیئے تاکہ ہمارے کاروباری طبقے کو یا جو لوگ بیروزگاری ہوئے اُن کو فائدہ ملیں۔ ان سب کو جب آپ جمع کرتے ہیں تو ہم نے اپنے ملک کے 30 سے 35 فیصد ریونیو کو خود اپنے فیصلے کے ساتھ کم کر دیا ہے۔ اور پھر ہم نے اُن چیزوں میں خرچ کر دیا ہے جہاں سے return آپ کو پیسے کی صورت میں نہیں ہوگا۔ وہ آپ کا پیسہ گیا ہے۔ ایر جنسی میں گیا ہے یا جس میں بھی گیا ہے۔ تو آنے والا ٹائم عموماً شاید یہ اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ پاکستان کو 4 سو 5 سو ارب کا خسارہ ہوگا۔ اور یہ ریونیو base ایف بی آر کا ہوگا جس کا اثر ہر صوبے پر جائیگا۔ لیکن وہی بات جس پر اصغر خان صاحب نے بھی بات

کی اور ثناء صاحب نے بھی بات کی کہ گورنمنٹ آف بلوچستان بلکہ صوبہ بلوچستان این ایف سی ایوارڈ کے ایک شق کے تحت secure رہتا ہے۔ اگر وہ secure اسی فارمولے کے تحت ہے تو ہماری اگر وہی پوزیشن بھی بن جائے جو پچھلے فارمولے میں تھی تو ہم بہت بہتر ہیں۔ ابھی بھی آپ اگر پنجاب، سندھ یا K.P. میں جائیں وہ اپنی PSDP نہیں کر پارہے ہیں۔ کیونکہ اُن کے ریونیو بہت نیچے چلے گئے۔ ہم چونکہ secure ہیں وفاقی حکومت کے اُس فارمولے کے تحت تو ہماری تھوڑی بہت بچت ہو رہی ہے۔ اگر اس فارمولے کو چھیڑا جائیگا تو پھر ہم یقینی طور پر اس کی مذمت بھی کریں گے اور اُس پر بات بھی کریں گے۔ لیکن اگر ہمیں یہی فارمولا بھی مل جاتا ہے، ان حالات میں تو میرے خیال میں بلوچستان اپنے لحاظ سے بہت secure بھی ہوگا۔ اور ہمارے لئے Win, Win-situation بھی بنے گی، لیکن اس میں ہم دوستوں کے ساتھ سب کے ساتھ debate کریں گے، پوزیشن کے ثناء بلوچ صاحب بھی آئیں، بیٹھیں ہمارے ساتھ ایک دو ہمارے پی ایس ڈی پی اور ان چیزوں کے ہیلتھ کے حوالے سے بھی۔ ہم یقینی طور پر آپ کی رائے لینگے اور ہم سب ان cooperate کر کے چیزوں کو آگے چلائیں گے اور کوشش کریں گے کہ آنے والے challenges کو ہم ایک صوبے کے لحاظ سے ایک ایڈسٹریشن کے لحاظ سے اور باقی انداز میں اور ایک بلوچستانی کے لحاظ سے ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق بھی دے اور تھوڑی بہت ہم اپنی چیزوں کو بہتر انداز میں کر سکیں۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ حافظ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جام صاحب! آپ نے تفصیلی بات کی، چاروں points پر۔ اب میں اسمبلی اجلاس ختم کرنے کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER.

In exercise of the Powers conferred on me by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I Mr/ Abdul Quddus Bizenjo, Speaker, Provincial Assembly of Balochistan here by order that on conclusion of Business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Wednesday, the 20th May, 2020.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 06 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)۔